بحسن صانع علیم کن فکان و فضل خلاق زمین و آسمان

رسالہ نادرت عنوان مشتمل حالات خاندان چشتیان ترجمہ لفظ بلفظ ہو بہو مسمی بہ

رسالہ سیر الاقطاب اردو

از دوستی طبع تجلی زا مولوی محمد علی صاحب متخلص بہ جویا

مطبع نامی منشی نولکشور مین بخوش اسلوبی [illegible] ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کے لائق وہ یگانہ زمانہ ہی کہ جسکے ظہور جلوہ سے ہر بیگانہ یگانہ پروانہ شمع اور شمع پروانہ ہی
اُسکی وحدانیت کا نور ہر شی مین نمودار اُسکی معرفت کا ظہور ہر گل مین مانند بہار مضمر
ہر رنگ مین بیرنگ کا آتا ہی نظر رنگ ٭ ہر سنگ مین آتش ہی وہ ہی اور وہ ہی سنگ جو یا
پیدا انکی بات ہی تو ہمہ کر اظہار اسکا مست لپشد کر مصرع از مین حمدہ خود کی بر آید زبان ٭ مظہر کل
کی تمہید مین کوئی کیا زبان کھولے یان ہان جو یا حق توحید ادا ہونا یہ نہایت دشوار ہی بقا کا فنا
پیدا ہی مصرع تا تو زخود تہی نشوی خود بخدا نمیرسی ٭ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
مظہر کل کی تحقیق کوئی کیا کر سکے پہلے وہم تصدیق تو پورا ابھر سکے یہ کیا سہل کام ہی توحید تحقیق کا
کام ہی شعر سر احد مجو مجو جلوہ احمد مست این ٭ راز اید بگو بگو نور محمد است این یٰسین والقرآن الحکیم
انک لمن المرسلین ٭ پس جو یا وہ ہو سکے نہ یہ مصرع عجز گفتن زلاف گفتن بہ ٭ جو ہو سو ہو

اسکو کہ توحید دعوی ہے تصدیق گواہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ شعر نہ یہ ممکن کہ ہو کچھ حمد حق
کی کامل ✦ نہ یہ آسان کہ ہو نعت نبی کا شرف حاصل ✦ نہ وہ ممکن نہ یہ آسان یہ دونو
بات ہین مشکل ✦ بس اب ای دل بقول پاک حضرت میرزا بیدل ✦ ز لاف حمد و نعت اولی است
بر خاک ادب خفتن ✦ سجودے بیزبان کردن درودے بیزبان گفتن ✦ الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بعد اسکے بندہ بیریا محمد علی جویا اہل
بصیرت کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کتاب سیر الاقطاب حالات خاندان عالیشان
چشتیان مین بزبان فارسی تالیف شیخ اللہ دیا کہ مریدان سلسلہ عالیہ سے ہے کمیاب ہے
اور شایق اسکے ہمیشہ جویا ہی رہے اور اگر کوئی نسخہ کہین کسی کو ملگیا تو اسکو نہایت فخر ہوا
اور واقعی کتاب موصوف ایسی ہی لاجواب و لاثانی ہے چنانچہ مولف خود لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے
رسالہ ہذا کے مین نے عالم رویا مین دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ
کے مزار پر انوار مین موجود ہون اور رسالہ ہذا حضور کے ملاحظہ مین پیش کیا ہے آپنے فرمایا کہ مرحبا
تو نے بہت اچھا کام کیا ہے ہمنے اس رسالہ کو قبول کیا۔ اور ایک بار مولف کے برادر شب کو
حوض کے کنارے اسکا مطالعہ کر رہے تھے اور جب غنودگی غالب ہوئی تو وہ اٹھکر مکان کو
چلے گئے اور کتاب بغفلت ملازمان ہے حوض مین گر گئی صبح کو جب انھون نے طلب کی تو نپائی
آخر لوگ حوض پر دوڑ گئے دیکھا تو بر سر آب کتاب تیر رہی ہے اور ایک ورق تک اسکا تر نہین ہوا
یہ بھی کتاب موصوف کی بزرگی ہے اور اس مین کل خاندان اہل چشت کا حال سلسلہ وار ابتدا سے
انتہا تک ہر ہر ولی اللہ کی کیفیت اور پیدائش سے وقت رحلت تک لکھی ہے اس اثنا مین جو جو
ریاضتین یا خرق عادات انسے ظہور مین آئی ہین سبکا مشرح بیان ہے غرض ایک مدت سے
ارادہ تھا کہ اس گنج گرانمایہ کو فیض عام کرنا چاہیے کہ خاص و عام اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب ہون
مگر زمانہ سے فرصت نہ ملتی تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر بعد اردو ہونے کے بھی یہ جوہر بیبہا
مخفی رہا تو کیا فائدہ ہوا ہان اگر مطبوع ہو جاوے تو مقصود حاصل ہے ناگاہ آرزوے یہ فکر تھی کہ جناب فیضمآب مجمع اخلاق

پچیس برس کی ہوئی تو بی بی ام المومنین خدیجۂ کبریٰ رضی اللہ عنہا کو اپنے ازدواج میں
منسلک فرمایا پینتیس برس کے بعد حجر اسود کو رکن عمرانی پر نصب کیا چالیسوین سال آپ
غار مین تشریف لیجاتے اور وہان شغل عبادت کرتے بعد چھ ماہ کے اُسی سال مین حضرت جبرئیل
امین حسب الحکم خداوند جلیل اُس شرف دو دمان ابراہیم خلیل و اسمٰعیل کے مقام غار مین بہفتم رجب المرجب
کو بفحوائے کلام پاک پروردگار۔ اقرا باسم ربک الذی خلق وحی رسان ہوئے پھر حضرت مقام
دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی مین فائز ہوئے اور قرب یکتائے بے ہمتا سے مسرور ہوئے
اور نور مبارک نے اپنے محیط اصلی نور مجرد سے شرف اتصال پایا یعنی حصول رتبہ معراج سے قرو سیئہ
طالعان امت عاصی کو نگون بختی زمان اخروی سے رستگار فرمایا جب سن شریف پچاس برس کا
ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم قادر مطلق مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو بسبیل ہجرت اپنے قدوم میمنت
لزوم سے مصدر برکات و سعادات فرمایا دس سال اسی مقام مقدس کو قیام مبارک سے
رشک افزائے بہشت برین رکھا انھین دس برس مین چھبیس لڑائیان کفار و مشرکین کے
ساتھ ہوئین ستائیس مرتبہ خود بدولت شریک معرکہ ہوئے بعد انقضائے دو سال سنہ ہجرت بفرمان
واجب الاذعان حضرت رب العزت خاتون محترم ام الشبیر و الشبر حضرت فاطمہ زہرا سیدہ عالم اپنی
دختر نیک اختر رضی اللہ عنہا کو حضرت امیر المومنین قاتل المشرکین حیدر کرار علی مرتضی اسد اللہ الغالب
ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے عقد مناکحت مین منعقد کیا اُسوقت عمر مبارک آپ کی
ترسیٹھ برس کی تھی کہ جب گیارھوان سنہ زمان ہجرت کا ہوا تو جذب شوق وصال احدی صمدی اُس
گوہر عالم افروز محیط فیوض ابدی و سرمدی کا جاذب و طالب ہوا اور اُس برگزیدہ انفس و
آفاق نے بکمال اشتیاق وصال عالم قدسی اختیار فرمایا جان بجانان سپرد کی اور جانان سے
مثل جان کے پیوست ہوگئے بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ کو یہ واقعہ واقع ہوا حضرت
عائشہ صدیقہ کے حجرہ مین نعش مطہر کو مدفون کیا تین روز تک اژدحام و انبوہ خلائق و ملائک
بنا برادائے نماز جنازہ حضرت صلعم اُسی مقام مصدر برکات تام پر رہا نعش پاک اُس صاحب لولاک کی

حجرۂ مقدسہ سے برآمد نہین ہوئی ان تین دن مین شمائم عنبرین و نفحات عطر آگین سے
پیراہن صبا ایسا معطر و معنبر تھا کہ مشام خلق اُس بوے دلاویز کی شمیم سے عنبرت افزاے
نافۂ تاتاری و طبلۂ عطاری تھا چنانچہ آجتک گرد مدینہ منورہ کے وہ خوشبو موجود ہے وہان
عالم روحانی روح مقدس کی نورافشانی سے معلی و منور یہان طبقۂ خاکدانی جسد اطہر کی اشاعت
نفحات و شمائم سے معطر الغرض جہان فانی وجاودانی دونون ایک ذات لاتحصے صفات سے
ہر عالم و ہر حال مین بہرہ اندوز فیوض رہے اور تھے بعد رحلت آنحضرت جناب سیدہ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا آلام مفارقت پدری سے زیادہ متحمل نہوئین اور ایسے درد جانستان کے
وسیلہ سے بعد مدت شش ماہ چودھوین شعبان کو اس دار ناپایدار سے رہگراے خلد برین ہوئین
پدر بزرگوار سے ملاقی ہوگئین جملہ مشتاقون سے حضرت خاتون جنت نے سبقت فرمائی
حضرت کی ازواج مطہرات اٹھارہ یا انیس تھین بعض طیبہ نے بلا حصول دولت خلوت
سرور عالم صلعم سفر آخرت اختیار فرمایا اور بعض حصول سعادت و سرفرازی سے خدمت
اقدس مین کامیاب دارین رہین تفصیل اسمای طیبہ یہ ہے اول حضرت خدیجہ کبری بنت
خویلد مشرف زوجیت سے ہوئین پھر ام المومنین ام سلمہ پھر سودہ بنت زمعہ پھر
حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشرف عقد مناکحت سے ہوئین اور پھر ام حبیبہ بنت
ابوسفیان اور پھر اسما بنت ابی خوف بن حارث اور پھر زینب بنت جحش کہ عقد انکا عرش
مجید پہ ہوا ہے اور زینب ملقب بام المساکین اور پھر صفیہ میمونہ بنت حارث اور پھر ہلالیہ پھر
محرمہ اور پھر جویریہ اور پھر ماریہ قبطیہ اور پھر ریحانہ بنت زید یہ سب خواتین ام المومنین شرف
خدمت سراسر سعادت حضرت رسول مقبول کی تھین باقی تین زوجہ خولہ بنت سہیل سبا بنت
خلیفت اصناف عمر اسر دحیہ کلبی قبل از احراز دولت خلوت آنحضرت رہگراے عالم آخرت ہوئین
سواے ازواج مطہرات کے گیارہ زوجہ حضرت کی مطلقہ ہین جنکو حضرت نے طلاق دیکر کاشانۂ
مبارک سے جدا کردیا تھا اور بی بی عائشہ صدیقہ زیادہ تر محبوب اُس محبوب رب العالمین کی تھین

بیان اولاد امجاد حضرت صلعم کا

آپ کے فرزند چار ہوئے طیب طاہر قاسم ابراہیم اور چار صاحبزادیاں زینب و کلثوم رقیہ فاطمہ زہرا۔ زینب زوجہ ابو العاص بن ربیعہ تھیں کلثوم و رقیہ زوجہ حضرت عثمان غنی تھیں اسی سبب سے ذو النورین کہتے ہیں اور فاطمہ زہرا زوجہ علی مرتضے شیر خدا تھیں اور صاحبزادہ ابراہیم جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے یہ ساتوں اولاد امجاد حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی تھیں چونکہ بنائے رسوم شرعیہ و شیوع دین متین مشیت حضرت سبحان جل شانہ تھی بعد رحلت حضرت خاتم الرسالت کے چہار خلفاے راشدین نے وسادہ خلافت کو اپنے جلوس سے تجلی کر کے اشاعت دین مبین و احیاے مراسم شریعت غراے متین سے عالم کو آباد ان و منور فرمایا اول خلیفہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے سلسلہ خلافت نے استحکام پایا چوتھے حضرت شاہ ولایت پناہ علی مرتضے خاتم مدارج خلافت کبری نے خلافت صوری و معنوی کو زینت بخشی رضی اللہ عنہ

بیان ذکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اور حضرت مرتضے بمثل خاتم الانبیا کے خاتم الخلفا ہوئے ان چار خلفاے با صفوت و صفا کے فیض کرامت و ولایت و کشف و ہدایت و نعمت عظیمہ بالقربت بسبیل فیضان الی الآن بزم گاہ شہود میں جاری ہے خرقہ فقرا انہیں کے پیکر شریف پر درست و زیبا ہوا اور سلسلہ اولیاے کرام نے انکی ذات با برکات سے استحکام نسبت درست کیا اگر صاحب باعظمت و کرامت کے واقعات و صفات تحریر ہوں تو دفتروں میں گنجایش ثبت نہو اسی خیال سے مولف کتاب نے تحریر واقعات مفصلات سے دست کشیدہ و بیان امن پیچیدہ ہو کر بعض بعض حالات و واقعات خاندان چشت سے بسبیل اختصار کتاب کو زیب نگارش دیتا ہے مولف کو بھی اس سلسلہ عالی باعظمت سے نسبت ارادت درست ہے کچھ پیدا ہے بنا قبیہ ان اصحاب عالی مدارج والا مناصب کے

کتب متداولہ سے علی قدر وسع ملخص کرکے اور بسعی تمام روایات کثیرہ مستنبط کرکے فراہم کیے اور
بطور شجرہ طیبہ کہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء ثبت بیاض کیا اول سلسلہ تبیین سخن
بنگارش مناقب وحالات کرامت آیات حضرت شاہ ولایت مرتضے علی رضی اللہ عنہ زینت
آغاز دیباچہ ہو بدینوجہ کہ ایک تو مؤلف جس خاندان کرامت توامان کا مرید ہے اُسکا سلسلہ
بیعت ارادت ید اللہ شیر خدا کے دست مبارک پر درست ہوا ہے دوسرے مؤلف کو ارادت تام
حضرت قدسی مقام کی جناب میں بواسطہ مرجعیت اپنے مرشدان کرام کے بیش از بیش ہے
تا درازان سلسلوں کے کہ اور صحابہ کرام پر منتہی ہوتے ہیں جملہ مشایخ کبار وفقراے نیک کردار کا
وسیلہ باعتبار حضرت حیدر کرار ہی کی ذات فایض البرکات ہے جو کچھ کسی نے بضاعت کشف وکرامت
پائی انھین بمصداق انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے در فیض سے پائی اس وجہ اتم واکمل سے نگارندہ
تذکرہ خیر اذکار پر فرض ہوا کہ حضرت شاہ ولایت پناہ کے ذکر وبیان کو دیباچہ وآغاز کتاب کرے
اور اول سے اسکا تذکرہ کرے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کا حال یہ ہے۔ مخفی نرہے کہ خداوند جل شانہ نے
اپنے اظہار کے واسطے ایک نور ذات خاص سے علیحدہ کرکے اُسکا نام نور محمدی رکھا اور یہین سے
الانسان سری وانا سرہٗ کا راز کھلا پھر اُس نور پاک سے ہیژدہ ہزار عالم نے ظہور پایا
اب غور سے دیکھو تو وہی نور خاص ہے پھر خاص اُس نور کو ایک جسم لطیف بے سایہ
عنایت فرمایا اور اُسکو حبیب اپنا گردانا اور خاتم الانبیا کیا کیونکہ ابتدا بھی اُسی نور سے تھی
اور انتہا بھی اُسی پر ہوئی اور اُسکو محرم خلوتکدہ خاص کیا اور عالم شہود سے یعنی ناسوت سے
طرف ملکوت کے وہان سے جانب جبروت اور پھر خاص لاہوت مین بلا کر اپنے وصال سے
مشرف فرمایا اور خلعت خاص عطا کیا اور حکم دیا کہ یہ خلعت قیامت تک تیرے وسیلے سے
تیری امت کے اولیاؤن پر زین وزیب رہیگا چنانچہ مشہور ہے کہ وہ خلعت خاص کہ جسمین
خرقہ وکلاہ چہار ترکی تھا یروز معراج حضرت خاتم الانبیا کو جناب باری سے مرحمت ہوا تھا
اور وہ راز خاص کہ جس سے حضرت کو محرم خاص بنایا تھا حضرت رسالت پناہ نے جملہ اصحاب

خلعت آپ کے روبرو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا اور وہی تشریف تشریف
حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے پیران چشت کو دست بدست پہونچتا رہا غرض اصل اصول
خواجگان چشت کا وہی برگزیدۂ اتقیا و اصفیا ستودۂ صفات انبیا و اولیا مقدم نشین چار بالش
ایمان سر حلقہ زمرۂ معتوقان کعبۂ عرفان و ایقان خاتم الخلفاے راشدین مکمل صدر آرایان
مناصب و مناسک دین حضرت سید المرسلین مصحف ناطق حجت صادق شیر بیشۂ وغا
شہسوار میدان سخا صاحب دلدل و ذوالفقار قاتل کفار و اشرار مقرب درگاہ احدیت مغز حقیقت
صمدیت مظہر العجائب مصدر الغرائب شہنشاہ دین پناہ سلطان فلک بارگاہ محرم راز الٰہی واقف
اسرار نامتناہی امام المتقین یعسوب الصابرین قامع المشرکین قاتل الملحدین سلطان المشارق والمغارب
اسد اللہ الغالب علی کل غالب قدوۃ الاخیار زبدۃ الابرار حیدر کرار زور بازوے مصطفیٰ ید اللہ حضرت
علی مرتضیٰ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کہ وصی و نایب و داماد و رازدار محرم اسرار ابن عم
حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمامی اوصاف بذل و عطا تسلیم و رضا سے آپ کی ذات
مقدس متصف ہے اور انا مدینۃ العلم و علی بابہا و لحمک لحمی آپ کی شان میں رسول
مقبول نے فرمایا ہے گویا آپ ہی کی ذات اطہر کو مرجع خاص و عام ٹھہرایا ہے آپ ایام طفولیت مین
سب سے پہلے اسلام لائے اور غزوات پر جان و دل سے بموجب ارشاد والا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لڑے اور ہزارون کافرون کو مسلمان کیا در خیبر کہ مثل کوہ کے تھا بحکم خداے قدیر
اوکھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے فرزندون کو حوالہ سائل کے کر دیا بلکہ خود حوالہ ہوگئے جسکے حق میں
رسول مقبول نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے مین جسکا مولا ہون علی اُسکا مولا ہے
اور آپ پیدا ہوئے اندر کعبہ معظمہ کے اور برادر عم زاد رسول خدا کے تھے اور داماد تھے اور نکاح
آپکا عرش پر ہوا اور سردار جوانان جنت ہین شیر خدا کا خطاب مرحمت ہوا ہے اور راز ربانی
اور رمز عرفانی جو سینہ آئینہ صورت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مین مخفی تھے وہ سوا
خاتم الخلفا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کسی کو عنایت نہین ہوا آپ نے رموز مخفی اور

راز نہانی وحدت اور اسرار حقیقت کے حضرت علی کو آشکارا کیے اور اسم اعظم سکھلایا اور
اپنا خلیفۂ خاص کیا اور ارشاد فرمایا کہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہیگا اور خرقۂ فقر وارادت کا
حضرت خاتم الانبیا نے آپ کو عطا فرمایا اور جانشین اپنا مقرر کیا اور علوم لدنی اور اسرار
باطنی سے محرم راز اپنا فرمایا خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں شیخنا فی الوصول والحد
علی المرتضی اور نیز بیان انکا ہے کہ آپ کی شان مقدس مین کلام مجید کی پینتیس ۳۵ آیتین وارد
و نازل ہین کہ جنسے علو مرتبت و افضلیت و علمیت آپ کی ثابت ہوتی ہے بطریق تصریح
ایک دو آیۃ حوالہ مقام کیجاتی ہین کما قال اللہ تعالے تریہم رکعا سجدا یبتغون فضلا
من اللہ و رضوانا اور اکثر حدیث شریف آپ کی صفتین وارد ہین کہ من اراد ان ینظر
الی آدم صفوتہ والی یوسف وجہہ والی موسے وصلابتہ والی عیسے زہدہ والی محمد صلعم
وخلقہ فلینظر الی ابن ابیطالب نقل ہے کہ آپ بروز جمعہ تیرھوین رجب المرجب سنہ
عام الفیل کو اندرون خانہ کعبہ متولد ہوئے اور مفصل حال آپ کا کتب سیر سے واضح ہے
آپ جانبین سے ہاشمی نژاد ہین جسوقت یہ خبر فرحت اثر سمع مبارک پیغمبر خدا مین پہونچی
تو آپ نے فرما بھیجا کہ جبتک ہم نہ آئین اس مولود کو شیر نہ پلائین جب آپ تشریف لائے
تو زبان مبارک کہ مفتاح کنوز اسرار الٰہی تھی دہن مبارک علی مرتضے مین رکھی اور
اس ماہر اسرار ربانی نے حضرت صلعم کی زبان اقدس سے لعاب دہن چوسا اسوقت
حضرت رسالت پناہ نے ارشاد کیا کہ اسوقت تمام اسرار حق و غیب حق بوسیلہ اس لعاب
دہن کے اس مولود کے سینہ بے کینہ مین سرایت کر گئے اور آپ نے اسوقت نام اس مولود کا علی
رکھا القاب و اسما اس ولایت پناہ کے ایکسو ایک ہین کہ درج تفصیل ہین و ہو ہذا
علی ولی وصی رضی مرضی مکی وفی وافی عالی زکی زاکی تقی نقی قاری والی سخی داعی
مصلے قریشی ہاشمی مرتضی اخ المصطفے ابو الحسن ابو تراب مومن حارث عابد زاہد ساجد
راکع قاسم صائم صادق صاحب کیفیت صالح فاضل واصل کامل اکمل ناصح محرم اسرار

محمد مہدی مکی مدنی محلل محرم منعم مکرم محترم نجیب نصیب غالب خلیل شہر لبین شرف امیر مسعود مسلم سالم قائم قوام شہید حمید جلی حر سعید مجتہد علیم عالم معلم اعلم حافظ ناصر طاہر مطہر طیب مطلب عادل باذل جواد رؤف کبیر کریم حلیم حکیم شجاع منصور جمیل غازی مظفر غضنفر سید مبین حاضر ناظر فاتح راجح دحفہ جاہد طالب ضابط بکر عزیز سعید عارف موجد حیدر ابن عم رسول اللہ صلعم اخ النبی اور زیادہ ان اسمائے متبرک کے سوا حضرت کو یاد کرتے ہیں۔ امیر النحل امام المتقین امیر المومنین مظہر العجائب مظہر الغرائب زوج زہرا ابو سفت اللہ اسد اللہ نور اللہ عزت اللہ عصمت اللہ غضنفر اللہ ولی اللہ ولی الملک ولی الجمیل ولی الجلیل ولی المبتدی ولی الحمید ولی القانع ولی القاہر ولی القہار ولی السلام ولی المنعم ولی الشکور ولی القادر ولی العظیم ولی المجیب ولی الغنی ولی الغفور ختم الخلفا الراشدین عبد الحی عبد القیوم عبد المومن عبد الصبور عبد الستار عبد الغنی عبد السمیع عبد البصیر عبد العلیم عبد الحکیم عبد المستغنی عبد القدوس عبد الصمد عبد الرزاق عبد الرب رضی اللہ تعالےٰ عنہ واولادہ الطیبین اجمعین۔ یہ جملہ اسما و القاب وکنیت آپ کے ہیں حضرت کی اولاد امجاد اور ازواج مطہرات بدین تفصیل تھے کہ ازواج میں اول حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں بعد رحلت سیدہ عالم کے حضرت زینب و امامہ بنت ابو العاص و ام البنین بنت خرام اسما بنت عمیس الخثعمیہ ام حبیبہ بنت ربیعہ و خولہ بنت جعفر و حجا بنت امرا القیس ام سعید بنت عروۃ و لیلیٰ بنت خالد یہ سب خواتین عصمت آئین تو تھیں اور اولاد احفاد آپ کے بائیس[۲۲] فرزند اور سولہ[۱۶] دختر تھیں اول خلف ابو محمد الحسن دوسرے ابی عبد اللہ الحسین تیسرے محسن کہ لقب انکا طاہر تھا اور محمد حنفیہ اور عمر اور عباس و جعفر و عبد اللہ عثمان و محمد اصغر عبد اللہ یحییٰ عون ابو بکر سعد حاتم حاکم قاسم غالب ناصر عابد یہ بائیس[۲۲] فرزند دلبند تھے اسمائے دختران زینب کبریٰ زینب صغریٰ رقیہ کبریٰ رقیہ صغریٰ ام الحسن رملہ نقیبہ امہانی ام الکرام ام جعفر ام سلیم میمونہ خدیجہ فاطمہ ام کلثوم یہ سولہ[۱۶] دختران حضرت کے نام ہیں آپکا عظمت و جلال مشہور ہے چنانچہ

نقل ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ شیر خدا کے زانو پر سر رکھکر خواب آرام مین تھے کہ آفتاب
قریب غروب کے ہوا اسمین حضرت بیدار ہوے آپ نے دعا کی کہ بیرکت علیؓ آفتاب جہان ہے وہان
ٹھہر جاوے بحکم خداے جلیل آفتاب اپنے مقام پر ٹھہر گیا حضرت مولا علیؓ نے وضو تازہ کیا
اور نماز عصر پڑھی اور آفتاب اپنی جگہہ پر رہا جب سب کامون سے فارغ ہو گئے تب آفتاب
غروب ہوا نقل ہے کہ حضرت شاہ ولایت متوجہ سفر بابل ہوے راہ مین عبور فرات وقوع
مین آیا اسی طرح نماز عصر قضا ہونے لگی بیرکت دعاے حضرت کے آفتاب کی جنبش نہونے سے
وقت نماز برقرار رہا اور حضرت نے جمعیت کے ساتھ نہایت فارغ البالی سے نماز ادا کی بعد
فراغ صلوٰۃ کے آفتاب یکبار غروب ہو گیا نقل ہے کہ آپ کے فقر و فاقہ اور استغنا و تسلیم
رضا کی یہ صورت تھی کہ حضرت اکثر بعد تین دن کے بعض اوقات بعد پانچ چھ روز کے روزہ
افطار کرتے اور فاقون مین بسر کرتے افطار آپ کا ایک چلو پانی اور ایک مشت جو کے ستو
مقرر تھے اور اس امر سے کسی کو اطلاع نہ تھی ان تکالیف کو نعماے الٰہی سے تصور کر کے
نہایت صبوری اور شکوری سے شیرین کام شکر و سپاس ایزدی مین رہتے تھے حضرت بدرجہ غایت
صابر و شاکر و قانع تھے کسی نے حضرت سے پوچھا کہ بہترین نعمات کیا ہے ارشاد کیا کہ
غنا القلب باللہ یعنی خدا تعالےٰ کی معرفت سے دل کو تونگر رکھنا جسکو یہ دولت حاصل ہے
دنیا اُسکو فقیر نہین کر سکتی اکثر اوقات مومنین کو اطاعت و عبادت ربانی مین سرگرم و مستعد
فرماتے اور زہد و تقوی کی لذت کو چکھاتے مواعظ و نصائح مین نہایت عمدہ کلمات ادا کرتے
اکثر بعض جماعت کو حلقہ کر کے چاشنی رموز رشد و ارشاد سے شیرین مذاق فرماتے فقر و فاقہ
اتقا سے کام تھا ہمیشہ محتاجون اور غریبون سے دوستی رکھتے سائلونکا سوال پورا کرتے نقل ہے
کہ جب سرور کائنات صلعم اپنے عم ابی طالب کے یہان ایام حمل مین جاتے تو آپ اپنی والدہ کے
شکم مین واسطے تعظیم کے متحرک ہوتے تو آپکی والدہ ماجدہ کھڑی ہو جاتین نقل ہے کہ جب حضرت
گھوڑے پر سوار ہوتے تو ایک رکاب مین پاؤن رکھتے اور قرآن شروع کرتے جب دوسری

رکاب مین پانون رکھتے تو قرآن شریف ختم کرتے اس قلیل ساعت مین ہمیشہ ختم کلام مجید
کیا کسی نے پوچھا کہ حضرت کسطرح آپ ختم کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ حرف بحرف پڑھتا ہون
نقل ہیکہ وقت افطار اسقدر گریہ کرتے تھے کہ ریش مبارک اور جامہ تن تر ہوجاتے روزہ کو
نہایت عزیز اور گرامی رکھتے تھے اور یہ فرماتے کہ مین گرسنگی سے ہمیشہ نہایت خوش ہون اور
کمال لذت پاتا ہون اور طعام کے حلال و حرام مین تامل کرتا ہون کہ اسکا حساب دنیا ہی اور
حرام کے عذاب کی فکر ہی نقل ہیکہ جب حضرت رضہ کوفہ مین تشریف لیگئے اور وہان کی مسجد
مین مشغول عبادت رہتے تھے وہین ایک پیر نابینا عسیر الحال بیکس مفلوک رہتا تھا حضرت
امام الہدی انیس الفقرا کو اُسکے حال پر رحم آیا کمال توجہ فرمائی اور نہایت رفق و ملاطفت
سے اُسکی خبرگیری رکھتے تھے جو طعام لذیذ کہ اہل کوفہ آپ کی دعوت کا لاتے تھے وہ سب
اُس نابینا کو دیدیتے تھے ایک روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی مجلس مبارک مین
دستر خوان پر جہان اور لوگ تھے وہ نابینا بھی موجود ہوا اور وقت خورش طعام زیر دامن
طعام چھپاتا جاتا تھا امام ہمام کی نظر اُسپر جا پڑی فرمایا کہ ای شخص تو پیٹ بھر کر کھانا کھالے
اور گھر جاویگا تو اور کھانا تجکو دیا جاویگا پھر کسواسطے بے صبری کرتا ہی اور کھانے کو چراتا ہی
اُسنے عرض کیا کہ ای نور چشم بتول مین اپنے گھر کے واسطے یہ کھانا نہین چھپاتا ہون میرا
ایک محسن شفیق ہی اُسکے واسطے رکھتا ہون امام نے پوچھا وہ کون ہین عرض کیا کہ وہ صائم الدہر
قائم اللیل ہی حضرت نے کہا زیادہ تصریح کر التماس کیا کہ وہ بھوکون کو کھانا کھلاتا ہی
عاجزون کی خبر لیتا ہی پھر امام نے ارشاد کیا کہ مشرح کہہ کہا کہ وہ شخص ہی کہ اُسکی تکبیر کہنے کے ساتھ
جملہ اشجار و احجار سقف و جدار تکبیر ادا کرتے ہین اور دوسرے تیسرے دن جب افطار روزہ
کرتا ہی تو کسی قدر جو کے ستو کھاتا ہی یہ طعام اُس شفیق کے واسطے لیے جاتا ہون اُسوقت
امام عالیمقام بہت روئے اور فرمایا کہ وہ مجمع صفات علی مرتضے حیدر کرار ہمارے پدر
بزرگوار ہین اس قسم کے طعام تناول نہین فرماتے ہین ہر چند ہم سب فرزند اُنکی منت کرتے ہین

لیکن وہ قبول نہین کرتے ہین ہمیشہ لذات دنیوی سے محترز اور مجتنب رہتے ہین فقر و فاقہ مین
اوقات بسر کرتے ہین چنانچہ وہ مرد کچھ طعام حضرت کے پاس لیگیا لیکن آپنے نہین کھایا
اور ساکین کو دے دیا اللہ اللہ مجاہدات نفس اور ریاضت شاقہ تقوائی و طہارت حضرت کی
ذات عالی پر ختم ہین اوصاف آپ کے ہرگز حیطہ تحریر و تقریر مین نہ آوین اور نہ آسکے
نقل ہی کہ کسی مقام پر چند جہودی فراہم بیٹھے ہوے تھے ناگہان ایک درویش ادہر سے
اودھر آ گذرا اور جماعت کو دیکھکر رواے حاجت چاہی سوال کیا جہودون نے سائل کو
مسلمان دیکھکر تمسخر کرنا شروع کیا اتفاقیہ سامنے حیدر کرار سخی نامدار تشریف لاتے تھے
جملہ جہودون نے بطریق استہزا و تمسخر فقیر سے کہا کہ دیکھ وہ شاہ مردان آتے ہین انسے
عرض حاجت کر درویش خدمت والا مین حاضر ہوا اور سوال کیا حضرت نے اسکا ہاتھ
پکڑ کے دس بار درود شریف دم کی اور مٹھی اسکی بند کردی اور رخصت کیا درویش نے
پھر اسی حلقہ مین جاکر سوال کیا جہودون نے کہا کہ تم کو علی مرتضے نے کیا دیا اسنے کہا کہ
دس مرتبہ درود پڑھ دی ہی اور مٹھی بند کردی ہی جہودون نے اسکی مٹھی اپنے ہاتھ سے
کھولی دیکھا تو عجب نقود کنوز اسرار غیب ہین یعنی بہت دینار سرخ اسکی مٹھی مین بند ہین
اس حال کو دیکھکر تمام جم غفیر جہودون کا بصدق دل حلقۂ اسلام مین داخل ہوا نقل ہی کہ
بزمانہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک اعرابی فریاد کنان و نالان گریان
دار الانصاف خلیفہ اکبر مین آکر متظلم مدعا ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فلان مقام پر فلان روز
شتر سرخ سو بیش قیمت قرض خرید سے تھے حضرت نے تو انتقال فرمایا اب مین کس سے کون
مگر خلیفہ وقت ادا فرمائین حضرت صدیق اکبر نے حسب ضوابط شرعیہ اس سے فرمایا کہ دو گواہ
اور تمسک مکمل پیش کر اعرابی سخت گھبرایا احضار شاہدین و ثبت تمسک سے معذور تھا
صاف انکار کیا اور کوئی وجہ ثبوت پیش نکر سکا مگر دعوی صادق طلب مدعا سے دست کش نہوا
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت مین گیا وہان بھی وہی جواب پایا پھر حضرت عثمان

جامع قرآن رضی اللہ عنہ کی خدمت مین جاکر ملتمس ہوا وہان بھی مثل اول کے جواب صاف پایا
اور رونے لگا ایک شخص نے کہا کہ تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا اگر دعوے
تیرا صحیح ہے تو مدعا تیرا وہان حاصل ہوگا اعرابی اُسی طرح گریان خدمت سراپا سعادت حضرت
ولایت پناہ مین حاضر ہوا اور عرض مدعا کیا اور سب ماجرا بیان کیا آپ نے تھوڑی دیر
تو تامل فرمایا اور پھر آپ کو فرمودہ حضرت رسالت پناہ یاد آیا کہ آپ نے حالت بیماری
مین ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے ایک اعرابی تمھارے پاس آویگا اور سو شتر کا دعوے کریگا
تم اُسکو ہمراہ لیکر جنگل مین فلان ٹیلہ پر جانا اور یہ دعا پڑھنا بحکم خدا بے قدیر اُس ٹیلہ
سے ایک مہار شتر پیدا ہوگی اُسکو پکڑ کر کھینچنا سو شتر سرخ مو کی قطار نکلیگی وہ اُس اعرابی
کے حوالہ کر دینا پس اُسی وقت حضرت سلطان الاولیا نے حضرت سلمان فارسی کو بلوا کر فرمایا
کہ با جتماع جملہ مردمان شہر مدینہ مین منادی کرا دو کہ جملہ صغار و کبار شہر کے فلان وقت فلان
جگہ مجتمع ہون اور تماشاے قدرت ایزدی کا ملاحظہ کرین حسب الحکم منادی تمام شہر مین
ہوگئی دوسرے دن علی الصباح تمام خلق انبوہ در انبوہ اُسی مقام معہود پر جمع ہوئی اور
خلیفۂ رسول اللہ صلعم اور جملہ اصحاب اُس جگہ موجود ہوے اس اثنا مین حضرت شاہ ولایت
ایک جماعت کثیر کو ہمراہ لیے ہوے اُسی مقام پر تشریف لائے اور اعرابی بھی حاضر ہوا قریب
پشتۂ ریگ کے رو بقبلہ ہوکر آپ نے اول درود شریف پڑھی اور پھر وہ دعا جو حضور نے
فرمائی تھی پڑھنی شروع کی جسوقت دعا تمام ہوئی ایک مہار شتر پشتۂ ریگ سے نمودار ہوئی
آپ نے بسم اللہ کہکر اُسکو کھینچا ایک شتر سرخ مو نکلا اور پیچھے اُسکے قطار اشتران کی نکلنے لگی
آپ نے وہ مہار حوالہ اعرابی کے کردی اور فرمایا کہ تیرے اونٹ ایسے ہی تھے اُسنے اقرار کیا سب
حاضرین نے اُسوقت یہ کرامت حضرت رسالت پناہ کی دیکھکر سبحٰنک اللہ عظمت
جلالک کا شور کیا اور جسقدر کفار وہان موجود تھے اور پہلے اُنکو ایسا یقین نہ تھا بصدق
دل ایمان لائے اور اعرابی نے یہ اعجاز حضرت رسالت پناہ اور کرامت حضرت ولایت دستگاہ کی

دیکھکر شکر ادا کیا اور شاد و شاد وہان سے اپنے گھر کو معاودت کی الحق راست ہی شعر علی کو کوئی کیا جانے
علی کو مصطفے جانے + علی جانے علی کو کچھ اگر جانے خدا جانے + نقل ہی کہ حضرت ابو تراب شمس الشموس
انیس النفوس تمام شب بیدار رہتے تھے اور خشوع و خضوع کے ساتھ تسبیح و تہلیل مجاہدہ نفس
و ریاضت شاقہ و ثنائے آلہی مین مشغول رہتے تھے وقت طلوع آفتاب کے رو بقبلہ ہو کر
حضرت سید المرسلین پر درود نامی و دپڑھتے تھے پھر شوق و وعظ مین صرف ہمت فرماتے
اور اکثر عالم ذوق مین رہتے افعال و اقوال آپ کے حضرت سرور کائنات سے نہایت مماثل
تھے جب سے خرقۂ فقر و ارادت کو تن مبارک پر آراستہ کیا تھا آپ کو اکثر گریہ و زاری و خوف
باری طاری ہوتا فرماتے تھے کہ مین نے خرقہ حضرت سلطان دو عالم کا اسواسطے بر وقت
زیب بدن کیا ہی کہ اسکی برکت سے حصول مقاصد عشق آلہی ہون اور حضرت نے اس دولت
خاص کا مجکو امین فرمایا ہی ایسا نہو کہ غیر متابعت افعال یا اقوال و سنت و طریقت حضرت
محبوب رب العزت کے وقوع مین آوین اور فردائے قیامت کو شرمسار ہون + نقل ہی
کہ ایک مرتبہ ہنگام پیکار پاے مبارک مین پیکان تیر ٹوٹ کر رہگیا لوگون نے ہرچند نکالا مگر قدم
مبارک سے نہ نکلا اور پاے اقدس پر ورم آگیا اس تدبیر مین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ حضرت کو وقت نماز حضور قلب ہوتا ہی اور آپ ذوق و شوق مین ایسے بیخبر
ہوتے ہین کہ اگر لاکہو نشتر جسد اقدس مین لگین تو حضرت کو مطلق خبر نہو چنانچہ لوگون نے
ایسا ہی کیا کہ جب یہ دیکھا کہ پیکان کسی تدبیر سے نہین نکلتا ہی اور آپ کو نہایت تکلیف
ہوتی ہی تو اسوقت موقوف رکھا اور جب آپ نماز مین مشغول ہوئے تو خادمون نے وہ
پیکان پاے اقدس سے نکال لیا اور حضرت کو مطلق خبر نہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے
اور پاے مبارک پر خون روان دیکھا تو آپ نے تجدید وضو کیا اور نماز مین بدستور مصروف
ہوئے سبحان اللہ ذات والاصفات عجب جامع حسنات تھی کہ ہر صفت مین ایک نمونہ
قدرت آلہی کا تماشا ہوتا تھا۔ حال کرامت اشتغال آپ کے حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہین

اور مثل آفتاب کے اظہر بلکہ ہر شخص ماہر اسواسطے چند سطرین بطریق ایجاز کے ابتہاج ہوتی ہین
نقل ہے کہ حضرت شاہ ولایت نے چھہ خلیفہ اپنے کیے تھے ایک حضرت امام المسلمین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ دوسرے امام ہمام حضرت امام حسین علیہ السلام تیسرے قطب الاقطاب حضرت
خواجہ اویس قرنی چوتھے حضرت قطب السالکین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
پانچوین کمیل بن زیاد چھٹے قاضی ابو المقدم بن ہانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین حضرت نے چھہ برس
خلافت کی سن مبارک آپ کا بعض روایات سے ساٹھہ برس کا تھا اور بعض پینسٹھہ سال کا
بیان کرتے ہین سنہ چالیس ہجری نبوی مین سترھوین رمضان المبارک شب جمعہ کو یا تیئسوین
ماہ مذکور کو حضرت نے جام شہادت نوش فرمایا اور واصل الی اللہ ہوئے نقل ہے کہ بعد شہادت
ایک شخص مرہ بن قیس کا فر شقی ازلی نے نہایت قساوت قلبی سے قبر شریف کا کھودنا چاہا اور نعش
مبارک کا نکالنا منظور کیا قریب روضۂ اقدس کے اس خیال بد مآل سے آیا ہنوز مرتکب
اس فعل بد کا ہوا تھا کہ اندرون مرقد مطہر سے دو انگشت مثل ذوالفقار نکلین اور گردن
ملعون پر لگین لبان تیغ تیز سر کو قلم کیا اور وہ ناری اُسیوقت کرۂ نار کو پہونچا جب اور
مردودون نے یہ کرامت حضرت کی معائنہ کی خیالات فاسد سے تائب ہوئے الحق ممات الی اللہ
حیات مقبول بارگاہ صمدی کو ہر وقت حیات ہے انکو ممات نہین ہے شعر کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جان دیگر ست ۔ اور واقعۂ شہادت آپ کا مشہور ہے کہ آپ کے غلام
ابن ملجم نے اندر مسجد کوفہ کے وقت عبادت جناب باری کے زخمی کیا اور جب لوگون نے اسکو
گرفتار کیا تو آپ نے اپنا خون بخشدیا اور اسکو کچھہ تشدد نہ کیا بلکہ جب آپ کے واسطے شربت لائے
تو آپ نے فرمایا کہ ابن ملجم کو دے آو کیونکہ اسکو مجھہ سے زیادہ تشنگی ہے اللہ اللہ یا وجودیکہ
ایسی بڑی خطا کے بھی آپ نے عطا فرمائی یہ شان ستاری کا جلوہ ہے۔ اور آپ کے مدفون ہونے مین
اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ بموجب وصیت کے شتر پر نعش مبارک کا صندوق رکھدیا تھا
کہ وہ درمیان کوہ نجف لیگیا اور بعض کہین اور بیان کرتے ہین لیکن روایت اول ہے اکثر

اتفاق ہے جیسوین ماہ رمضان سنہ چہل ہجری نبوی صلعم کو آپ رونق بخش خلد برین ہوئے
چنانچہ تاریخ وفات آپکی مشہور ہے — ابن ملجم برید فرق علی — انا للہ وانا الیہ راجعون فقط

بیان حضرت قطب الاقطاب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

بعد شہادت حضرت شاہ ولایت کے سلسلہ خاندان والاشان چشتیہ کا خواجہ خواجگان
حضرت حسن بصری سے رونق فزا ہوا اور منصب خلافت طریقت و معرفت حضرت کو ملا خواجہ صاحب
نہایت متقی اور پارسا تھے اور ریاضت اور مجاہدہ سے ایکدم خالی نہ رہتے صاحب کرامت اور
مستجاب دعوات تھے آپکی ذات مصدر سعادات تھی کنیت آپکی ابو محمد اور بعض ابو نصر
کہتے تھے آپ تابعین مین افضل و اعظم ہین امام الحرمین بھی تھے کلام کرامت نظام آپکا
غایت فصاحت و بلاغت سے مثال کلام انبیا تھا خلاصہ آپکی تقریر مین عین پرتو کلام
معجز نظام حضرت خیر الانام نمایان ہوتا تھا عالم علم ظاہری و معنوی تھے واقف راز خفی و جلی
تھے حضرت شاہ ولایت نے آپکو وہ خرقہ فقر و ارادت کا عطا فرمایا تھا جو حضرت سید المرسلین
سے حضرت کو ملا تھا اوصاف حضرت خواجہ کے بیحد و بے عد ہین مقام سلوک و وصول و فضائل
جلائل اجتہاد و زہد و تقویٰ فقر و ورع تصرفات و تقربات و غنائم مین آپکا سرمایہ وافی جناب
باری سے ملا تھا آپ صاحب ولایت باعظمت تھے ہدایت و ارشاد و مواعظ و نصایح سے
لوگونکو تبدل نعمت فرماتے تھے اکثر آدمیون کو ارشاد کلام سلوک و عرفان سے نرم دل کر کے
واصل محبت الٰہی کرتے تھے قطع نظر ماہریت علم باطنی کے علوم ظاہری مین بھی آپ کو
منصب امانت حاصل تھا چنانچہ اکثر مقامات پر کتب متداولہ مین اکثر جگہ امام بصری لکھا ہے
آپ کے تصرفات سے یہ چند امور مشہور ہین کہ محفل خاص مین فاسق و فاجر جاکر تائب
ہوتے تھے پھر تمام عمر نام فسق و فجور کا نہین لیتے تھے اور دنیا دار ترک دنیا کرتے تھے۔ نقل ہے
کہ حسن لولوی کہ ابتدا مین نہایت مالدار تھے اور سوداگری کرتے تھے آخر ایک روز جذبہ محبت
الٰہی نے کشش کی تمام مال و منال اپنا خدا کی راہ مین تقسیم کردیا اور قوت یک ذرہ بھی نہ رکھا اور حضرت

علیؓ کی خدمت مین رہنا اختیار کیا اور ریاضت اور مجاہدہ اس حد کو پہونچا یا کہ بعد چار پانچ روز
کے افطار صوم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین نے خرقہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا حضرت مرتضی علی سے
پایا ہی کیونکہ متابعت نکرون اور لکھا ہی کہ ستر برس تک آپکا وضو سواے ستو ضا کے نہین گیا
اور آپ سردار اس گروہ فقر کے تھے - ایک شخص نے کہا کہ حسن بصری نے یہ بزرگی کیونکر پائی
دوسرے بزرگ نے بجواب اُسکے فرمایا کہ حسن کو ساتھ خلق کے کچھ حاجت نہین اور خلق کو حسن
کے ساتھ علم و فضل اور نصیحت اور ہدایت کی حاجت ہی نقل ہی کہ جسوقت حضرت بصری تولد
ہوئے تو روبروے حضرت عمرؓ کے لیگئے آپ نے دیکھکر فرمایا کہ اس طفل کا نام حسن رکھو کہ صورت
مین حسین ہی - نقل ہی کہ حالت شیرخوارگی مین حضرت بی بی ام سلمہؓ کی خدمت مین رہتے تھے
اور آپ نے شیر اپنا پلایا ہی اور یہ ہی سبب زیادہ تر بزرگی کا ہی کہ بی بی صاحبہ موصوفہ نے
انکے حق مین دعا کی ہی کہ آلہی اس طفل کو مقتداے خلق کر اور ایسا ہی ہوا - نقل ہی کہ ایک روز
پیالۂ مطہرہ حضرت رسالت پناہ صلعم کا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا خواجہ نے وہ پانی بالکل پی لیا
جب حضرت نے وہ پانی طلب کیا تو بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ وہ پانی تو حسن پی گیا اسوقت
رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جسقدر اُسنے پانی پیا ہی اُسیقدر علم میرا اُسمین سرایت کر گیا اور آپنے
ایکبار بغل مین بھی لیا ہی نقل ہی کہ آپ اکثر خاموش رہتے تھے اور باتین کم کرتے تھے اور
خلوت مین اکثر رہتے تھے اور یہانتک رویا کرتے کہ پانی آنسوؤن کا ناودان مین سے
ہو کر نکلا کرتا اور جو کوئی دریافت کرتا کہ یہ پانی کیسا ہی تو آپ فرماتے کہ یہ پانی چشم گنہگار ان
کا ہی اور آپ صاحب ذوق و شوق اور اہل درد تھے اور راگ اکثر سنا کرتے اور خوف خدا
بہت کیا کرتے اور جب کوئی ذکر خدا کرتا تو آپ سنکر بیہوش ہو جاتے آخر روے مبارک پر پانی
چھڑکتے جب ہوش آتا اور آپ اُس حالت مین فرماتے کہ آلہی حسن گنہگار ہی اسپر رحمت کر
اور خدا سے قیامت کو شرمندہ نکرنا نقل ہی کہ ایک روز مالک دینار نے آپ سے سوال کیا
کہ صحبت عالم کیا ہی فرمایا کہ مرنا دل کا پھر سوال کیا کہ مرنا دل کا کیا ہی کہا کہ حب دنیا اور ایک

دنیا

شخص نے پوچھا کہ حال ہم دنیاداروں کا کیونکر ہے آپ نے فرمایا کہ لوگ جسطرح دریا مین ہوں
اور کشتی شکستہ ہو۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص حالت جان کنی مین
ہے فرمایا کہ یہ ستا کہ بلکہ یون کہو کہ ہفتاد سال سے وہ شخص جان کنی مین تھا اب اُسے مخلصی ہوئی ہے
اور اپنی جگہ پر پہونچیگا یہان مسافرت مین تھا نقل ہے کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ میرے
نزدیک گوسفند آدمی سے آگاہ زیادہ ہے دُور سے آواز شبان کو سُنکر چرائی سے باز رہتی ہے
اور آدمی سخن خدا بھی سُنکر اپنی حرکت سے باز نہین آتا ہیہات ہیہات نقل ہے کہ کسی نے
آپ سے دریافت کیا کہ مسلمانی کیا شی ہے اور مسلمان کون ہے آپ نے فرمایا کہ مسلمانی کتاب
مین ہے اور مسلمان گور مین اور ارشاد کیا کہ جو شخص بعد اپنے دنیا کو دیکھنا چاہے وہ نگاہ کرے
کر دنیا بعد اوروں کے کیونکر ہے اسپر اپنا بھی قیاس کرے اور فرمایا کہ توریت مین
لکھا ہے کہ جسنے قناعت کی وہ بے نیاز ہوگیا اور جسنے حسد ترک کیا وہ مؤدب ہوا اور
جسنے صبر کیا اُسنے برخورداری جاوید حاصل کی اور فرمایا کہ معرفت جاوید وہ ہے کہ اپنے
مین ایک ذرہ خصومت نہ دیکھے نقل ہے کہ آپ نے ایک روز اپنے خادم سے فرمایا کہ
برائے افطار بازار سے نان و ماہی بریان خرید کر لا خادم نے ایسا ہی کیا جب حضرت نے
غذائے لطیف دیکھی نہایت تاسف سے کہا کہ درویش کو غذائے لطیف سے کیا تعلق
خادم نے عرض کیا کہ خود حضور نے یہ طعام منگایا ہے اب کھانے مین تامل کسواسطے ہے حضرت نے
افسوس کرکے ایک نعرہ دل سے کیا اور معًا بیہوش ہوگئے جب ہوش مین آئے رجوع بخدا
ہوکر عرض کی کہ خداوندا حسن نے سہو سے گناہ کیا ہے تو عفو کر اور فقرا کے دفتر سے نام اسکا
خارج نفرمایا بعد اسکے از روے ندامت و تاسف ایک چلہ بھر کچھ نہ کھایا اور مصروف
گریۂ ندامت رہے تا آنکہ ندائے غیب آئی کہ ای حسن ہمنے عفو کیا اور درویشان کامل پر تجکو
سروری دی مگر فروتنی و شکستہ حالی کو ترک نکر کہ ہم انھین چیزون کو عزیز رکھتے ہین
نقل ہے کہ حضرت ایک دفعہ ایک گروہ کے ساتھ حج کو جاتے تھے راہ مین تشنگی لوگون پر

غالب ہوئی ناگہان ایک چاہ پر پہونچے کہ ڈول رسّی اُسپر کچھ نہ تھا اُسوقت خواجہ کامل النسبت
ہمراہیون سے خطاب کیا کہ مین نماز پڑھتا ہون اور تم کوئین پر پانی پیو چنانچہ حضرت تو مصروف
نماز ہوئے اور آدمی جو چاہ پر گئے تو کوئین کو ابلتے دیکھا سب نے سیراب ہوکر پانی پیا اور کسی نے
وضو کیا آخر کسی شخص نے کوتہ اندیشی سے ایک ظرف پانی اس سے بھر لیا تھا آب جوشان تہ
چاہ مین پہونچا حضرت خواجہ نے ارشاد کیا کہ اے شخص تو نے رحمت خدا پر اکتفا نہ کیا ورنہ پانی
اسیطرح اُبلتا اور ہمیشہ لوگون کے کام آتا نقل ہے کہ حجاج ایک روز لشکر و حشم کثیر کے
ساتھ حضرت کی بزم مین داخل ہوا آپ نے کچھ توجہ نہ کی اور جسطرح باتین کر رہے تھے کیے گئے
حجاج بیٹھا رہا حاضرین مین سے ایک نے یہ استغنا معاینہ کرکے کہا کہ واقع مین حسن ہی
پھر حجاج اُٹھا اور بازوے خواجہ پر ہاتھ رکھکر لوگون سے خطاب کیا کہ اگر دنیا مین مرد خدا
دیکھا تو حسن کو دیکھا مردانِ خدا ایسے ہوتے ہین نقل ہے کہ ایک شخص کو عرصہ محشر نظر آیا
اُسمین حجاج کو دیکھا پوچھا کہ تو کیا مانگتا ہے جواب دیا کہ جو کچھ موحد لوگ طلب کرتے ہین یہ مین
اسلیے کہا کہ وقت نزع کہا تھا کہ مردمان تنگ حوصلہ کو دیکھا اسلیے کہ سب متفق اللفظ یہ ہی
کہتے ہین کہ بخشش اسکی نہوگی اور تو رحیم و غفار ہے مجھپر رحمت کر اور گوئندگان پر ظاہر فرما کہ
فعال لما یرید بس تیری ہی ذات پر سزاوار ہے یعنی جسکے ساتھ جو معاملہ تو چاہتا ہے کرتا ہے جب حضرت
خواجہ نے یہ بات سنی فرمایا کہ یہ کیا مقام ہے زمان آخرت تھا نجات ہوگئی نقل ہے کہ ایک آتش پرست
شمعون نام حضرت قطب الاقطاب کے ہمسایہ مین رہتا تھا آخر شدت مرض سے حالت
نزع مین مبتلا ہوا خواجہ نے یہ حال سنکر بپاس حق الجوار اسکے گھر تشریف ارزانی فرمائی اور
اُسکے بالین پر جاکر خطاب کیا کہ اے مشرک خدا سے توبہ کرکے اسلام لا قادر ذوالجلال تجھے
بخش دیگا اور بمکافات آتش پرستی بعد توبہ عذاب نار سعیر سے تجھکو نجات ملیگی شمعون نے کہا
کہ خواجہ درست فرماتے ہین مگر مین بسبب دو چیز کے مسلمان نہین ہوتا ایک
یہ کہ اہل اسلام دنیا کو بُرا جانتے ہین اور پھر دنیا کو مانگتے ہین اور موت برحق جانکر بھی

سامان عقبیٰ نہین کرتے قطب الاقطاب نے فرمایا کہ یہ سچ مگر اہل اسلام وحدانیت خداکے
مقر ہین لاشریک جانتے ہین اور معصیت کرتے ہین تو اُسکی توبہ کے بعد متوقع آمرزش ہین
اور وہ غفور الرحیم ہی بخشیگا اور تونے تمام عمر آتش پرستی مین صرف کی یا انہمہ خدمت
اگر ایک انگشت بھی آگ کو لگ جاے تو فوراً جلجاے اور مین خداپرستی سے وہ طاقت
رکھتا ہون کہ آتش سوزان مین ہاتھ ڈالدون تو رونگٹا بھی نہ جلے اُسوقت شمعون نے
کہا کہ اگر قول آپ کا مطابق واقع ہو تو مین ابھی افعال گذشتہ سے توبہ کرکے مسلمان
ہوتا ہون لیجیے یہ آتش موجود ہی امتحان کیجیے حضرت قطب الاقطاب ولی خدا نے بسم اللہ
کہکر آگ مین ہاتھ ڈالدیا اور دیر تک اسمین رکھے رہے بعنایت آلہی ایک بال بھی آپکے
جسم مبارک کا گرم نہ ہوا شمعون نے یہ کرامت دیکھکر کہا کہ ای خواجہ قول آپ کا درست
اور دین آپ کا صحیح ہی مگر مین نے تمام عمر آتش پرستی کی ہی اب ایک دو ساعت کے واسطے
یار قدیم سے کیا اعراض کرون اچھا یہ بھی عالم آخرت مین میری آمرزش کی سند کیا ہی
کہ جسپر ایمان مغفرت ہو مگر آپ کوئی دستاویز آمرزش آخروی مجھے لکھدین تو ابھی اسلام
لاؤن فی الحال خواجہ باکمال نے ایک تحریر اُسکو لکھدی اسوقت شمعون بصدق دل مشرف
باسلام ہوا اور بہت گریہ کرکے حضرت سے بطور وصیت کہا کہ بعد وفات آپ اپنے ہاتھ سے
مجھے غسل وکفن دین اور گور مین رکھین اور یہ بھی خط میرے کفن مین رکھدیجیے کہ بروقت
ہنگام بازپرس مجھے حجت وتمسک نجات ہو یہ باتین کرکے انتقال کیا بعد وفات شمعون
حضرت خواجہ نے کمال محبت سے تجہیز وتکفین کیا اور نماز پڑھی بعد فراغت اپنے مکان
پر آئے اور اس مبادرت سے کمال خجل ہوئے کہ آلہی اس گستاخی کو تو معاف فرما کہ
جو آج مجھ سے سرزد ہوئی ہی اور فرمایا کہ دنیوی بادشاہ سے ایسی دلیری نہین کیجاتی
جو مین نے سلطان ارض وسما کی جناب مین کی ہی مین کون اور تحریر سجل کا کیا منصب اسی
خلجان مین خواجہ کی آنکھ لگ گئی تو خواب مین شمعون کو تاج مکلل برسر وخلعت عمدہ دربر

گلستان جنان مین گلگشت کرتے دیکھا خواجہ نے شمعون سے پوچھا کہ حال کیا ہی اور خدا سے معاملہ کیونکر گذرا شمعون نے کہا کہ یا خواجہ آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے خدائے رحیم نے میرے گناہ بخشدیے اور جو حال کہ تم دیکھتے ہو اس سے زیادہ عیش و عشرت مجکو حاصل ہی یہ سب آپ کی بدولت ہی یہ آپکا احسان مجھپر ہی اب آپ کچھ فکر نکرین اور آسودہ خاطر رہین کہ سفارش آپ کی مقبول ہوئی اب یہ خط اپنا لیجیے مجھے حاجت نہین ابھی قال و مقال مین خواجہ بیدار ہوگئے تو اسی خط کو بستر پر پایا خواجہ نے اسوقت سجدہ شکر ادا کیا اور جناب باری مین التماس کی کہ الہی رحمت تیری وسیع ہی اطاعت و عبادت کے سبب پر حصر رحمت نہین محض فضل و کرم تیرا چاہیے ـ سچ ہی کہ ستر برس کا مشرک بتہ کار معصیت شعار ایک کلمہ سے رستگار ہو گیا تو سو برس ضعیف و حقیر امیدوار فضل بیشمار کیونکر رحمت و مغفرت سے ناکام رہ سکتا ہی ؎ دوستان را کجا کنی محروم * تو کہ با دشمنان نظر داری نقل ہی کہ خواجہ بہت راگ سنتے تھے اور سماع کو دوست رکھتے تھے اور وقت سماع وجد مین آتے آپ کا قول ہی کہ سماع اسرار خدا مین کا ایک راز و کیفیتین ہی جو ہر دل پر اثر اپنا حسب استعداد طبیعت پہونچاتا ہی صاحب دل اہل نسبت کو رجوع بخدا کرتا ہی اور کیفیت و ذوق و معرفت حقیقت اسکا فاسق بد نہاد و سنکر لذات نفس امارہ کا پابند ہو کر مردود ہوتا ہی نقل ہی کہ حضرت خواجہ ہفتہ مین ایکبار مجلس کر کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے جبتک حضرت رابعہ بصری داخل محفل مین نہ ہوتین منبر پر وعظ نفرماتے جب حضرت مخدومہ ولیہ تشریف لاتین اسوقت آپ وعظ کہتے اور گریہ کثیر کرتے اور حضرت رابعہ مخدومہ کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے کہ اے معظمت مآب اے عصمت قباب یہ ہنگامہ گرمی مجلس آپ کے مقدم کی برکت سے ہی لوگون نے عرض کی کہ اے خواجہ اتنے اکابر فقرا صلحا آپ کی مجلس مین موجود ہین اور آپ انتظار مخدومہ کا کرتے ہین اسکا کیا سبب ہی آپ نے فرمایا کہ ہاتھیون کی خوراک چیونٹیون کے سینہ مین اوتاری نہین جا سکتی ہر کا رسے و ہر مردے سبحان اللہ ایک عورت کی علو مرتبت و شناسائی معرفت و فراخ حوصلگی

کو دیکھنا چاہیے کہ اُس معظمہ مقبرہ کو ف ابسے کیا تقرب حاصل تھا مصرع آنرا کہ بداوند بدو چہ
ہیا دن سے نقل ہے کہ ایکبار سفر بیت اللہ مین آپ نے ایک خربسہ ایسا پایا جسکی گٹھلی زرین تھی
حضرت نے مکہ معظمہ مین پہونچکر اُس زر سے طعام نوش کیا اور تقسیم کر دیا بعد چندے مدینہ
منورہ کو گئے وہان دیکھا کہ ابو بکر اور عمر المقری قرآن پڑھاتا ہی ستارن اس حال کے
ایک کوک سہ حیال قرآن شریف پڑھنے کو ابو عمرو کے پاس آیا معلم مذکور امرد کو خوبصورت
دیکھکر مائل ہوا اس خیانت سے ابو عمرو تمام قرآن مجید آغاز سے آخر تک حرف بحرف بھول گیا
ابو عمرو اپنی تقصیر پر متنبہ ہو کر گھبرایا اور خیال فاسد سے توبہ کی اور نادم ہوا اور حضرت
کے قدم پکڑ کر عذر تقصیر کیا اور بخشش چاہی آپ کو اُسکی زاری پر رحم آیا فرمایا کہ زمانہ
حج ہی تو بھی حج کو جا بعد فراغ حج مسجد خیف مین جا وہان محراب مین ایک پیر مرد بیٹھا ہوگا
تو اُسکو سلام کر کے الگ گوشہ مین کھڑا ہو جانا اور بعد فراغ اشغال اُن بزرگ سے
اپنی سرگذشت کہنا انشاء اللہ تعالے اپنا مقصد پائیگا ابو عمرو نے فرمودۂ خواجہ پر عمل کیا
اور وہان جاکر دیکھا تو ایک پیر مرد بیٹھے ہین اور انبوہ کثیر اُنکے گرد و پیش ہی ابو عمرو سلام
کر کے ایک گوشہ مین کھڑا ہو گیا جب وہ بزرگ اپنے اشغال سے فارغ ہوئے اُسمین ایک
بزرگ نورانی صورت باہر سے آئے ابو عمرو تو وہین کھڑا رہا اور وہ پیر مرد اور سب حضار
واسطے تعظیم اُس بزرگ کے دروازہ تک گئے اور پیشوائی کر کے لائے پھر باہم دونون مین
مکالمت اور مجالست ہونے لگی جب وقت نماز آیا وہ بزرگ نورانی صورت اُٹھا اور
ساتھ ہی اُسکے تمام حضار بھی چلے گئے پیر مرد اکیلا رہگیا اُسوقت ابو عمرو کو پاس بلاکر
پوچھا اُسنے تمام اپنا واقعہ بیان کیا پیر مرد نے آسمان کی طرف دیکھا ہنوز سر نیچا نہ کیا تھا
کہ ابو عمرو کا مطلب حاصل ہو گیا ابو عمرو قدمون پر گرا اور شکر اس احسان کا ادا کیا
پیر مرد نے پوچھا کہ تجکو میرے پاس کسنے بھیجا تھا کہا حسن بصری نے پیر مرد نے کہا کہ
افسوس حسن بصری نے میرا پردہ فاش کیا مین رسوا ہوتا ہون اور کہا کہ تو جانتا ہی کہ یہ

سنزلون جاتے اور خرد و بزرگ کو آپ پہلے سلام کرتے۔ نقل ہے کہ آپ نے ایک غلام شب
کی خدمت کے واسطے خرید کیا ایک روز آدھی رات کے وقت حضرت نے اُسکو آواز دی جواب
نہ آیا اور حالانکہ دروازہ مکان کا مقفل تھا جب صبح ہوئی غلام حاضر ہوا اور چند دینار حضرت
کو دیے کہ اُنپر سورۂ اخلاص منقش تھا اور عرض کیا کہ اسیطرح ہر روز آپ دینار لے لیا کیجیے
اور شب کو مجھے خدمت سے معاف رکھیے خواجہ نے اس بات کو قبول کیا بعد کتنے ہی دنون کے
ایک دن کچھ آدمی آئے اور اُنھون نے کہا کہ یا خواجہ یہ غلام آپ کا نباشی کرتا ہی اور رات کو
گورستان مین جاتا ہی حضرت نے کہا کہ آج اسکا امتحان کرونگا جسوقت شام ہوئی حضرت خواجہ
بظاہر خفتہ اور بباطن بیدار غلام کے امتحان کے واسطے چارپائی پر پڑ رہے جب آدھی
رات آئی غلام اُٹھا اور قفل کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً کھل گیا پھر قفل کو اشارہ کیا تو
بند ہوگیا اسی طرح دوسرے دروازہ پر صورت ہوئی خواجہ بھی پیچھے پیچھے اُسکے یہ کیفیت
دیکھتے ہوئے چلے یہانتک کہ وہ قبرستان مین پہونچا اور جو لباس کہ پہنے ہوئے تھا اُسکو
اُتار ڈالا اور دوسرے کپڑے قبرستان مین سے نکالکر پہنے اور نماز مین مصروف ہوا اور
صبح تک نماز مین مشغول رہا آخر مناجات کی اور کہا کہ الٰہی اجرت میرے صاحب کی عنایت
فوراً چند دینار اوپر سے گرے اُسکو اوٹھا کر مکان کی طرف چلا حضرت خواجہ نے جو یہ
حالت دیکھی نہایت حیران ہوئے اور گمان فاسد اپنے سے استغفار کی اور ارادہ کیا کہ
اسکو آزاد کرونگا اسمین وہ غلام غائب ہوگیا اور خواجہ وہان سے واپس آئے کچھ دور
چلے تھے کہ اُنکو آدمی نظر آئے اُنسے دریافت کیا کہ شہر بصرہ یہان سے کتنی دور ہی اُنھون نے
کہا دو برس کی راہ ہی خواجہ بہت متحیر ہوئے اور سوچے کہ اب کیونکر پہونچونگا آخر
یہ خیال کیا کہ آج تو یہین مقام کرون کل رات کو جب غلام آئیگا اُسکے ہمراہ چلا جاؤنگا
غرض سارے دن وہین رہے جب رات ہوئی غلام حسب عادت وہان آیا اور عبادت مین
مصروف ہوا اور وقت صبح کے اُسی طرح دعا کی اور دینار اُسکو ملے دونون دن کے

دینار لیکر خواجہ کے پاس آیا اور خواجہ کے روبرو رکھکر کہنے لگا کہ دو دن کی اُجرت حاضر ہی لیجیے
اور جیسا ارادہ میری نسبت کیا ہی مجکو آزاد کیجیے خواجہ نے اُسی وقت اُسکو آزاد کیا غلام نے
چند سنگریزہ خواجہ کو دیے اور کہا کہ یا عوض اس احسان کے کہ تمنے مجکو آزاد کیا ہی یہ لیجیے خواجہ
نے وہ سنگریزہ لے لیے پھر خواجہ نے کہا کہ اب مجکو میرے مکان تک پہونچا دے غلام نے
کہا کہ میرے قدم پر قدم رکھتے چلے آؤ خواجہ نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر میں بصرہ میں داخل
ہوے وہ غلام غائب ہوگیا اور سنگریزہ جو خواجہ کو دیے تھے بلہ جواہر آبدار ہوگئے خواجہ بہت
متحیر ہوے اور ہمسایگان کو طلب کرکے کہا کہ یارو تم اُسکو نباش بتاتے تھے اور اُسکی کیفیت یہ ہی
سب حیران ہوے خواجہ نے کہا کہ نباش تو رہتا نباش قبور نہ تھا اب یہان سے خواجہ کے
مراتب دیکھنا چاہیے کہ جس کا غلام ایسا ہو اُسکا خواجہ کس رتبہ کا ہوگا اور ایسے غلام کو اگر
فخر جہان کہیے تو بجا ہی ہر مولا سے بہتر ہو اللہ ایسے غلامون کا غلام کرے سبحان اللہ جیسے
پیا چاہے وہ ہی سا گن - اور کبیر صاحب نے فرمایا ہی سچ ہی - جات بہانت نا پوچھے کوے
ہر کو بھجے سو ہر کا ہوے نقل ہی کہ ایکبار خواجہ مسجد مین وعظ کہتے تھے اثنائے وعظ مین فرمایا
کہ جو شخص مال و متاع اپنا دنیا مین راہ خدا پر صرف کرے عقبی مین خداوند کریم اُسکو جنت کی
نعمتون سے شاد کام کرتا ہی حور جنان سے اُسکو مواصلت ہوتی ہی اور دنیا مین اُسے محبوبہ جان و دل کا
دیدار میسر ہوتا ہی اتفاقیہ اُس محفل مین چار بھائی حاضر تھے ایک اُنمین سے اس وعظ
کو سنکر تاثیر پذیر ہوا فوراً مجلس سے اُٹھکر گھر آیا جسقدر مال و متاع نقد و جنس تھا سب
راہ خدا مین بذل فقرا و مساکین کرکے فارغ و آزاد ہوگیا پھر خواجہ کی خدمت مین آکر
ماجرا عرض کیا حضرت نے اُسکو نعم اُخروی کے وعدون سے مطمئن کیا اور شغل اسم اعظم
ارشاد فرمایا مرد گرامی اوقات نے اثنائے شغل اسم اعظم مین ایک باغ عجیب و غریب دیکھا
اُسمین ایک محل زمردین نظر آیا اور بہت سی عورتین حسینہ و جمیلہ گلگشت کنان اور
خندہ زنان اُس ایوان عالیشان مین دیکھین ماہ وشون نے اِس شخص کو دیکھکر

باہمدگر کہا کہ یہ شوہر عین المرضیہ کا ہی یہ سنکر وہ شخص قریب اُس زمرۂ حسینان ماہ تمثال کے
جاکر پوچھنے لگا کہ عین المرضیہ تم مین سے کون ہی اُنھون نے تعجب سے سنکر کہا کہ ہم کہان
اور وہ عالی درجہ کہان ہم تو عین المرضیہ کی پرستارون کی برابر بھی نہین اگر تو اُسکا
مشتاق ہی تو آگے جا وہ شخص آگے بڑھا ویسا ہی گلستان و ایوان باتزئین دیکھا اُسی طرح
گروہ عورات مہ جمال دیکھکر بطور سابق پُرسش کی وہان سے بھی ایسا ہی جواب پایا قدم
آگے بڑھایا چند گام چلکر ایک باغ لطیف و عمدہ دیکھا اُسمین ایک قصر عالی منزل نہایت
نفیس و پاکیزہ یاقوت سُرخ کا نظر آیا وہان بہت عورتین خورشید چہرہ سہی قامت زیبا طلعت
دیکھین اُنکو دیکھکر حیران ہوگیا مگر دلمین جانا کہ عین المرضیہ اسی قصر مین ہوگی آخر خود نفسے
پوچھا کہ عین المرضیہ کو تم جانتی ہو اُنھون نے ادب سے کہا کہ وہ زینت خانہ اسی کاشانہ
کی ہی اور ہم اُسکی پرستارین ہین یہ بشارت سُنکر باغ باغ ہوگیا اور مشکوے عالی مین
قدم رکھا دیکھا کہ ایک تخت مرصع جواہر نگار پر ایک غیرت مہر و ماہ بغایت عظمت و جاہ
بیٹھی ہی دیکھتے ہی دیکھتے دل منتظر سے صبر اور جان مشتاق سے ہوش رخصت ہونے لگا
کچھ سنبھلکر قریب بیٹھکر نہایت بیتابی اشتیاق شوق بڑھانے لگا عین المرضیہ نے نہایت
دلجوئی و عنایت نوازی سے پہلو سے منتظر کو گرم کیا اور کہا کہ اے بندۂ خدا اسقدر شوق کی
بیتابی آنے پر اضطرابی تھوڑا صبر و تحمل کر وصال ہمدگر مین کوئی پہر بھر کا عرصہ ہوگا اتنی
دیر کیلیے یہ بیقراری ہی یہ بیان دلنواز سنکر دست دراز شوق کو برجا کیا اور وعدۂ
یار پر تسکین سے بیٹھا کہ اسی اثنا مین آنکھ کھلگئی یہ سامان عیش و ہنگامہ تقریب مسطور
یاد آیا خودی کو بھولکر شوق مین برنگ بسمل تڑپنے لگا اُسوقت خواجہ نے اُسکا حال سنکر
اُسکے مکان مین قدم رنجہ فرمایا کہا کیا حال ہی جواب دیا کہ جو دیکھا تھا وہین نظر ہی وہی
خیال ہی عین المرضیہ کی صورت دلکش نے آرزوے وصال مین تڑپا رکھا ہی لحظہ لحظہ زمان فرقت
قیامت معلوم ہوتا ہی یہ ہی جی چاہتا ہی کہ وہی باغ وہی کاشانہ وہی محبوبہ یگانہ ہو بغیر اُس سامان کے

اٹھو ایکدم چین نہین خواجہ نے کہا جو بیان ہی حق ہی مگر وعدہ و اقرار مطلوبہ سبھی یاد ہی ایک پہر کے لیے اسقدر مضطرب ہوتا ہی یہ سنکر مشتاق وصال نے دم لیا اور خاموش ہو بیٹھا اتفاقاً اُسی روز ایک گروہ کفار نے اُس شہر پر حملہ کیا بروقت مقابلہ بہت سے کفار اشرار واصل جہنم ہوئے بقیۃ السیف فرار ہوئے اکثر مسلمانون نے بھی درجہ شہادت پایا انہین شہیدون مین یہ شخص بھی تھا خواجہ از بسکہ تفحص حال مین اُس شخص کے مصروف تھے بعد دریافت و جستجو نعش اُس شہید راہِ خدا کی دیکھی خندان رُو شگفتہ جبین پایا خواجہ نے اپنے دست مبارک سے اُسکو دفن کیا اور یہ حکایت سراسر بشارت لوگون سے بیان کی اور جب حساب کیا تو وقت شہادت شخص مذکور ٹھیک حسب وعدہ عالم رویا پہر بھر کا عرصہ ہوا تھا نقل ہی کہ ایک دفعہ شیخ وقت خواجہ زمان ایک دریا پر گذرے دیکھا کہ دریا ن ایک کشتی پر ملاح لوگ اور مخلوق کو کچھ لیکر سوار کرتے ہین اور ایک جماعت درویشان تہی دست کو نہین بٹھاتے آخر اسی رد و کد مین کشتی بین کرایہ دہندگان کو بٹھا کر کشتی روان کی اور فقرا جو تہی دست تھے سب ناکام دل مایوس و محروم پھرے قطب المشائخین کو اُن ناکامون پر رحم آیا فرمایا کہ اِدھر آؤ ہم تم سب ملکر عنایت و حفاظت خدائے عالم پر اتکا کرکے پایاب اُتر جاوینگے اسطرح پر کہ سطح آب پر بیٹھکر کہتے جاؤ کہ عبد الواحد نے یہ کہا ہی کہ اے دریا بحکم خدا خشک ہو جا درویشان با ارادت نے دریا مین یہی عمل کیا اور جملہ گروہ فقرا صحیح و سالم بعنایت خدا و برکت توجہ شیخ پار اُتر گئے کسی کو کچھ خوف و گزند نہو نقل ہی کہ ایک دن شیخ المشائخ ایک صحرا مین پہونچے وہان ایک مرد پیر عاجز و بیکس و بیمار کو دیکھا کہ دھوپ مین مجبور پڑا ہوا ہی طاقت جنبش کی نہین خواجہ کو اُسکے حال پر نظر ترحم ہوئی دعا کی کہ اُسکے سر پر ابر سایہ انداز ہوا اُس ضعیف ناچار و مجبور نے صدمۂ آفتاب سے نجات پائی پیر مرد نے یہ کرامت شیخ معاینہ کرکے عرض کی کہ یا شیخ آپ مستجاب الدعوات ہین پس میرے لیے دعاے تندرستی فرمایئے تاکہ صحت پاکر اس صدمے سے خلاصی پاؤن خواجہ نے حسب مدعا

پیر ضعیف دعا کی اور ہمین دعاے خواجہ پیر نحیف و شکستہ پا قوی و توانا و تندرست ہو کر
اپنے مقام مطلوب کی جانب روانہ ہوا نقل ہی کہ ایکبار جلسۂ خواجہ باکرامت مین چند
فقراے گرسنہ حاضر تھے شدت گرسنگی سے تنگ ہو کر خواجہ سے استدعاے حلواے تر کے واسطے
نہایت اصرار کیا خواجہ نے بپاس دلجوئی درویشان شکستہ حال دعا کی بمجرد دعا کچھ دینار
جانب آسمان سے برسے شیخ نے فرمایا کہ اس دولت عطیۂ آسمانی مین سے علی قدر کفایت
اٹھا لو زیادہ قیمت حلوا سے نہ لو درویشون نے فرمودۂ شیخ پر عمل کیا بقدر احتیاج دینار
لیکر بازار سے حلوا لائے اور سب نے خوب سیر ہو کر تناول کیا مگر خواجہ نے اُس حلوے
مین سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا نقل ہی کہ ایک روز حضرت خواجہ کسی راہ مین چند فقرا
عاجز و پریشان حال سے ملے درویشون نے خواجہ کو دیکھکر التماس کیا کہ حضرت ہم لوگ
نہایت تنگدست و گرسنہ و شکستہ حال ہین اہل وعیال ہمارے فاقہ کشی مین تنگ ہین براے
خدا آپ دعا کیجیے کہ ہماری کشایش رزق ہو خواجہ نے فرمایا انشاء اللہ تکلیف تمھاری
رفع ہو جائیگی مگر جو ہاتھ آئے اُسکو کسی خلاف امر مین نہ صرف کرنا سبکو ہدایت کی کہ اپنے
مکانون کو پھر جاؤ درویش اپنے مقامات کو واپس آئے تو ہر شخص نے اپنے گھر مین
طعام لذیذ و نفیس پکتے دیکھا صاحب خانہ کو دیکھا کہ درم و دینار سے تھیلی پُر ہے ماجرا پوچھا
تو بیان کیا کہ ایک شخص خواجہ عبد الواحد کے ملاقاتیون مین سے ہمارے دروازہ پر آ کر
یہ دینار دیکر چلا گیا درویش کیفیت واقعہ سنکر نہایت حیران و متعجب ہوے اور اُسی
روز سے افلاس و تنگدستی رفع ہو گئی تونگر و غنی ہو گئے اور کبھی عسرت مین مبتلا نہوتے
بعض نیکبخت عورتون نے یہ واقعۂ اسباب تونگری سنکر اپنے شوہرون سے کہا کہ تم بڑے
کم حوصلہ تھے کہ ایسے مقبول ایزدی سے ملکر طالب دولت دنیاوی ہوے ایسے مستجاب الدعوات سے
تنعم و آسایش اُخروی کی درخواست کی ہوتی کہ جو ابد الآباد ہی منقول ہی کہ حضرت خواجہ
رفیع الدرجات کے پانچ خلیفہ تھے۔ خواجہ فضیل بن عیاض و ابو الحسین علی بن زرین

و ابو یعقوب سوسی کہ جن سے سلسلہ ہے و شیخ اسمعیل بصری جو شیخ ابو النجیب سہروردی کے اصحاب
مین سے تھے و شیخ نجم الدین کبریٰ کہ اصل خرقہ انھین کے دست مبارک سے حاصل و منسوب ہے
اور یہ حال بتفصیل نفحات مین مرقوم ہے اور نیز اکابر واکابرین سے عبداللہ بن عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ اُس جناب کی خدمت سے مستسعد ہوئے اور ارادت و عقیدت
واثق سے خرقہ پہنا اور یہ اکثر دیار مین شہرت یافتہ ہین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل ہے کہ
حضرت خواجہ موصوف اسعد آخر کو بہت بیمار ہوکر صاحب فراش ہوگئے کہ مطلق نشست و برخاست کی
سو قوت ہولی ایک روز وقت نماز کا آیا اور خادم حاضر تھا کہ آپ کو وضو کراتا اُس حال
مین آپنے دعا کی کہ خداوندا اتنی دیر توانائی و صحت مجھے عطا کر کہ وضو کرکے نماز پڑھون
پھر تو مالک ہے جو مشیت ہو کیجیو بمجرد دعا آپ ایسے صحیح و قوی ہوگئے کہ خود پانی بھر کے
وضو کیا اور نماز نہایت فارغ البالی سے ادا کی پھر اپنے بستر بیماری پر دراز ہوگئے وہی
علالت بدستور لاحق ہوگئی تاآنکہ اسی مرض الموت مین ستائیسوین ماہ صفر سنہ
ایک سو ستر ہجری کو جہان فانی سے رحلت فرماے عالم جاودانی ہوئے مولف نے
تاریخ وفات مین یہ فقرہ لکھا ہے لوائے اولیا کامل بود

بیان خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ

بعد رحلت خواجہ عبدالواحد کے سجادۂ خلافت فقر و معرفت حضرت فضیل بن عیاض
قدس اللہ سرہ کے جلوس سے متجلی ہوا یہ آفتاب سپہر معرفت ماہ اوج عرفان حقیقت سالک
سالکان ادانی راحل مراحل عرفان ربانی ابر بدار ارکشف و کرامت سحاب گوہر بار اوج
مکرمت و موعظت نہایت بزرگ باکمال و جامع الاوصاف ہوئے ہین کنیت آپکی
ابو علی و بقول بعض ابوالفیض بھی ہے اسرار و معارف ایزدی مین شناسائی و یکتائی حاصل
مسکن آپ کا کوفہ ہے اور بعض خراسانی الاصل بتاتے ہین کہتے ہین کہ مصر مین متولد ہو کر
مصر مین زمان طفولیت رہنا ہوا بعضے بخاری المولد بیان کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب آپنے خرقہ

ارادت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا اور خرقہ آپ کو شیخ المشائخ
ابی عیاض بن منصور بن عمر سلمی کوفی نے جنکو محمد حبیب نوفلی مرید حبیب عظم العرشی فیض یافتہ
ارشادات حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سعادت بیعت حاصل ہوئی تھی اپنی خلافت
عطا کی تھی گویا آپ دو خاندان عالی سے استفاضہ علوم باطنی کرکے یگانہ اہل عرفان ہوتے تھے
آپکے فضائل کتب سیر میں سے یہ امور یادگار زمانہ ہیں پوشش پلاس وگلیم تھی اور ہمیشہ
پرہیز ور رکھتے تھے اور ہر وقت خوف وجلال قادر ذو الجلال سے گریان رہتے تھے جو کوئی آپکو
دیکھتا صورت حال سے نہایت مبتلائے مصائب مظنون کرتا عجب ہے کہ آپ نے
خرقہ ارادت زیب بر ودوش کیا تھا اہل دنیا سے نہایت نفور تھے جدھر اہل دنیا آمد وشد کرتے
آپ اس راہ نہ گذرتے اگر ہوا گذار عام سے گذر ہوتا تھا تو اپنا جامہ تن فقرا کو اس
خیال سے دیتے کہ شاید غبار رہگذار اہل زمانہ اس پیراہن سے مس ہوا ہو اور مجھے اس
نسبت سے ایک تعلق اہل دنیا سے پیدا ہوا و حضرت صاحب عالیقدر والا رتبت و عظمت و
کرامت تھے مجاہدہ نفس کا یہ حال کہ دو دو چار چار فاقوں کے بعد افطار کرکے نہایت [illegible]
سے شکرگذاری کرتے ہر شب پانسو نفل نماز ادا کرتے ہر دن دو کلام مجید ختم کرتے جب آپ کو
فاقہ ہوتا تو اس خوشی سے سو رکعت نماز پڑھتے آپکے مقولات میں سے تھا کہ خداوندا مجھے
بیماری عنایت کر کہ نماز جماعت کے وسیلے سے اہل دنیا سے ملوں اور میں ایسا چاہتا ہوں کہ کوئی
کر میرے پاس آکر سنت اسلام کی نکرے اور وقت مبتلائے رنج و بلا میرا پرسان حال نہو
اور آپکو جب بخار و تپ لاحق ہوتی تو نہایت مسرت و فرحناکی ظاہر کرکے بیان کرتے کہ دافع
مین وقت خلوت وحضوری اس سے بہتر کبھی دستیاب نہیں ہوتا اور دن کو گھر میں
پوشیدہ رہتے اور فرماتے تھے جو تنہائی سے وحشت کرے اور خلقت سے انس گیر ہو
اس شخص کو سلامتی و حفاظت سے کچھ علاقہ نہیں ہمیشہ ہدف مصائب رہیگا
نقل ہے کہ ایک شب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے پاس آئے اور تمام شب

مکالمت و مجانبت مین گذراتی بعد جلسۂ مخاطبت سفیان نے کہا کہ یہ رات عجب قاطع وحشت
تنہائی اور عجب جامع مجالست و موانست یکجائی تھی کہ نہایت اوقات خوش گذری حضرت
آہ سرد بھر کے کہا کہ ہوا اس شب کا کیا کہنا سفیان نے کہا کیا وجہ آپنے فرمایا کہ تم اس
خیال مین تمام شب رہے کہ ایسی بات کہیے جو خواجہ کو پسند آوے اور مین اس فکر مین سکت
کہ جواب معقول و مستحسن ہو دونون نے خموشی و سکوت سے شب کو بیکار کھویا امر کاش کہ تنہا تھے
اور اپنے اپنے شغل نالہ ہاے زار کرکے لطف حضوری اٹھاتے نقل ہی کہ ابتدا مین حضرت
سرخیل رہزنان و غارتگران خلق آزار تھے قطاع الطریق جو مال و متاع لوٹ کر لاتے
اول آپکے سامنے رکھتے آپ اسمین سے اپنا حصہ لے لیتے باقی یارون کو تقسیم کر دیتے اور
ہر جنس و مال غارت شدہ پر نام و نشان مالک متاع ثبت کر دیتے اتفاقیہ ایک قافلہ پر
باجمیع تابعین بنظر غارت حملہ کیا اس قافلہ مین ایک قاری خوش آہنگ یہ آیہ کریمہ
پڑھ رہا تھا آیۃ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ الی آخرہ آیا ابتک وہ وقت
نہین آیا کہ دل تمہارا تغافلت سے بیدار ہوکر متوجہ بذکر خدا ہو خواجہ کو یہ تیر اسا دل پاک پر
کارگر ہوا آپ اپنے سے خطاب کیا کہ اے فضیل تحقیق وہ وقت آپہونچا کہ افعال مذموم
ماضیہ سے نادم ہوکر رو براہ ہو یہ ہوچکا ایک نعرۂ دل شگاف کیا اور اس تاسف و خجالت
مین گریان و نالان ہوکر جانب بیابان روانہ ہوئے ناگہان راہ مین ایک اور کاروان
سے دو چار ہوئے وہ لوگ باہم کہتے جاتے تھے کہ اس راہ مین فضیل کے دستبرد کا بڑا خوف ہے
چاہیے جدا رستہ آگے نہین بڑھ سکتا اتنے مین خواجہ نیک فطرت خوش انجام نے یہ کلام کیا
کہ اے صاحبو بشارت تمہی دیتا ہون کہ تم اب فضیل کی ایذا رسانی سے مطمئن ہو اُسنے اپنے
افعال سے توبہ کی وہ اب تم سے ڈر کر بھاگتا ہے بعد کتنے ایک دنون کے حضرت نے گوشہ
تنہائی اختیار کیا اور علاقت کی پیوستگی سے قطع آرزو ہوس بہم پہونچایا بعد ازان جن
اموال و اجناس پر غارت گرفتہ پر نام و نشان اموال مرقوم تھا اُسکے مالکون کو بہت تلاش و

جستجو سے وہ مال مسترد کر کے عفو خطا حاصل کیا یہانتک کہ خواجہ نے سب معیان سابقہ کو بجائے عنایت
و اکرام و دہش لاحقہ رضامند و خوشنود کیا جملگی اہل خصومت راضی ہوئے اِلّا ایک جہود اسی دعوی
دعویدار رہا اور مخاصمت سے کہا کہ میرا زر و مال زیادہ تھا اب میں اسقدر روپیہ مسترد ہ
پر قانع و رضامند نہونگا تمام میرا مال آئیگا تو خوشدلی سے رضامندی اپنی ظاہر کرونگا
خواجہ مخاطب قوی الخصومت دیکھکر مضطرب ہوئے اور قسم کھائی کہ زیادہ اس سے نہیں ہے اور
پھر منت و سماجت سے ستدعی رضامندی و مجل تقصیر کے ہوئے اُسنے یہ قسم کھائی کہ میں ہرگز اپنے
دعوی سے تا اخذ تمام متاع ہاتھ نہیں اُٹھانیکا پھر خواجہ نے طلب مدعا سے قلبی میں اصرار
بلیغ کیا اُسوقت جہود نے کہا کہ میں خلاف سوگند کام نہیں کر سکتا مگر خیر اب تو میرے گھر میں
جاکر فلان ہمیانی زر اُٹھا لا اور اپنے ہاتھ سے مجھے دے کہ میری قسم کو ایک حیلہ صحیح ہو جائیگا
اور سوگند دروغ نہو حضرت خواجہ نے حسب گفتہ جہود ہمیانی خانہ جہود میں سے لاکر اسکو دیا
جہود نے ہمیانی کو کھولا تو پُر از زر خالص پایا پھر جہود نے کہا کہ اپنے دین کی رسم و راہ سے
اول مجکو آگاہ کر پھر میں اپنی رضامندی سے تجھکو خوشدل کرونگا خواجہ نے کہا کہ تو کس وجہ
بنیکے دیکھنے سے اسلام قبول کرتا ہی جہود نے کہا ظاہر ہے میں نے اس ہمیانی میں ریگ
بھر کر امتحانًا رکھا تھا کہ میں نے توریت مقدس میں پڑھا ہی کہ ملت بیضاء محمدی میں جسکی
توبہ قبول ہوتی ہی اگر وہ شخص ریگ ہاتھ میں اُٹھائے تو زر خالص بنجائے پس جو کتاب
میں دیکھا تھا وہ مشاہدہ آپکے ہاتھوں سے ہوگیا حیف ہی کہ اب بھی دولت اسلام سے
ناکام رہوں پس خواجہ نے شکر خدا کر کے جہود کو کلمہ تشہد تلقین کیا جہود مسلمان ہو کر خواجہ
سے بہت خوشنود ہوا بعد اسکے حضرت قطب الواصلین کوفہ میں آکر خدمت فیضدرجت
حجت اسلام امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہو کر جلیسہ صحبت امام ممدوح
اور اکثر اولیاے وقت سے ملاقات کی آخر طالب واثق و شائق صادق ہو کر بجہت حصول
سعادت خدمت حضرت قطب الاقطاب خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ کوفہ سے

جانب بصرہ روانہ ہوئے قریب آئے تو حادثہ وفات حضرت خواجہ حسن بصری کی خبر سنی حضرت فضیل اس خبر سے ملول و مغموم ہو کر زار زار رونے لگے آخر کسی شخص نے بجان بیتابی خواجہ سے کہا کہ اب گریہ و بکا سے کیا فائدہ مشیت آلہی یوہنین تھی مگر تم طالب و شائق ہو تو اب شیخ وقت قطب المشائخ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید خلیفہ کامل حضرت قطب الاقطاب مغفور کے کہ درویش یگانہ و عارف زمانہ اور خرقہ یافتہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے ہین اُنکی خدمت باسعادت مین حاضر ہو کر ارادت و عقیدت درست کرو اُنکے پاس خواجہ حبیب عجمی ہر ہفتہ کو آتے ہین انیس صحبت ہوتے ہین جو شخص اپنی رواے حاجت اُنسے طلب کرتا ہی کامیاب ہوتا ہی خواجہ نے یہ مژدہ جان نواز سنکر نہایت شوق سے عزم قدمبوسی قطب المشائخ بالجزم کیا اور ملازمت شیخ کامل سے شرفیاب ہوئے اور طلب ہدایت کی خواجہ کامل النسب نے بغایت لطف و عنایت بطور ہدایت فرمایا کہ اے فضیل سب چیز سے عرض کرکے بے ہویشی و خاموشی اختیار کر درویشی اسی کا نام ہی اور معصیت گذشتہ کی ندامت و انفعال مین اوقات تلف کردہ کا ماتم برپا رکھ اور ہر جا اور ہر وقت خداوند متعال کو حاضر و ناظر جان تا رہ اب نام تیرا فرد درویشان باصفا و میان کاملان خدا مین درج ہوگیا اور نیز جو خدا نے اپنا مقبول کیا کہتے ہین کہ پھر خواجہ فضیل کو وہ فضیلت و عظمت حاصل ہوئی کہ قطب زمانہ و واصل یگانہ ہو گئے اور بہت طالبین و حاضرین کو دولت معرفت و خلوص سے فائز المرام فرمایا۔ فضیل بن ربیع ناقل ہی کہ مین نے ایکبار ہمراہ ہارون رشید سفر بیت اللہ کیا جب خانہ خدا مین پہونچکے مناسک حج سے فراغ پایا ہارون نے مجھسے خطاب کیا کہ یہان کوئی مردان خدا مین سے ہو تو اُس سے ملاقات کرین مین نے کہا البتہ عبد الرزاق مرد با خدا ہی جب ہمنے اُسکی ملازمت حاصل کی تو ہارون نے مجھسے فرمایا کہ شیخ سے پوچھو کہ کچھ قرض قبول کروگے بموجب حکم ہارون مین نے دریافت کیا عبد الرزاق نے اقرار کیا پھر حسب الحکم ہارون کے اُس شخص باصفا کو تمام

دیا گیا پھر ہارون نے کہا کہ مجھے اور اہل اللہ کے دیکھنے کی آرزو ہی مین نے کہا کہ سفیان بن عیینہ اسی مقام معظم مین نہایت گرامی اوقات ہی تا آنکہ اُنسے بھی بعد ملازمت گفتگوے اول پیش آئی اور اُنھون نے بھی اقبال کیا اُنکو بھی وام بطور پیشین دیا پھر ہارون نے کہا اے فضیل ابھی شوق و اشتیاق میرا باقی ہی کسی اور صاحب کمال کا حال بیان کر اُسوقت مجھکو فضل و عظمت حضرت فضیل کا یاد آیا مین نے کہا کہ ہان ایک شخص عالی منزلت صاحب عظمت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ اس بزرگ مقام مین قیام رکھتے ہین اُنکی زیارت ضرور ہی ہارون نے کہا بسم اللہ آخر بنا بر ملازمت حضرت فضیل مسکن حضرت پر ہم آئے اُسوقت خواجہ باکرامت اندرون حجرہ تلاوت کلام مجید مین مصروف تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلہم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات جو ہین یہ آیہ کریمہ ہارون نے سنی اُنسے ملکر کہا کہ یا حضرت یہی کافی ہی جو کچھ ظہور مین آیا حضرت واصل حق نے در حجرہ کھٹکھٹا کر کہا کون ہی مین نے کہا کہ یا حضرت زیارت کو امیر ہارون رشید آیا ہی آپنے فرمایا کہ وہین ٹھہرو میرے پاس ہارون کا کیا کام ہی ہارون نے کہا یا حضرت مین اپنی شفاعت مین آپ سے استمداد طلب کرنے آیا ہون اور خدمت بزرگان دین بھی لازم ہی اُسوقت حضرت نے چراغ بجھا کر حجرہ کھولدیا اجازت بار دی اور خود ایک گوشہ مین چھپ رہے ہارون داخل حجرہ ہوا اُسی اندھیرے مین چارطرف ہاتھ سے حضرت کو ڈھونڈھتا تھا آخر ہارون کا ہاتھ آپ کے اندام مبارک پر جا لگا بمجرد مس خواجہ معظم نے ایک نعرہ کیا کہ مین نے کبھی ایسا نرم ہاتھ نہین دیکھا اگر آتش دوزخ سے نجات پائے ہارون یہ کلام تحذیر سنکر رونے لگا حضرت سے کہا کہ اب کچھ آپ نصیحت و موعظت فرمائین ارشاد کیا کہ اے امیر تیرے پدر عالی رتبت نے کہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے استدعاے امارت و ثروت حضرت ختمی پناہ سے کی حضرت نے ارشاد کیا کہ یا عم ایکدم طاعت حق تیری بہتر ہزار سالہ عبادت خلق سے ہی فرمایا

الا ان الامارت یوم القیمۃ ندامۃ پھر ہارون نے کہا اے خواجہ کوئی اور کلمہ نصیحت فرمائیے
پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھکو نہایت خوف ہی کہ ایسا روے زیبا اسیر کا نار جہنم سے عذاب پائیگا
خدا کا خوف کر اور حق طاعت حق جہانتک ہو سکے ادا کر پھر ہارون نے کہا کہ یا شیخ کچھ وام لینا
قبول فرمائیگا خواجہ نے فرمایا کہ مین کیا پہلے ہی مین دار پروردگار کا ہون وہ ہی قرضہ نہین
ادا کر سکتا اور وام خلق اللہ مین کیا مبتلا ہون پھر ہارون رشید نے ہزار دینار کی تھیلی
پیش کی حضرت نے انکار کرکے فرمایا کہ اے ہارون بہاے جواہر گرانبہاے نصایح ہی یہ ہی
کہ تو میرے ساتھ جو سلوک کرتا ہی مین تیری نجات کی تدبیر بتاؤن اور تو مجھکو مبتلاے بلا
کرتا ہی آخر ہارون نہایت ملول و مغموم گریہ کنان وہان سے اٹھا اور فضیل سے کہا کہ
حقیقت مین خواجہ فضیل مالک اقلیم معرفت و حقیقت ہی۔ ابو علی رازی سے نقل ہی کہ مین
تیس برس خدمت خواجہ مین رہا مگر کبھی اس مدت مین خواجہ کو تبسم کنان و خندان نہ دیکھا
مگر جسدن حضرت کا فرزند علی نام جوار رحمت الٰہی مین واصل ہوا وہ صاحبزادہ والا نژاد
زہد و عبادت و تقوی و ورع مین وحید وقت تھا صورت واقعہ یہ ہی کہ ایک روز کعبۃ اللہ
مین قریب چاہ زمزم بیٹھے تھے کہ کسی قاری نے یہ آیت و یوم القیمۃ تری المجرمین الے آخرہ
پڑھی خواجہ سنکر نعرہ زن ہوئے اور جان آفرین کو نقد جان تسلیم کیا مین نے متعجبانہ سبحان اللہ
دریافت کیا کہ یا خواجہ اس مقام اضطراب و گریہ مین آپ کیونکر ہنستے ہین خواجہ نے فرمایا
کہ خدا جس کام کو دوست رکھے مین کیون نہ رکھون جسمین وہ خوش ہو مین کیون نہ خوش
ہون کہ اسکی مشیئت کے خلاف محزون و مغموم ہون نقل ہی کہ کسی سے خواجہ نے ارشاد کیا کہ اگر
کوئی تجھسے پوچھے کہ تو خدا کو دوست رکھتا ہی چپ ہو رہو اسلیے لا و نعم جواب مین مصلحت نہین
اگر انکار دوستی سے کرے تو کفر ہوا اور اگر اقرار کرے تو دوستان حق کے خلاف طریقت ہی
نقل ہی کہ کسی نے خواجہ سے پوچھا کہ ذہن اصل کیا ہی کہا عقل پھر اسنے اصل عقل پوچھی
تو فرمایا حلم ہی پھر سوال کیا کہ اصل حلم کیا ہی فرمایا کہ صبر اسلیئے کہ تمام اقسام بدی کو ایک خانہ

صحیح کیا ہی اور اُسکی کنجی دنیا کی دوستی کو بنایا ہی اور آپنے ارشاد فرمایا کہ توکل اُسے کہتے ہین
کہ سوائے خدا کے کسی سے امید نہ رکھے اور متوکل وہ ہی جسکا ظاہر و باطن سب رضا و تسلیم خدا
پر مفوض ہو نقل ہی کہ حضرت خواجہ کے پانچ خلیفہ تھے سلطان ابراہیم بن ادہم و شیخ محمد
بایزید الشیرازی و خواجہ بشر حافی و شیخ ابی رجاء العطاری و خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہم
روایت ہی کہ حضرت خواجہ سراپا افادت سنہ ایکسو ستاسی مین تیسری ربیع الاخر کو رہگرا ے
منزل بقا ہوئے آپ کا مرقد منور قریب خانہ کعبہ حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ
کے پاس بنا ہوا ہی مؤلف کتاب نے تاریخ اُس عالیجناب کی اس عبارت مین رقم کی ہی
کہ آن عالی درجات بالہام ربانی قطب جہان بودہ رحمۃ اللہ علیہم

بیان حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہی کہ بعد رحلت حضرت خواجہ صدر خواجگی فقر و کرامت سلطان دنیا و دین مقرب
حضرت رب العالمین خاقان کشور معرفت آلہی دارائے اقلیم طریقت حضرت رسالت پناہی
معدن عظمت و شہامت مخزن فیض و کرامت عارف ربانی حبیب سبحانی شبستان افروز
خلوت نشینان کامل فروغ بخش محفل عزلت گزینان واصل مالک ملک فقر و رضا
تارک دنیا و مافیہا مقبول بارگاہ صمدی ممدوح مقربان حریم جناب احمدی برگزیدہ عارفان
معظم و مکرم قطب زمان غوث اعظم مورد فیوض خاص حضرت خالق العالم حضرت شیخ المشائخ
سلطان ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ العزیز کی ذات والا صفات مزین و مجلی ہوئی
کنیت آپ کی ابو اسحاق سلسلہ نسب آپ کا ابن شمار بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ
بن حضرت خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق بن الخطاب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تک
پہونچتا ہی اطوار حقایق و معاملات دینیہ و معارف یقینیہ مین ممتاز عصر تھے آپ امام و مقبول و مستند
مشائخ کبار و قطب وقت ہوئے ہین حضرت قطب الواصلین خواجہ فضیل بن عیاض
رحمۃ اللہ علیہ سے آپنے خرقۂ خلافت پایا ہی اُنھین معظم سے ارادت حاصل کی ہی اور نیز

عمران موسی بن زید راعی وشیخ منصور اسلمی نے بھی خلعت خلافت سے مستعد کیا ہی یاد رہے کہ آن حضرت خواجہ اویس قرنی وعمر انجیلی اصحاب حضرت رسول مقبول صلعم کے یہان سے بھی آپ کو پیراہن خلافت عطا ہوا ہی آپ کا زہد ومجاہدہ یہ تھا کہ اکثر چار فاقون پر افطار جنگلی ترکاری اور میوہ سے کرتے کبھی ساگ وغیرہ جو بے نمک پکاتے تھے وقت افطار کھاتے آپکے ارشادات مین سے تھا کہ جو شخص خدا کو دوست رکھے اُسکو چاہیے کہ ترک لذات زبانی وحظ النفسانی سے اپنے آپ کو بہرہ یاب رکھے وشکستگی حاصل کرے جب آپ کو فاقہ گذرتا تو نہایت خوشی سے نماز شکرانہ ادا کرتے شب بیداری کرتے اکثر فقرا وغربا سے مجالست رکھتے اور پیراہن کو پیوند لگاتے اور برہنہ پا رہتے کسیکے دانگ و درم لینے سے آپ کو انکار محض تھا ریاضت کثیرہ ومجاہدہ بلیغ سے شب و روز سرو کار تھا نقل ہی کہ حضرت ابن ادہم خدمت بابرکت حضرت ابو حنیفہ مین وقت عزیز کو بسر کرتے تھے چنانچہ امام قدس سرہ نے حضرت کے حق مین فرمایا ہی سیدنا ابراہیم ادہم لوگون نے امام سے پوچھا کہ ابراہیم نے سیادت کیونکر پائی فرمایا کہ ابراہیم ہمیشہ مشغول بحق اور غیر حق سے نفور ہی اور خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان مین فرمایا ہی مفاتیح العلوم ابراہیم ادہم یعنی ابراہیم ادہم کنجیہائے علوم ہی مؤلف کتاب کا بیان ہی کہ حضرت ابراہیم ادہم کی نمود فقر وسلطانی سلوک بھی بحقیقت ایک امر عجیبہ قدرت نمائی عالم آفرین مین سے ہی آپ کا حال کتب سیر وتواریخ سے مفصل معلوم ہو سکتا ہی یہان حسب تناسب مقام آپ کا حال وخبر منتخب کرکے ثبت صفحۂ کتاب کرنا مناسب دیکھا کتب تواریخ سے مستنبط ہی کہ حضرت کے والد ادہم نام فقیر صحیح النسب فاروقی نژاد تھے بتقریب سیاحت شہر بلخ مین پہونچکر بیرون شہر مسکن فقیرانہ بناکر قیام گزین ہوئے ایک روز شہر مین بنا بر استحصال مایحتاج گئے تھے کہ اتفاقیہ بان کے بادشاہ کی بیٹی محافۂ سلطانی مین سوار حشم وخدم بیشمار باغ سے معاودت کرکے آتی تھی راہ کا انتظام سپاہیوں ونقیبون نے بدرجۂ غایت کر رکھا تھا ادہم سطوت آثار سلطانی دیکھکر ایک گوشہ مین استادہ ہو رہے

کہ اسمین محافہ سواری اُس محجلہ نشین کاشانہ عصمت واقبال کا قلندر شکستہ حال کے برابر سے
گذرنے لگا اثنائے گذار مین قضائے کردگار سے باد پردہ در کی دست درازی سے حجاب محافہ
اُٹھ گیا اور زیر پردہ سحاب حجاب سے لمعان برق جمال خاتون خورشید تمثال نمایان ہوا قلندر نے
جو سور و برق آفت نیے ہو لئے اور ہدف سہام زحمت ہوئے تھے گوشہ مین منتظر جان نثاری کھڑے
تھے نگاہ بے محابا آپکی رخسار فروزان ماہ چہاردہ پر جا پڑی دیکھنا اور آفت آنی یہ تو گرفتار پنجہ
تازہ صید گاہ الفت دیکھتے ہی جان و دل سے مبتلائے محبت والفت خاتون مہر طلعت ہو گئے ہوش
کہان کہ آغاز و انجام کی سوچین فہم کجا کہ شاہ وگدا کی تمیز و تفریق سے خودداری کرین کہان پاس
ادب سلطانی کہا نکی سطوت سلطانی خود بادشاہ اقلیم بیخبری ہو گئے محبت کی بہار عشق کی تحریک
سے بے دھڑک سواری کے ساتھ ساتھ ہو گئے آگے آگے شہزادی کی سواری پیچھے پیچھے اِن ست
قلندر کی دنبالہ دوی کی گرم بازاری اسی طرح ایوان شاہی تک پہونچے شکوے اقبال مین شہزادی
داخل ہوئی آپ ہین ادھر ادھر جا و بیجا کھڑے ہو رہے کسی نے اُنکے حال سے تعرض نہ کیا
فقیر قلندر رسائل جانکر ٹالتے رہے آخر ان سوختہ آتش دیدار کی آتش نہانی نے اشتعال کیا
کسی نہ کسی سے پوچھ بیٹھے کہ یہ عالیشان عمارت کسکی ہے اور محافہ مین کون سوار تھا
لوگون نے کہا کہ یہ شاہ بلخ کا ایوان دولت ہے اور محافہ مین بادشاہ کی دختر نیک اختر
باغ کی سیر کو گئی تھی معاودت فرماکے رونق افزائے مشکوے دولت ہوئی تم اپنا
مطلب کہو وجہ پرسش کیا ہے یہ حرف دلنشین آفت خیز سنکر قلندر خاموش ہو رہا کچھ سوچ
سمجھکر ضبط و صبر کو سلام کرکے بارعام سلطانی مین بے تکلف آن موجود ہوئے آنا کیسا
بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا بادشاہ نے قلندر کو اتنا بیباک دیکھکر واقعہ عجیب جانا
پھر وزیر سے کہا کہ فقیر سے باعث حضوری استفسار کرو حسب الحکم وزیر اس قلندر
بے پروا کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو کیون آئے ہو یہان تو عشق کی بدولت
لگی کا رخانہ بیتابی چھوٹتے ہی وصال مطلوب کا سوال کیا وزیر یہ کلام قضا پیام فقیر کی

زبان سے سنتے ہی تھرا گیا بجز آشفتگی مزاج و برہمی طبیعت کچھ جواب نہ دیا اُلٹے ہی قدمون
پھرکر حضور سلطان مین خاموش استادہ ہوگیا بادشاہ نے وزیر سے پوچھا کہ تونے
قلندر سے کیا پوچھا اور کیا جواب پایا پیشگاہ سلطان مین کچھ گذارش نہ کیا بے تامل بیان
وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام نے فرمان شاہی کی تعمیل کی تابعدار ہون مگر جو سوال
نامناسب گو اسنے بے ادب نے کیا اُسکے اظہار کی طاقت فدوی کو نہین میرے دل مین خود
اُسکا بیہودہ کلام خدنگ آسا خلش گر ہو رہا ہے آتش غضب و غصہ سے سینہ جلا جاتا ہے
صولت شاہنشاہی رخصت گزارش بندۂ ادب شناس منزلت دان کو کیونکر دے کہ ایک
گستاخ ہرزہ سرا کی بیہودہ بیانی کو پیشگاہ سلطانی مین گزارش کرکے مزاج نازک سلطان
کو منغص کرے یہ قلندر لوگ الست ناشناسا سے داب و سطوت سلطانی ہوتے ہین دیوانہ وار
جو کچھ مین آتا ہے بکا اُٹھتے ہین یہ کیا اور انکی بات کیا حضور اس بات کو گو مگو رہنے دین
فدوی سے اسکی تکرار مین اصرار نہ فرمائین کوئی نامناسب کلام ہے معرض گزارش مین لانا
خلاف مصلحت ہے بادشاہ اعراض گزارش وزیر سے برہم ہوکر نہایت مُصر ہوا جسکے
وزیر نے ایک پیرایہ تقریر دلپذیر مین پیام فقیر گوش گزار بادشاہ کیا از بسکہ سلطان
گرامی نہاد درویش دوست حلیم و مآل اندیش تھا اس پیام کو سُنکر نیست اُلا حوصلگی
قلندر عالی نژاد تحمل و تامل فرمایا اور درویش صفاکیش کو نہایت توقیر سے قریب بٹھا کر
حسب و نسب اُسکا دریافت کیا جب بیان قلندر و آثار شمائل و خصائل سے علو فطرت
و شرافت و عظمت خاندان و رفعت دودمان قریب عقل صواب اندیش بادشاہ
انصاف کیش پایا گیا تو بادشاہ نے نہایت ملاطفت و نرمی سے کہا کہ کیا مضائقہ ہے
کچھ یہ امر بعید و غریب نہین مگر ایسے امر کا بغیر تامل و تفکر یکایک اقرار نہین ہو سکتا
دو چار روز مین اسکا جواب باصواب تمکو دیا جاویگا یہ نوید جانفزا سُنکر قلندر کی جان نزار
جان آگئی شاد و شاد اپنے مقام پر واپس آیا تین چار روز بہزار وقت انتظار بسر کرکے

سرشار امید وآرزو دولتخانۂ شاہی مین پہونچا بطریق اول سلام کرکے بیٹھ گیا بروقت طلب
جواب سلطان نے وزیر سے علیحدہ مشورت کی اور کہا کہ چونکہ فقیر کو شرافت نسب وحسب
حاصل ہی اور گدا و شاہ مین ایک تعلق دنو وعلو ہی بھی یہ علاقہ میرے نزدیک درست ہونا
عین مصلحت ہی اور مین عزم بالجزم کرچکا ہون کہ اس فقیر روشن ضمیر کا سوال رو نکرونگا
وزیر نے اسکے خلاف عرض کرکے وجوہات مرتفعہ مخطورہ خاطر سلطانی کو بیان کرکے کہا حیف
کہ دختر ثریا رتبت شہنشاہ فلک منزلت اور گداے قلاش بینوا کی انیس خلوت بھلا کہان
فقیر کہان شاہ کشورگیر کیا نسبت کیا مناسبت کیونکر ہو کہ ایک گوہر شب چراغ کاشانہ
سلطنت ایک کلبۂ تیرہ وتار بینواے شکستہ حال کی شمع بزم آرزو ہو نہایت عجیب مستبعد ہی اور
ملوک اطراف سنکر کیسی حقارت سلطانی کرینگے کس کس طرح کے طعنے دینگے بڑی بدنامی ہو
غضب کی نافرجامی ہی بادشاہ اس ارادہ سے باز رہے ایسا کلمہ خلاف شان نہ کہے ملک
والاشکوہ حق پسند نے اگرچہ جواب معقول دیکر صلاح وزیر کی نقض کی فرمایا کہ اس امر مین
کچھ مضائقہ نہین بلکہ خوشنودی رب العالمین ہی کسلیے کہ گدا و بادشاہ سب بنی آدم ہین
وبموجب حدیث حضرت خیرالانام کل مومن اخوة باہم نسبت مساوات وبرادری رکھتے ہین
اسمین ادنی اعلے ایک ہین عارضی شوکت وحشمت زائلہ پر مغرور ومتکبر ہونا اور تفریق رتبت
ظاہری مین حق ناشناسی عقل سلیم کے خلاف ہی جو ہم سو قلندر دونون برابر ہین بلکہ
ازروے شرافت سب ہم سے برتر ہین کبھی اس منشاء سے نگذرونگا سواے اسکے مین نے وعدہ
اس بندہ خدا سے مستحکم کیا ہی بادشاہون کی زبان پر اعتماد ہوتا ہی کیونکر تخلف کرون
خیر جو ہو سو ہو اتنا اقرار پورا ہوگا پھر وزیر نے کار خیر مین نیش زنی کی اور کہا کہ اچھا
بادشاہ اپنے وعدہ کو سالم رہنے دے انکار نکرے مگر چندے صبر کرے مین ایک حکمت عملی سے
فقیر کو خود اس طلب سے باز رکھونگا بادشاہ نے کہا خیر یون ہو تو کچھ اندیشہ نہین پھر وزیر
نے فقیر کو الگ لیجا کر اول کلمات مسرت بخش سے خورسند کیا کہا کہ مبارک ہو تمنا تمھاری

ہم لباس اجابت ہوئی پادشاہ اس معاقدت پر راضی ہی مگر بالفعل ایک شرط پوری کرنی
ہوگی بعد اُسکے آپ اور ایوان و ملک و مال شاہی سے کرم نما و فیروز آکہ خانہ خانۂ نشست و
دختر شاہ سے کتخدا ہو جاؤگے مراد دلی پاؤگے اُسوقت قلندر آشفتہ سر نے خوش ہوکر وزیر سے
کہا کہ اگر ایسی شرط نیک انجام ہی تو بسم اللہ اُسکے بیان مین کیون دیر لگاتے ہو اور مجھکو اتنی
اوقات بھی و تدبیر اسباب مدعا سے کسلیے ناکام رکھتے ہو اگر شرط مین کوہ بیستون کی کاویدگی
ہو تو مین پلکون سے اس مہم کو سر کرونگا اور اگر دریاے مواج کی روک تھام پر ظہور اس امر
کا منحصر ہی تو جان و دل سے اُسکے بند و بست مین مصروف ہون بھلا وہ کونسی مشکل ہی
جو بمدد ہمت و عنایت کارساز حقیقی کے حل نہوگی بے تامل ابھی کہو وزیر نے فقیر کو ایسا
شناور محیط محبت پاکر ایک دانہ گوہر بے بہا جو یکتا و بے مثل تھا یا کہ معدن مین اُسکا نظیر
ممکن نتھا گنج خانۂ شاہی مین سے لاکر دکھایا اور کہا کہ بس اس دُرِ یگانہ کے نظیر لانے پر
نیل گوہر مقصود کا حصر ہی دیکھو یہ ایک گوہر شہوار بادشاہ کے پاس ہی اور دوسرے کے
ملنے پر شہزادی کے گوشوارہ کی تیاری منحصر ہی اگر کہین نہ کہین سے اس موتی کا جوڑا
لے آؤ تو شہزادی تمہاری زوجیت مین آجائیگی فقیر اُسیوقت بسم اللہ کرکے اُٹھا اور
وزیر سے کہا کہ ان شاء اللہ اب چند روز مین لیکر آیا یہ کہکر بنا بر طلب گوہر مقصود جادہ پیماے
منازل سفر سمت دریاے زخار ہوا آخر لب دریا پہونچکر اپنے کچکول گدائی کو جو بشکل کشتی
ہوتا ہی بار مین سے نکالکر اور اس خیال مین پُر ہوکر کہ تمام آب دریا کو اس پیالہ
کے ذریعہ سے نکالکر قعر محیط کو خالی کر دیجیے اور تہ دریا مین سے کوئی دُرِ یکدانہ
نکال لائیے دریا مین ڈالا اور پانی نکالنے لگا تا آنکہ صبح سے شام تک اسی شغل مین صرف
اوقات کی بلکہ کئی روز تک بے خور و خواب اس محنت مین مصروف رہا آخر بحکم خداے
لایزال حضرت خضر علیہ السلام گداے بالمقام فرخ فرجام کے پاس آئے اور کہا کہ
اے بندۂ خدا تیری محنت و محبت صادق و سعی واثق پر خداے عزوجل کو رحم آیا اور تیری مراد پوری کرنیکو

مجھے سمجھا ہی اب تو اپنا مطلب بیان کر کہ ابھی حکم خدا سے مقصد تیرا حاصل ہوا ادہم یہ نوید
جان بخش سنکر نہایت خوش ہوا اور سر گرمی کار سے تھوڑی دیر ٹھہر گیا بعد شکر و سپاس
قادر بیچون عرض کی کہ یا حضرت آپ مجھکو اپنے شغل سے کیون باز رکھتے ہین مجھے خوف ہے
کہ جسقدر میرا حرج ہوگا اُسیقدر حصول مقصد مین کوتاہی ہوگی مین نہین چاہتا کہ ایکدم
میرا اپنے جستجوے مطلوب بیکار جاوے حضرت خضر علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا کہ اے نادان
از خود رفتہ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ ایک قلزم زخار کیل و پیمانہ کے بھرنے سے خالی ہو جاوے
یہ حرکت محض باد بمشت پیمودن و امواج بحر بانگشت شمردن ہے اگر تمام عمر تجھکو اسی بیہودہ خیال
کرنے مین گذریگی تو بھی آب دریا کم نہوگا اس خیال سے باز آ اور اپنا مطلب کہ اُسکے
انجاح مین کوشش کیجاے اُسوقت ادہم نے اُس برگزیدہ جناب احدیت سے اپنی
سرگذشت من اولہ الی آخرہ بیان کی یہ ماجرا سنکر خضر علیہ السلام نے نہایت تشفی و تسلی
سے ارشاد کیا کہ بس یہی آرزو ہے مشکل ہے جسکے لیے تو اسقدر رنج عظیم اُٹھاتا ہے ذرا
دم لے اور تماشاے قدرت یزدانی کر کہ تیری تمنا سے زیادہ تجھکو گوہر یاب کراتا ہون
ہوئے ہین قلندر خوش ہوکر منتظر حصول مراد ہو بیٹھا اور حضرت ایک چشم زدن مین غائب
ہوگئے لمحہ گذرا تھا کہ دریاے مواج کی ایک جھال لبریز صدفہاے بیشمار سے آئی اور بہت سی
صدفہاے پر گوہر کنارہ پر آپڑین ساتھ اُسکے ایک ندائے غیبی آئی کہ اے غریق بحر اشتیاق
و طلب اس دولت خداداد سے جسقدر جی چاہے اپنے دامن مراد کو لبریز کر قلندر نے
دست تمنا کو پر گوہر مراد دیکھکر جناب باری مین سجدہ شکر ادا کیا اور صدفون کو اُٹھا کر جو
کھولا تو بارہ اصداف مین سے اتنے گوہر شاہوار بمقدار بیضہ کنجشک برآمد ہوئے کہ ہر ایک
ایسا تھا کہ جسکا مثل و نظیر معدن خیال تمنائی مین متصور ہونا محال ہے پھر فقیر سلطان نظیر
نے ان موتیون کو اپنی گلوہ بندی مین چھپا کر ناٹک لیا اور رشتا و مسافت بعیدہ کو با
طی کر کے بلخ مین آکر دم لیا نماز صبح بخشوع و خضوع ادا کی تھوڑی دیر اوراد و وظائف مین

تسبر کی سختی کے وقت بار عام سلطانی آ پہونچا تو حضرت کو ایکدم بھی توقف روا قیامت کے
برابر تھا سکوت و تامل کی جا نہ تھی فی الفور سپند وار بہ تجبر یک آتش بیقراری اپنی جا سے جست کر کے دوان دوان
بار عام سلطانی مین آ موجود ہوا اور بادشاہ کو سلام کر کے عرض کی کہ حسب وعدہ مین نے
اپنے کیسہ کو کر دکھایا یعنی ایک سفینہ مروارید عطیہ یزدانی مین سے ایک کی جا بارہ موتی بیش بہا
جو سلطانی گوہر سے آب و تاب مین صدگونہ برتر ہین اٹھا لایا ہون یہ وعدہ سے افزون لیجیے
اور اپنا عہد وفا کیجیے ساتھ اس بیان کے کلاہ مین سے گوہر بادشاہ کے سامنے ڈالدیے
بادشاہ اس بوالعجبی و توانائی قدرت ایزدی کا تماشا کر کے بے اختیار دم بخود ہو گیا حیران
کہ الٰہی یہ کیا سامان ہے جسکو تو عطا کرے بیدریغ عطا کرتا ہے بعد تحیر چند ساعت وزیر سے کہا
کہ اے سنکر اہل صفا اب کیا کہتا ہے فقیر پر تو خدا مہربان ہے جب وہ اپنے خزانہ مین سے ایسے
گوہر بیش بہا بخشدے تو ہمکو ایک شمع چراغ کاشانہ سلطانی کو اسکے سلک ازدواج مین
منسلک کرتے ہوئے کیا دریغ کرنا چاہیے اب مناسب بلکہ انسب یہی ہے کہ ہم اپنا وعدہ
وفا کرین اسلیے کہ اب کوئی عذر و حیلہ نہین ہو سکتا اور تو بھی اسی امر کو قابل صواب
سمجھے اسوقت وزیر ناخدا ترس نے پھر اس مرد خدا کے حق مین نیش زنی کی بادشاہ
سے کہا کہ حضور کو یہ خیال عام مد نظر ہوا ہے معاملہ شاہ و گدا کونسی شان سے درست
ہو سکتا ہے نہایت خلاف مصلحت ہے ایسے ارادے مین ہمیشہ بدنامی ہے بادشاہ کبھی بھول کر
ایسی ناپسندیدہ امر کا ارادہ نکرے بادشاہ نے کہا وزیر قباحت تخلف وعدہ مجھکو
عظمت و مقبولیت درویش صفا کیش سے بہت وحشت آتی ہے کہ میرے حق مین اسکی
دعاے بد کرنے سے مضرت عظیم پہونچے اور پشیمانی و ندامت بسیار عاید حال ہو پھر وزیر
عقرب خصال نیش زن ہوا اور کہا کہ جہانپناہ یہ محض توہمات نفسانی ہین حضور اس خیال سے
باز رہین اس کد و کاوش بیہودہ مین اپنی خاطر عالی کو بملالت آگین نہ فرمائین بس اب
مین لیے جاتا ہون درویش سے آپ کچھ گفتگو فقیر سے نکیجیے محل مین تشریف لیجایے

میں کچھہ نہ کچھہ جواب باصواب درویش ناصواب اندیش کو دے لونگا اور پھر اس سوال سے
اس عہدیدہ دہن کو مقطوع اللسان کرونگا بادشاہ اس تقریر وزیر سے ناچار ہو کر
داخل ایوان دولت ہو گیا معاملہ درویش وزیر پر مفوض ہوا اُسوقت وزیر نے فقیر کو
بیکس وبے یار پا کر نہایت تقریر وتخویف سے مخاطب کیا کہ اے نادان بے ادب یہ
گستاخ خیال تیری بساط اور لیاقت سے بعید از عبادت ہی بھلا تجھسے قلاش وکم معاش
بے حقیقت سے دختر بادشاہ جہانکی کیونکر منعقد ہو سکتی ہے یہ کبھی نہوگا بہتر یہ ہے کہ اپنی جان
کی خیر غنیمت سمجھکر یہاں سے اُٹھہ جا اور کسی گوشہ میں دم کو لیکر بیٹھہ رہ یہ بھی عین عدالت
سلطانی ہے کہ تجھکو ایسے نامناسب سوال پر بندگان شاہی نے سزاے گردن زدنی سے محفوظ رکھا
بس ابھی عین خیر ہے کہ اس بارگاہ سے نکلجا فقیر یہ ناخوش گفتار سنکر بہت آشفتہ ہوا اور کہا
کہ اے ظالم ناحق شناس زشت اساس خدا سے ڈر کلام کر کیا یاد نہیں کہ بادشاہ
اور تو نے خدا کے حاضر و ناظر کو اس وعدہ میں درمیان دیا تھا اگر تو خدا کو بھول گیا
تو معاذ اللہ خدا تو تیرے خلاف وعدگی پر اپنے انصاف کو نہیں بھولا وہ کہ قادر توانا
بڑا زبردست ہے تیرے دست تعدی کو اس ناتوان آزاری کا بدلا بات کرنے میں تو رُواسطے
تو کچھہ عجب نہیں بہتر یہی ہے کہ جس زبان سے جو کہا تھا وہی اقرار پورا کر وزیر اس بیباک
تقریر فقیر سے نہایت برہم وغضبناک ہوا جوش غضب میں چوبداران ناخوش سیرت
وصورت کو اشارہ زد وکوب فقیر کا کیا یہ نناس تو مردم ناشناسی پر آمادہ مردم آزاری
بیٹھے ہی بمجرد حکم زد وضرب درویش میں ہاتھہ پاؤں ہلانے لگے اور فقیر کو خوب مارپیٹ کر
دیوان سلطانی سے باہر نکال دیا اور پاسبانوں کو تاکید کی کہ درویش یہاں کبھی آنے پاے
آخر قلندر مایوس مغموم ہوکر نالان وگریان اپنے کلبۂ احزان میں وزیر وبادشاہ کی جان
کو صبر کرکے بیٹھہ گیا اور زار زار یاد یار میں رونے لگا آخر بمقتضاے شعر آتش سوزان نکند سنگ
آنچہ کند دود دل دردمند * فقیر ستمکش مجبور کی آہ پُر اثر کب اوپر جا سکتی تھی عاقبت ہوکر

حاصل روزگار شہریار پر گہہی پڑا اور سب سامان مسرت و نشاط سلطان کو جلا کر خاک سیاہ
اور جہان چشم پادشاہ مین تیرہ و تار کردیا یعنی اُدھر تو گدائے ناچار عاشق زار پر خدام
شاہی کے دست تعدی سے سوائے عذاب حرمان و ناکامی صدمہ آزار جسمانی گذرا اودھر
سطوت عشق نیرنگ نما کرشمہ نمائی سے دختر سلطان کو ناگہانی درد شکم ایسا عارض ہوا
کہ اُسکے صدمے سے چشم زدن مین طائر جان نازنین قفس عنصری سے پرواز کر گیا یکایک
اس سانحۂ جانگزا عبرت نما سے حرم شاہی مین فغان محشری کا سامان برپا ہو گیا
بادشاہ نے اس صدمے سے متغیر الحال ہو کر وزیر کو طلب کیا اور ہزار ملامت و نفرین
اسکو معاتب و مخاطب کیا کہ ای مردک بدکیش آخر تیری بدطینتی و نیش زنی ہمارے
حق مین زہر قاتل ہو گئی دیکھا تو نے کہ تغیر گرامی اوقات کی دل آزاری نے کیا رنگ دکھایا
ہمکو کیونکر خاک مین ملایا خیر اب تو رو بے سخن اپنا مجھکو نہ دکھا غرض بہرحال اُسی عالم
بدحالی مین سامان ناگزیر تجہیز و تکفین ہوا مہیا کر کے اُس ناز پروردۂ آغوش عظمت
و رتبت شاہی کو تا لب گور پہونچا کر سپرد مادر زمین کیا جس مقام پر کہ اُس چشم و چراغ
کاشانۂ دولت کو مدفون کیا گیا وہان بحکم شاہی سراپردہ اور قناتین نصب کی گئین
فرش شاہانہ بچھ گیا کنول روشن ہو گئے عود و عنبر جلنے لگا ایک جماعت قرآن خوانونکی
تلاوت قرآن مین مصروف ہو گئی اُس شب کو چراغان و قنادیل کی کثرت روشنی سے
دن کی تابانی ہویدا ہونے لگی اسیطرح پاسبان و نگاہبان بنا بر منع گذر ہیگانہ
گرداگرد خرگاہ و ماتمی بیٹھ گئے کہ آدمی تو کیا ہوا کو بیکایک گذر دشوار ہو گیا یہان تو یہ سامان تھا
اور اُدھر گدائے ماتمزدہ پہلے ہی دل آگاہ خبر رسان سے بیتاب و مضطرب تھا اُسپر صدائے
جان خراش قارع گوش ہو گئی جیتے جی مر گیا آخر تڑپ تڑپ کر دن کو شب تک پہونچایا
جب نصف شب ہوئی اور مشیت یزدانی نے چشم و گوش متعینان پاسبانی کو خون
غفلت خواب سنگین سے سی دیا تو عاشق ہوش و حواس باختہ گدال پھاوڑا لیے ہوئے

بدفن معشوقہ کے قریب آپہونچا اور غفلت پاسبانان از خود فراموش سے فرصت وقت پاکر
قبر دلدار پر آیا اور کندش لحد مین مصروف ہوا جب قبر کھودی تو نعش مطلوبہ کا صندوق
باضطراب و توانائی عشق زور فرما باہر نکال لایا اور ویسے پاؤن وہان سے لیکر اپنے
جھونپڑے مین لیگیا وہان لیجاکر چراغ روشن کرکے پیکر یار صندوق سے باہر نکالا اور
دیوار کے سہارے لگاکر بٹھادیا کمال شوق کی بیتابی سے نظارہ روے دلدار مین بجان و دل
مصروف ہوا تا آنکہ قریب ایک پہر کے اسی نظارہ حسرت و تماشاے سفر طے مین گذرا
ہوگا کہ قدرت خداے کارساز بندہ نواز سے محنت محبت صادق عاشق نے یہ رنگ
کامیابی دکھایا کہ قضارا ایک حکیم فلاطون منش کسی طرف سے بارادہ ملازمت سلطانی
وارد شہر ہونے کو اسوقت جو دروازہ قلعہ پر پہونچا یہان دروازہ بند تھا حکیم دیکھکر
حیران و درماندہ چہار طرف سہارا ٹھہرنے کا دیکھنے لگا چراغ کلبہ گدا کی روشنی جو ایک
طرف دیکھی تو حکیم نے غنیمت جانکر ادھر کی راہ لی جب قریب کلبہ فقیر آیا تو یہان فقیر بگمان
پاسبانان شاہی خوف مبادرت ناشایان سے گھبراکر کسی گوشہ مین جا چھپا اور حکیم وہ در
خانہ فقیر کو خالی پاکر بے تکلف اندر آیا یہان یہ ماجراے حیرت خیز دیکھکر قدرت خدا کی
اعجوبہ نمائی و حسن آرائی سے استعجاب کرکے ایک لمحہ تو ساکت و ششدر رہگیا پھر ایک طلعت
زیبا و صورت مہر فزا کو نقش دیوار بستہ بنظر غائر معاینہ کیا ساتھ ہی ترحم کے کچھ آثار تشخیص مرض
بھی دل مین سایہ انداز ہوئے اور اس جسد ظاہر مردہ کو حقیقۃً زندہ واقعی سمجھکر مشغول
تدبیر علاج ہوا یقین ہوگیا کہ اسکو سکتہ ہوگیا ہی اسوقت ایک نشتر جیب مین سے
نکالکر کسی مخصوص رگ کو کھولا چند قطرہ خون کے نکلتے ہی شہزادی نے خواب عدم سے
آنکھین کھولدین اور معالج بیگانہ کو ایک خانہ بیگانہ مین اپنا جلیس و انیس دیکھکر [illegible]
لیا اور کہا کہ اے شخص یہ کیا ماجرا ہے تو کون اور یہ کلبہ تنگ و تار کیسا اور مین کہان آگئی
حکیم نے واقعہ حیرت اثر کو واجب الاستفسار و لازم الاظہار جانکر جواب دیا کہ اے دختر نیک اختر

مجھے اس حال کی خبر نہین مین تو اپنے شہر سے اس شہر مین داخل ہونے کو آیا تھا اسوقت
دشہر تیرہ پایا یہان روشنی دیکھکر چلا آیا تو تجھکو اس حال مین مردہ سا دیکھکر مرض
بحکمت تشخیص کر کے معالج مرض ہوا خدا تعالےٰ نے تجھکو افاقہ مرض سے دیا اور تجھکو
خدا ے توانا نے صحیح و سالم کر دیا مین تو اسی قدر واقف ہون اب تو اپنی سرگذشت سے
مطلع کر یہان یہ حرف و حکایت درمیان تھی کہ ادہم نے دروازہ سے جھانک کر تماشا ے
قدرت خالق توانا کیا تو نقش مدعا کو درست پایا سبحان اللہ و جل جلالہ کرتا ہوا بیتاب
غایت مسرت و اشتیاق سے اندرون خانہ آیا اور حکیم لقمان سیرت فرشتہ صورت
کو مودبانہ سلام کر کے برابر حکیم کے بیٹھ گیا حکیم نے اس خانہ بدوش کو صاحب خانہ
جانکر استفسار حال کیا اُسوقت ادہم نے سن اول سے آخر تک تمام سرگذشت راست
راست بےکم و کاست بیان کی حکیم تھوڑی دیر متحیر ہو کر فقیر کی دلدہی و تشفی کرنے لگا
بعد اُسکے اُسی جلسہ مین مناکحت اُن دونون کی حسب تراضی طرفین کر دی صبح ہوئی
تو حکیم وہانسے شہر مین آیا اور یہ دونون وہین مقیم و مسکن گزین رہے آخر چند روز
بعد ایک طفل عالی گہر پاک سیرت نیکو سیرت صاحب جمال پیدا ہوا ابراہیم
نام رکھا جب کودک چند سال کا ہوا تو ادہم نے مکتب مین بٹھایا اور ہمہ تن تعلیم
یابی فرزند مین صرف ہمت کی اسیطرح ایک اور زمانہ بسر ہوا ایک روز بادشاہ
اُس مکتب کی طرف سے جہان ابراہیم پڑھتے تھے گذرنے لگا تو اطفال کو پڑھتے ہوئے
دیکھا بادشاہ نے حسب عادت مقررہ کہ ہر مکتب کے اطفال کو چھٹی دلوا دیتا تھا اور معلم کو
تبدیل نقود سے شاد کام کرتا تھا اس مکتب کے لڑکون کو بھی سامنے بلوا کر رہائی دی
جب ان کودکون مین ابراہیم آئے تو اُنکے ناصیہ جاہ و جلال و حسن و جمال سے بادشاہ
کو انوار سعادت و فرخی مشاہدہ ہوئے بے اختیار شفقت و محبت سلطانی جوش زن
ہوئی بادشاہ نے اُسیوقت اُن سلطان اقالیم فضائل کو گود مین اُٹھا لیا اور شکل و

شمائل مین مشابہ اپنی دختر سے دیکھکر خون کے جوش سے بہت پیار کیا اور معلم کو بلاکر بہت کچھ دیا اور حال طفل پوچھا اُسنے کہا مین اسقدر جانتا ہون کہ اسکا باپ ایک قلندر باعظمت صبح کو اپنے ساتھ یہان لاتا ہی شام کو وقت خلاصی اطفال آپ ہی آکر ساتھ لیجاتا ہی یہ سنکر بادشاہ نے ابراہیم کو اپنے گھوڑے پر بٹھاکر اپنے ایوان دولت کی طرف رخ کیا اور معلم سے کہا کہ جب فقیر پدر کودک آئے تو یہ حال کہکر اُسے ہمارے پاس بھیجد یجو معلم نے تعمیل حکم شاہی مین مجال سرتابی نہ دیکھی فرمان واجب الاذعان بجان ودل قبول کیا بادشاہ ابراہیم کو لیے ہوئے داخل محل ہوا اور اپنی زوجہ مادر دختر مُردہ کو دکھایا بانوے سلطان نے اُس صاحبزادے کی شکل وشمائل کو دیکھکر اپنی بیٹی سے ملتا ہوا پایا بے اختیار گلے سے لگایا نہایت شفقت مادری وپدری سے فرزند جگر بند کو اپنے پہلو مین جاگزین کیا ادھر جب معلم کے پاس قلندر وقت معہود پر آیا فرزند کو نہ پایا اسکے تفحص حال سے پہلے معلم نے کیفیت واقعہ بیان کی ادہم وقوف حال سے آگاہ ہوکر باطمینان تمام قصر بادشاہ عالیمقام کی طرف روانہ ہوئے اور حضور شاہ مین پہونچے اور بادشاہ کو اپنے فرزند کے ساتھ جلوہ آرائے مسند دولت پایا بنہایت پاس ادب بادشاہ کو سلام کرکے وہین ٹھہر گئے بادشاہ قلندر کو دیکھتے ہی پہچان گیا نہایت عظمت وتوقیر سے پاس بٹھاکر باعث حضوری پوچھا ادہم نے کہا کہ میرے دلبند کو آپ لے آئے ہین اسکے لینے کو آیا ہون مین ایک لحہ اسکی مفارقت گوارا نہین کرسکتا اور مجھسے بڑھکر اسکی والدہ اُسکی عاشق ہی اگر ایک ساعت اپنے وقت معین سے دیر لگجائے تو اسکے صدمۂ مہجوری مین اُسکی ہلاکت کا گمان ہی اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ اسکی مان کا نام ونشان کیا ہی ادہم نے دلیرانہ تمام حال بیان کیا پھر تو بادشاہ نے اس نوید سے جان تازہ پائی اور سعاً یہ بشارت روح افزا اپنی بی بی کو سنائی وہ سُنکر نہایت شادمان ہوئی اُسیوقت بیٹی سے ملنے پر آمادہ ومستعد ہوگئی آخر بادشاہ اور زوجۂ سلطان اور ابراہیم اور ادہم سب ایک حشم سے سرائے ادہم پر گئے

ادھر دختر شاہ بھی اپنے والدین کے دیدار کی مشتاق تھی ماں باپ سے ملتے ہی پہلے تو گریہ
شادی کا ہنگامہ گرم کیا اور پھر سب نے نہایت خوشحالی سے جناب عزاسمہ کا شکر جان بخشی
ادا کیا پھر بادشاہ وہاں سے مع دختر و داماد اپنے دولتکدہ میں آیا اور تمام عمدہ مال و متاع
سلطنت انھیں چشم و چراغ دودہ عظمت و جلالت کے واسطے مقرر کر دیا اور ناز و نعم سے انکی
پرورش کرنے لگا حضرت ادہم تو اپنی گلیم قلندری ہی پر ہزار سلطنت کا حظ اُٹھاتے تھے
کچھ تمول و تحشم دنیاوی پر ملتفت نہوئے اُسی لباس فقر میں رشک و قیصری و فغفوری سے
اور اپنے فقر کو ایک گوشہ اطمینان پر تنزئین ترقی دیتے رہے بادشاہ نے کہ سوا دختر کے اور
کوئی فرزند نہ رکھتا تھا اپنے نواسے کو بجاے فرزند صلبی مغتنم جانا اور اپنا ولیعہد کیا اُسی عالم میں
یہ پاک نہاد والا سرشت اپنی کاملیت فطرت و فطانت سے رسوم و قواعد حکمرانی و ملک داری
و معدلت شعاری اس طریقہ شایان پر ادا فرماتے تھے کہ اُس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتا
آخر بعد دور چند ایام بادشاہ نیک انجام نے عالم خاک ارائی سے رایت زندگانی اُٹھایا اور ملک
جاودانی میں قیام ابدی اختیار کیا بجاے بادشاہ مرحوم ابراہیم فرمان فرماے مملکت ہوئے
اپنے قوانین فرمانروائی کو نہایت خوبی سے انجام دیا مگر بمقتضاے "کل شئ یرجع الی اصلہ" اُس
بادشاہی ظاہری میں ضوابط اسم باطنی کو بدل و جان بطریقہ مستحسن ادا فرماتے تھے اکثر
اوقات ذکر و اشغال آلہی و تعظیم و تکریم درویشان کامل ہنگامہ خلوت و جلوت گرم کرتے تھے
بلکہ فرط رتبت شناسی نعمت فقر عارفان حق شناس کی کفش برداری و پابوسی اپنا شعار
فرمایا تھا بالآخرہ ایک روز یہ بادشاہ معرفت پناہ اپنے شبستان دولت میں بنہایت حصول
اسباب جمعیت تخت سلطنت پر خواب خوش فرما رہے تھے کہ ناگاہ بالاے سقف دولتسراے
کچھ کھٹکا پاؤں کی آہٹ کا زور سے معلوم ہوا اور اُس صدا سے متوحش ہے بادشاہ نے
بیدار ہو کر آواز دی کہ یہ کون شخص ہے سماگسینے جواب دیا کہ ہمارا ایک شتر جاتا رہا ہے
ڈھونڈھتے ہوئے یہاں آئے ہیں خواجہ دل آگاہ سلطان آگاہی پناہ نے کہا کہ اے

بیچیر ومعذور العقل بھلا کجا ایوان شاہی کا بام اور کہاں اشتر گم شدہ کی تلاش کوئی
عقل کی بات کرو چلو اپنا رستہ لو پھر جوئندہ باخبر نے یہ مختصر جواب باصواب بعزت نما دیا کہ
ای بیچیر نادان تو جو بادشاہی میں فقر و درویشی کا دم بھرتا ہی آزادی و حق جوئی کو بدنام
کرتا ہی اس سے بڑھکر نادانی و نافہمی کیا ہوگی کہاں بادشاہی اور کہاں گدائی تجھکو سرای
شاہی میں اونٹ کا آنا تو ایسا دشوار معلوم ہوا قدرت خدا سے یہ امر تو محال نہیں مگر یہ مشکل ہی
کہ تو شکوہ دولت میں باہمہ سرمستی عیش و عشرت و سرشاری خواب طالب خدا ہی
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پھر پوچھا کہ مالک خانہ کون ہی بادشاہ نے کہا
میں سلطان بلخ پھر پوچھا کہ تجھسے پہلے کون تھا بادشاہ نے کہا کہ فلان بادشاہ چند اہل
حکومت سابقہ کے نام بتانے کے بعد اُس ہادی غیب نے کہا ای بادشاہ غافل ظاہر ہی
کہ جب اگلون نے اپنی اپنی نوبت سے اس حکومت و مملکت کو یونہیں برتا اور چھوڑا تو تجھکو
بھی قیام نہیں ہی پھر کس اعتماد پر اپنے اس ملک و مال کو قرار دیتا ہی اور بادشاہی بلخ اپنے
منسوب کرتا ہی غرض تجھسے بڑھکر غافل و بیہوش کون ہوگا سلطان عارف نشان کو
یہ کلمات نہایت موثر و عبرت بخش معلوم ہوئے اور اُسی وقت سے خلع سلطنت کرکے
تلاش نعمت فقر میں جادہ نوردی صحرای لق و دق اختیار کی آخر قطع راہ کوہ و بیابان
کرتے ہوئے ایک چرواہے سے ملاقی ہوئے آپنے اپنا لباس اُسکی پوشش نمدے سے
بدل کر لیا اُس مقام سے سواد مرو میں آئے اور پھر وارد نیشاپور ہو کر ایک غار صحرا میں
سکونت اختیار کی وہان طریقہ ہیزم کشی میں اپنی قوت بسر کی اسطرح کرتے رہے
کہ نصف قیمت ہیزم میں اپنا گذارہ کرتے تھے اور نصف قیمت ساکین کو دیتے تھے
شہر میں آکر ہر جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے تھے اور پھر اُسی غار میں شب و روز
سکونت فرماتے تھے آخر وہان سے مکہ معظمہ میں آکر حج سے مشرف ہوئے وہین حضرت
قطب الواصلین خواجہ فضیل بن عیاض کی خدمت میں اکتساب ارادت و فقر و نعمت سے

سعادت کونین حاصل کرکے گوہر مقصود وصول وکمال سے کامیاب ہوئے نقل ہے
کہ قبل از ترک اسباب سلطنت آپ کے بعض اشیاے مملوکہ مثل انگشتری و تکمہ لعل و زر نگار
وغیرہ نے آپ سے کہا کہ اے بادشاہ تمکو تیرے دنیاوی کے لیے خدا نے نہین خلق کیا ہے بلکہ
امور معظم دینی آپ سے متعلق ہونگے اور ایسا ہی ایک آہوے صحرائی نے آپ سے کلام
کیا ایسی واردات سے آپ متحیر تھے تا آنکہ عالم فقر مین سب امور کا ظہور دیکھا نقل ہے کہ جب
حضرت نے ترک سلطنت کرکے ویرانہ نشینی اختیار کی تھی اُسی ایام مین ایک روز
ایک مقام پر آواز نوبت اپنے فرزندون کے نام پر بجتے ہوئے سنی آپ نے تحسر آ خیال کیا
کہ ایک روز یہی نوبت میرے نام پر بجتی تھی اب میرے فرزندون کے نام کی نوبت ہے
اُسی وقت بپاسداری خاطر خواجہ بحکم خداوند عالم طبقات افلاک پر بنام خواجہ نوبت
بجنے لگی خواجہ نے یہ آواز غیبی شکر انعام ایزدی کا شکر کیا نقل ہے کہ حضرت خواجہ برہان
ترک مملکت سیر کنان ایک چشمہ پر وارد ہوئے لب چشمہ پر ایک زاہد متوکل رہتا تھا
غیب سے اُسکے لیے ایک طبق طعام آتا تھا وہان خواجہ نے قیام کیا تمام روز مکالمت
ومجالست زاہد مین صرف کیا شام کو بطریقہ معہود زاہد کے لیے وہی مقررہ طبق آیا اور
سلطان کے واسطے دس طبق نعمات الوان کے آئے زاہد نے رشک سے جناب باری مین
عرض کی کہ خداوندا مجھ سے زاہد توکل گزین دیرین کے لیے تو وہی طبق معلوم اور چار دن کے
مہمان کے واسطے یہ کچھ سامان غیب سے ہدایت ہوئی کہ تو بسی حیثیت کا آدمی تھا اب
عالم توکل مین بھی وہی ملتا ہے اور یہ شخص ہمارے نام پر سلطنت کو چھوڑ بیٹھا ہے اسکی نسبت
تو یہ بھی کم سے کم ہے سوا اسکے ہمکو اپنے مخصوصون سے ایک راز و اسرار ہے اُسمین دوسرے
کو کیا دخل تجھکو اُسمین رشک کرنا محض اپنے حق مین بدانجامی ہے نقل ہے کہ حضرت
سلطنت چھوڑکر جو صحرا مین جاتے تھے ناگہان ایک روز ایک پیر مرد نورانی صورت
آپسے ملاقی ہوئے اور اسم اعظم جو کاشف اسرار ارضی و سماوی تھا آپ کو تعلیم کیا اُسکی برکت

خواجہ کو مکاشفۂ عظیم حاصل ہوا پھر حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ کے پاس آکر کہا کہ اے
ابراہیم خوشا نصیب کہ تجھکو میرے بھائی الیاس نے اسم اعظم بتایا تو اُسکی مداومت کر
سطالب حقیقت بالکل تجھکو منکشوف ہونگے نقل ہے کہ حضرت خواجہ ایکبار بازار سے ایک گٹھر
مین پشتارہ ہیزم سر پر لیے ہوئے کھڑے تھے اتفاقیہ کوئی شخص بلخی شناسا آپ کا ملا اور کہا
کہ اے ابراہیم سلطنت چھوڑ کے کیا پایا آپ نے بار ہیزم سر سے پھینک کر ہاتھ مارا دیکھا
تو تمام انبار طلائے خالص کا تھا پھر فرمایا کہ دیکھا نام شوم بلخ سے تو آج یہ راقوت حلال
بھی تلف ہوا اور یہ دولت نمایان ایک شمہ بدل ترک بلخ ہے بغور دیکھ کہ کہاں وہ حکومت
اور کہاں یہ نعمتہائے بیقیاس نقل ہے کہ ایک شب بحال سکونت غار بموسم سرمائے
شدید مین باشنائے خواب آپ کو احتلام ہوا اُسی وقت آپ اُٹھے اور ارادہ غسل مین چشمہ
یخ بستہ پر آئے برف کو توڑ کر اُس پانی سے غسل کیا اور نماز و اوراد ادا کیے مگر سردی سے
نوبت ہلاکت تھی دل مین مختور رہا کہ پوستین یا آتش ہوتی تو اسوقت کام آتی اسی
خیال مین آپ سو گئے سونے مین بحکم غیبی ایک اژدہا آپ کے جسم سے تمام لپٹ گیا اور
آپ کا جسم گرم ہو گیا بروقت بیداری یہ حال دیکھ کر جناب باری مین عرض کی کہ خداوندا
مجھکو سردی کی زحمت سے بوسیلہ پیچیدگی اژدہا بچایا اب اِس بلائے مہیب سے میرے
جسم کو نجات دے اُسی وقت اژدہا بدن شریف سے جدا ہو کر آپ کے قدمون پر سر ملکر
غائب ہو گیا نقل ہے کہ خواجہ اپنی قوت بسری گھاس بیچ کر فرماتے رہتے اُسی انبار کا دو کی قیمت
مین اپنا قوت کرتے اور فقرا کو دیتے دن کو روزہ رکھتے تمام شب عبادت و ریاضت مین بسر کرتے
خوابش فرماتے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کبھی رات کو نہین سوتے فرمایا کہ جو آشنا کی یاد مین ہر وقت
مصروف ہو اُسکو خواب سے کیا علاقہ مجھے تمام شب خدائے جلیل و جمیل کا خیال ہے
خواب و غفلت کا گذار چشم انتظار مین محال ہے نقل ہے کہ ایک دفعہ شیخ ابو سعید
ابو الخیر رح بہ نیت زیارت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کے قیام گاہ پر آئے اتفاقیہ حضرت اُس

زمانہ مین مکہ شریف کو گئے ہوئے تھے جب غار مین آپ رہتے تھے حضرت خواجہ ابوسعید کو
ایسی شمیم روح افزا و نکہت مشک آسا آئی کہ اُسکو سونگھکر حضرت خواجہ موصوف نے
درود پڑھکر فرمایا کہ یہ غار اگر انبار مشک و عنبر سے پاٹا جاتا تو بھی ایسی خوشبو نہ دیتا جیسا
اس جوانمرد کی تاثیر سکونت سے معطر ہے نقل ہے کہ حضرت خواجہ ایک دفعہ بیت المقدس
مین تھے وہانکے خادم کسی کو وہان شب باش ہونے دیتے تھے آپ ایک بوریے مین اُن
رہنے کے لیے لپٹ کر چھپ رہے سو کلان بیت شریف دروازہ کو قفل لگا کر چلے گئے
ناگہان خود بخود دروازہ کھلا اور ایک پیر مہر سیما چالیس متنفس بابرکت کے ساتھ مقام
مبارک مین آکر نماز ادا کرکے خود پشت بمحراب راست فرما کر بیٹھے اور ساتھ والون کو سامنے
بٹھا کر مشغول مکالمت و مخاطبت ہوئے جماعت مین سے کسی نے کہا کہ یہان آج کوئی مہمان ہے
پیر متبرک انفاس نے مسکرا کر کہا کہ ابراہیم بن ادہم ہے مگر چالیس روز سے عبادت کا
ذوق کما ینبغی اُسکو حاصل نہین یہ باتین سُنکر خواجہ بوریے سے نکلے اور پیر کو سلام کرکے کہا
جو کہا صحیح ہے مگر وجہ بے حلاوتی عبادت کی نہین معلوم ہوتی پیر نے فرمایا کہ ایک دن بصرہ مین
خرما فروش کا ایک خرما تیری خریداری کے وقت گر پڑا تھا تو نے مشتبہ جانکر اُٹھا رکھا ہے یہ
وجہ بے لطفی کی ہے خواجہ پیر روشن ضمیر سے یہ کلام سُنکر اُسی وقت جانب بصرہ روانہ ہوئے
اور خرما فروش سے ملکر معافی طلب کی اُسنے ماجرا پوچھکر بحل کیا مگر اس دینداری سے وہ
بھی آمادۂ اختیار راہ ہدایت ہوا تا آنکہ دوکانداری وغیرہ سے برکران ہوکر خواجہ کی مریدی
سے رتبۂ اعلیٰ پر فائز ہوا نقل ہے کہ ایک شخص خدمت مین آیا اُس سے آپ نے فرمایا کہ
تو ولی ہونا چاہتا ہے عرض کی زہے قسمت ارشاد کیا کہ دو سہارے دنیا و عقبیٰ کو سوائے یاد خدا
دل سے محو کر دے اور وجہ حلال سے قوت مقرر کر جسکو یہ منصب حاصل نہین کبھی ولی نہین ہوتا
نقل ہے کہ کسی نے آپ سے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت و وصیت فرمائیے فرمایا کہ بستہ کو کھول دے
اور بستہ کشادہ کو بند کر لے اُسنے عرض کی کہ مجھے یہ معنا معلوم نہ ہوا ارشاد کیا کہ کیسہ کو کھولدے

اور زبان کشادہ کو بند کر اور فرمایا کہ جبتک اہل و عیال کو بے وارث نہ خیال کرے اور شغل سنگ
خاک پر نہ سوئے کوئی طالب نیکمردون کی صف مین قابل نشست نہین نقل ہی کہ حضرت سے
کسینے پوچھا کہ کوئی شخص گرسنہ تہی دست ہوگیا کرے فرمایا تین روز تک صبر کرے اُسنے کہا
اگر تین روز تک قوت نہ میسر آئے تو کیا تدبیر فرمایا اسی طرح بمدارج ایام مہینہ بہر تک صبر کرے
پھر سائل نے کہا اگر صابر اسی صدمہ سے مرجائے تو خون بہا و دیت کسپر ہوگی فرمایا ہلاک
کرنیوالے پر نقل ہی کہ کسی شخص نے گرانی نرخ گوشت کی آپ سے شکایت کی فرمایا اگر
اب گران ہی تو ارزان کرنا سہل ہی کہا کیونکر فرمایا ایک لخت گوشت کہانا ترک کردو آپ ارزان
ہو جائیگا نقل ہی کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ مین نہایت آلودہ معاصی ہون
مجھے وصیتین ایسی فرمائیے کہ اُسپر اپنا تمسک و وثوق کرون ارشاد کیا کہ چھ نصیحتین میری
قبول کر پھر جو چاہے کر کچھ نقصان و عصیان نہین اول یہ کہ اُسکی نعمت نہ کہا اُسنے عرض
کی کہ کل نعمتین اُسی کی ہین ارشاد کیا کہ شرم کر کہ اُسکی نعمت کہائے اور نافرمانی اُسکی
کرے دوسرے یہ کہ اگر خطا کرے تو اُسکے ملک مین نکر اُسنے کہا روے زمین اُسی کا ملک ہی
اُس سے کہان بچکر جائے پھر فرمایا غضب ہی کہ اُسکی زمین پر مقیم ہو اور اُسی کا مطیع نہو
تیسرے یہ کہ جرم اُس سے پوشیدہ کر کہا کہ وہ حاضر و ناظر عالم الغیب ہی گناہ کیونکر چھپ
سکتا ہی فرمایا حیف کہ اُسکا بندہ خانہ پرور اور اُسکے سامنے مبادرت جرم و خطا کی کرے چوتھے
یہ کہ وقت ورود ملک الموت کے اتنی مہلت طلب کر کہ توبہ کرلے کہا کہ مہلت دشوار ہی
ارشاد ہوا کہ جب وقت مرگ مہلت وقت توبہ ناممکن ہی تو پہلے ہی کیون توبہ نکرلے
پانچوین یہ کہ جب قبر مین نکیرین کچھ پوچھنے آئین تو اُنکو پاس نہ آنے دے جواب دیا یہ غیر
ممکن فرمایا کہ پہلے ہی سے فکر جواب کر رکھ کہ اُسوقت عاجز نہو چھٹے یہ کہ جب روز حشر حکم دوزخ
ہو جائے تو وہان تو نہ جا اُسنے کہا حکم خدا کیونکر رد ہو ارشاد فرمایا کہ جب کسی چیز پر قدرت
نہین تو فکر رستگاری عاقبت کیون نہین کرتا اُسنے عرض کی کہ حضرت کی بات مین خوب سمجھا

کہ بغیر ان بلایات کے نجات مشکل ہے پھر اُسی وقت توبہ کرکے خدمت باسعادت مین مشرف رہنے لگا
نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قطب عالم با یک جماعت فقرا سیر کنان ایک حصار مین پہونچے
ہمراہیون کی عرض سے وہین شب باش ہوکر لکڑیان حصار کی توڑکر آگ جلائی زحمت
سرما کو آتش گرمی سے رفع کیا اور انھین لکڑیون مین روٹی پکائی اُسوقت حضرت
تو نماز مین مصروف تھے اور ہمراہی فکر خورش مین کسینے بحسرت کہا کاش کے گوشت ہوتا تو
کباب کرتے حضرت خواجہ نے بعد نماز کہا عجب نہین کہ قادر برحق تمہاری تمنا پوری کرے
چنانچہ فی الفور ایک شیر ژیان ایک گورخر تازہ و فربہ کو پکڑے ہوئے قریب سے گذرنے لگا
درویشون نے شیر پر حملہ کیا شیر اُس صید بیجان کو چھوڑکر بھاگا درویشون نے
یہ خورش غیبی پاکر بطور معلوم کباب کرکے باداے شکر رزاق مطلق تناول کی اور حضرت
تمام شب مشغول نماز و اوراد رہے نقل ہے کہ ایکبار خواجہ سفر مین کسی کنوئین پر پہونچے
اور ڈول کنوئین مین پانی نکالنے کو ڈالا کھینچا تو پر از سیم خام تھا آپ نے پھر کنوئین مین
ڈالدیا دوسری بار کھینچا تو زر خالص سے لبریز نکلا پھر کنوئین مین اولٹ کر ڈالا اُس دفعہ
موتیون سے بھرا ہوا نکلا پھر آپ نے ڈول اولٹا کرکے پانی کی طلب مین ڈالا اور کہا
کہ خداوندا یہ سامان مجھکو دکھانے نہین چاہیے مین نے تیری جستجو مین سب اپنا مال
و متاع بیشمار ترک کردیا مجھے اس دولت کی آرزو نہین البتہ پانی اسواسطے چاہتا ہون
کہ وضو کرکے تیری عبادت ادا کرون پھر جو ڈول کھینچا تو پانی سے پر نکلا آپ نے اُسی وقت
وضو کرکے نماز پڑھی اور شکر ادا کیا نقل ہے کہ خواجہ جب مکہ معظمہ مین آئے تو وزراے سلطنت
آپ کے ایک فرزند خردسال بدیع الجمال کو لیکر وہان آئے خواجہ نے دیدار پسر دیکھ کر شفقت
پدری سے زانو پر بٹھالیا اور بے اختیار پیار کرنے لگے اُسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے حبیب
بیٹے کی محبت مین ہماری محبت سے غافل ہوگیا یہ سنتے ہی چہرہ پر آثار تغیر نمایان ہوئے نہایت
عجز و الحاح سے دعا کی کہ الٰہی جسنے تیری یاد سے مجھکو باز رکھا ہو اُسے دنیا سے ناپید کر

اتفاقیہ لڑکا اُسی وقت جان بحق ہوگیا خواجہ نے بعد تکفین وتدفین نماز شکرانہ ادا کی نقل ہی
کہ بروقت ترک سلطنت حضرت بلخ سے آکر چند روز ریگ دجلہ پر قیام گزین ہوئے وہان
ارکین دولت تزک وحشم لیے ہوئے بنا بر طلب خواجہ آئے نہایت اصرار سے معاودت
بلخ کے لیے عرض کی آپ نے انکار کیا بعد اصرار وانکار طرفین کے آپ نے اپنی سوزن کہ جس سے
جامہ چاک چاک کو پیوند کرتے تھے دریا مین ڈالکر حضار سے فرمایا کہ اگر میری سوزن دریا
مین سے نکالدو تو پھر بلخ کو چلون لوگون نے بعد جد وکد بسیار بجز ناکامی کچھ نہ پایا اُسوقت
خواجہ نے کہا ای ماہیان دریا میری سوزن بحکم خدا لاؤ سعاً ایکہزار ماہی ایک ایک سوزن
طلا وغیرہ لیے ہوئے سطح دریا پر آگئین آپ نے انمین سے اپنی سوزن لیکر اورون کو رخصت
کیا اور لوگون سے کہا کہ یہ حکم تعلق بلخ مین کہان مین بادشاہی ودنیا وی سے بیزار ہون
تم جاؤ جسکو جی چاہے اپنا حاکم کرلو آخر سب آدمی نادم ومنفعل پھر آئے نقل ہی کہ
ایک روز معتصم بالله عباسی نے خدمت مین آکر پوچھا کہ یا حضرت کیا پیشہ آپکا ہی فرمایا
دنیا اہل دنیا وعقبیٰ طالبان آخرت کے لیے چھوڑی مین نے یہان تو ذکر خدا اختیار کیا ہی
اور وہان لقاے ایزدی مدنظر رکھی ہی پھر کسینے پوچھا آپ کا پیشہ کیا ہی ارشاد کیا کہ کارکنان
حق کو پیشہ سے کیا بحث ہی نقل ہی کہ حضرت کبھی چار زانو نہ بیٹھتے تھے کسینے باعث پوچھا
فرمایا کہ ایک روز چار زانو بیٹھے ہوئے آواز غیب سُنی کہ ای ابراہیم آقا کے سامنے خادم وغلام
یون نہین بیٹھتے ہین مین نے اُسی وقت اس نشست غیر مؤدب سے توبہ کی نقل ہی کہ
ایک روز حضرت اور شقیق بلخی متفق بیٹھے تھے ایک فقیر باکرامت آیا آپ نے اُس سے پوچھا
کہ معاش کیونکر میسر کرتا ہی کہا کہ ملگیا تو شکر کرتا ہون اور نہین تو صبر آپ نے فرمایا کہ عادت
کلاب بھی ایسی ہی ہی پھر یہی سوال شقیق بلخی سے کیا اُسنے جواب دیا کہ جو کچھ حاصل ہوتا ہی تو
اُسے تقسیم کردیتا ہون ورنہ صبوری اختیار کرتا ہون آپ نے خوش ہوکر شقیق پر غایت لطف و
شفقت فرمائی اور کہا کہ شاباش مردان خدا کا یہی کام ہی نقل ہی کہ ایک دن کسینے آپ سے پوچھا کہ

کہ تم کس کے بندے ہو اول خوف سے تھرا کر گر پڑے اور پھر یہ آیت پڑھی ان کل من فی السموات والارض الا آتی الرحمن عبدا پھر سعید نے کہا کہ خواجہ پہلے ہی کیون نہ جواب دیا فرمایا کہ اس خوف سے تامل تھا کہ انکار عبدیت خدا تعالیٰ کرون تو نعوذ باللہ ترک ایمان کرون اور اگر بندہ اُسکا بتاؤن تو حق بندگی آدا کہان سے ادا کرون نقل ہی کہ ایک دفعہ خواجہ علیہ الرحمۃ نے عبور دریا کی کشتی طلب کی ملاح نے کرایہ کشتی مانگا آپ نے تھیلہ ریتی مین ریگ دریا پر ہاتھ مارا زر خالص ہو گئی اُس مین سے کشتیبان کو کچھ دیکر عبور دریا کشتی مین کیا نقل ہی کہ حضرت خواجہ کے تین خلیفہ تھے خواجہ حذیفہ المرعشی خواجہ شفیق المرعشی خواجہ رفیق البلخی رحمۃ اللہ علیہم اور آپ آخر زمانہ مین کسی مقام معین پر نہ ٹھہرے نظر خلائق سے مخفی رہتے کوئی بغداد مین کوئی شام مین قیام آپ کا بتاتا ہی اصح یہ ہی کہ مقبرہ حضرت لوط علیہ السلام مین جاکر ایک غار مین چندے قیام کیا اور وہین وفات پائی بعد وفات خواجہ غیب سے آواز آئی کہ الا ان امام الارض قد مات یعنی امام زمین مرگیا لوگ اس صدائے ہولناک سے متحیر ہوئے جب خبر وفات خواجہ معلوم ہوئی تو ندائے غیبی کا معما کھلا آپ نے ۱۶۲ھ مین چھبیسوین جمادی الاول کو رحلت فرمائی ہی چنانچہ تاریخ

وفات اُس سلطان معرفت کی یہ ہی امام اصفیا بود ۲۸۰

بیان حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی نور اللہ مرقدہ

یہ حضرت خلیفہ خاص حضرت سلطان ابراہیم ادہم کے ہین بڑا کامل اور صاحب ولایت وکرامت ملک الاولیا امام الفقرا کاشف رموز حقیقت ماہر نکات معرفت مست بادۂ جام صمدی سرتاج زمرۂ محمدی تھے اور مشائخ کبار زمانہ سے تھے لقب آپ کا سدید الدین ہی اور خرقۂ فقر وارادت کا حضرت سلطان ابراہیم سے حاصل کیا تھا آپ عالم علم ظاہری اور باطنی کے تھے اکثر علوم مین کتب تصنیف فرمائی ہین اور ہمیشہ آپ باوضو رہتے تھے بعد افطار تین چار لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے کہ غذائے درویش ذکر لا الہ الا اللہ ہی

ارشاد کرتے کہ جو شخص کسی فقیر کو صاحب حال دیکھے چاہیے کہ اُسکے پاس نہ بیٹھے اور جو فقیر سیر
ہو کر کھانا کھاوے وہ فقیر نہیں خام ہے اور بندۂ شکم ہے اور خود پرست ہے اور دنیادار ہے اگرچہ
لوگ ایسے شخص کو اپنا معتقد کرین مگر با اینہمہ بھی اُسکی صحبت سے اعراض کرنا چاہیے نقل ہے
کہ ایک روز خواجہ نے عالم رویا مین حضرت سرور کائنات صلعم کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے خواجہ
تجھکو راہبر درکار ہے جا اور سلطان ابراہیم ادہم کو مقتدا کر آپ علی الصباح سلطان الاولیا کے
پاس گئے حضرت مراقبہ مین بیٹھے تھے از روے کشف یہ امر دریافت کرکے بہت تعظیم و تکریم
سے پیش آئے اور معانقہ کیا اور فرمایا کہ اے خلیفہ خاطر جمع رکھ کہ انشاءاللہ تعالے عنقریب تو
اپنے مقصد کو پہونچیگا اُسوقت آپنے شرف ارادت سے مشرف فرمایا اور گوشہ نشینی کی اجازت
دی آخر خواجہ نے عزلت قبول کی اور رات دن ذکر خدا مین مشغول رہتے اور چھ مہینے تک پیر کی
خدمت مین رہے اور اس مدت مین چھ بار افطار کیا گویا یکماہ کا ایک روزہ تھا جب قطب السالکین
ابراہیم ادہم نے یہ ریاضت اور مجاہدہ ملاحظہ فرمایا تو الحمدللہ زبان پر لائے اور کہا کہ جو کچھ
فقیر کو چاہیے وہ مین خلیفہ مین دیکھتا ہون اُسوقت جناب باریتعالے سے دعا کی کہ الٰہی روز بروز
اسکی ترقی کر اور بندہ خاص اپنا کر اور زمرۂ درویشان مین رتبہ اسکا عالی کر اللہ تعالے
نے دعا حضرت کی قبول فرمائی اور چند مدت مین خواجہ منصب درویشی پر فائز ہوے
تھے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے خرقہ عنایت کیا اور اپنی جگہ پر خلیفہ مقرر کیا اور اجازت دی کہ
خلق کو ہدایت اور ارشاد سے مشرف کر اور دین محمدی صلعم کو رونق ترقی دے کہ دنیا کو اور
اہل دنیا کو دنیا سے متنفر ہو اور خود تو بھی دنیا سے بچنا کہ یہ دام بلا کا ہے اور مرشدون کے
طریق پر قائم رہنا اور خوب سمجھنا کہ دنیا راہزن مردان راہ کی ہے اور جو کوئی راہ خدا اختیار کرے
وہ خدا کی طرف رجوع ہو اور مرد وہی ہے کہ دنیا سے اپنے کو بچا وے اور اہل دنیا کو
پاس نہ آنے دے اور انسے ہرگز ملاقات نکرے اور اگر اچانک کسی دنیادار سے دوچار ہو جاوے
تو استغفار کرے اور گریہ وزاری کرے اور مرشدون کو شفیع گردانے اور اہل دنیا سے

مثل تیر از کمان بھاگے نقل ہے کہ آپ سات برس کی عمر مین قاری ہفت قرات ہو گئے تھے
اور ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے اور ہمیشہ درویشون کی خدمت کیا کرتے اور انکی
رضا جوئی مین مشغول رہتے اور ہر شخص انکے واسطے دعا کرتا تھا اور آپنے خواجہ فضیل بن عیاض سے
بھی ملاقات کی ہے اور خواجہ بایزید بسطامی سے بھی ملے ہین اور ان دونون صاحبون نے
آپکے بارہ مین دعا کی ہے اور فرمایا ہے کہ حذیفہ نہایت بزرگ ہوگا اور اُس سے بہت آدمی
منزل مقصود کو پہونچینگے اور سولہ برس کی عمر مین علم باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے اور شریعت
اور طریقت و معرفت کو ترتیب کامل دی ہے پوشش آپکی کمبل تھی اور ہمیشہ تضرع و زاری
مین رہا کرتے یہانتک کہ لوگ دریافت کرتے کہ اے خواجہ اسقدر گریہ کسواسطے ہے تو آپ فرماتے
کہ کچھ نہ پوچھو کہ مین کسواسطے گریہ و زاری کرتا ہون اگر تمہارے اللہ تعالے گوش شنوا اور ہوش
بینا دیوے تو تم مجھسے زیادہ گریہ و زاری کرو دیکھو اپنی اصل کو کہ تم کون ہو آخر ایک مالک کے
بندہ ہو اور مالک نے تمکو واسطے اپنی بندگی کے پیدا کیا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
پس جب واسطے عبادت کے پیدا ہونا ثابت ہوا تو انسان کو چاہیے کہ سوائے عبادت کے
دوسرا کام نکرے اور یہان عبادت برائے نام ہے اور دوسرے کام مین مشغولی تام پھر اپنے
مالک کو کیا جواب دینگے اور اگر فرض کرو کہ انسان نے تمام عمر عبادت کی تو حق سبحانہ تعالے پر
کیا احسان کیا اور اگر عبادت مین کوتاہی کی تو سراسر ظلم ہے لائق سزا ہے اور فرمایا کہ مجھکو
یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مین کون سے فرقہ مین ہون اور انجام میرا کیا ہوگا یہ کہکر نعرہ مارا
یہانتک کہ بیہوش ہو گئے جسوقت ہوش آیا اُسوقت آواز غیب سے آئی کہ اے خواجہ
مین تجھکو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تجھکو درویشون مین منتخب کیا ہے
قیامت مین حضرت محبوب رب العالمین کے ساتھ تجھکو داخل جنت کرونگا اُسوقت
تین سو کافر محفل مین موجود تھے سب اسلام لائے نقل ہے کہ جب حضرت روضۂ
منورہ حضرت رسول مقبول صلعم پر پہونچے جمال مبارک حضور بچشم ظاہر ملاحظہ کیا اور ہر وقت

دیدار فائز انوار کے دید کی تمنا میں عرض کرتے کہ یا رسول اللہ مجھکو اسی طرح دیدار سے
مشرف فرمایا کیجیے اور روتے اور کہتے کہ اے حبیب ربانی مجھے خوف ہے کہ مبادا دوزخ میں جاؤن
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مت ڈر دانہ رکھ تو ہمراہ میرے جنت میں جاویگا اور جو کوئی تجھسے
وسیلہ رکھے وہ بھی فردوس میں داخل ہوگا نقل ہے کہ آپ ہمیشہ فقرا سے محبت رکھتے اور
اہل دنیا سے نفرت کرتے اور فرماتے کہ اگر میرا اثر تیر ہو تو فہو المراد اور انکا اثر صحبت مجھکو
سم ہے نقل ہے کہ جو شخص تارک دنیا ہوکر بارادہ مریدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو
آپ اول چالیس روز اس شخص سے نہ ملتے بعد چالیس دن کے اپنی خدمت میں بلاکر
فرماتے کہ اے ولی اللہ آ اور معلوم کر کہ جملہ انبیا فقیر ہوئے ہین اور حضرت احمد مجتبے سلطان دوسرا
نے بھی الفقر فخری فرمایا کر فقیری کو دوست رکھا ہے نقل ہے کہ حضرت حذیفہ جو از زبان
سے فرماتے تھے وہی ظہور میں آتا تھا چنانچہ ایکبار چند فرومایہ نابکار آپکی محفل میں آکر
خواجہ سے گستاخانہ کہنے لگے کہ ہم تمہارے شغل و ذکر میں خارج ہونگے ورنہ کوئی کرشمہ
ربانی ہمکو دکھاؤ کہ اسکی کیفیت میں مسرور و محظوظ ہوکر ہم تمہاری درویشی و کاملی کو تسلیم
کرین آپنے اُنکا جواب نہ دیا اسی طرح مصروف سجق ہے اسی حال میں ایک نالائق نے
آپ کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا اسوقت آپنے مجبور ہوکر تین بار آہ آہ کی اور اسی تلفظ کے ساتھ
ایک شعلۂ آتش دہن مبارک سے نکل کر صاعقہ وار ان اشرار کے خرمن ہستی میں جا لپٹا
اور اس زمرۂ وخیم العاقبت کو ایکدم میں جلاکر خاک سیاہ کر دیا نقل ہے کہ حضرت حذیفہ
سفر و حضر میں اپنے پیر قدسی ضمیر کی خدمت سے کبھی جدا نہوتے تھے اور آپ عالم تجرید میں رہے ہین
کوئی زوجہ نہین کی اور قول مبارک ہے اذا جاءنی رجل قال واللہ الذی لا الہ الا ہو
یا حذیفہ ما عملک عمل من یؤمن بیوم الحساب فاقول لہ یا ہذا الا تکفر من یمینک فانک قد حنثت اور یہ
آپ کا قول ہے ایاکم یا ہذا الفجار والسفہاء فانکم اذا قتلتموہ ما ظلموا ایاکم خشیتم بفعلہم نقل ہے کہ ستر برس تک
آپ اپنے مقام سجود و رکوع سے کہین جنبش نہین کی کبھی اعتکاف خانہ سے قدم باہر نہین رکھا اور اس عرصہ

جو حاجی حرمین شریفین آپکے پاس آتے تھے وہ آپ سے کہتے تھے کہ یا خواجہ ہمنے کعبۃ اللہ شریف
و بیت المقدس مین آپ کو مشغول طواف و مصروف اعتکاف دیکھا تھا نقل ہے کہ حضرت
قطب العالم ابراہیم ادہم نے دو سو باون سنہ ہجریہ مقدسہ مین جہان فانی سے روضۂ عقبا
کو رحلت فرمائی مؤلف کتاب نے تاریخ وفات قطب الزمان لکھی ہے ٢٥٢ نقل ہے کہ بعد رحلت
حضرت ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہٗ کے ناصر الطریقت و وارث الشریعت حجۃ العارفین
برہان الواصلین شمع شائقان صبح صادقان یکہ تاز عرصہ مجاہدہ سرافراز ناظرین تقرب گاہ
مشاہدہ صاحب عظمت و کرامت فائق فائقان دین و ملت کشاف غوامض علوم
باطنی و ظاہری حضرت قطب الزمان شیخنا ہبیرۃ البصری قدس اللہ سرہٗ سجادہ طراز
خانوادہ باعز و امتیاز ہوئے آپ کا لقب امین الدین ہے علما و اولیا و مشائخ مین آپنے
علم امتیاز بلند کیا تھا اور معرفت یزدانی کو بوجہ اتم حاصل فرمایا تھا زمرۂ فقرا مین منیع الدرجہ
و رفیع المنزلت ہین حضرت قطب المحققین خواجہ حذیفۃ المرعشی سے خرقۂ فقر حاصل کیا تھا
نقل ہے کہ عمر مبارک آپکی ایکسو بیس برس کی ہوئی تھی بملاحت فطرت و خوبی جبلت
سترہ برس کی عمر مین دانش و خرد وافی سے بہرۂ کافی حاصل کیا تھا چند سال مین
کلام مجید حفظ فرمایا ایک روز مین دو کلام مجید ختم کرتے تھے کبھی وضو آپکا بجز ضروری
حاجات کے نہ ٹوٹتا تھا قبل اس سے کہ آپ مرید ہون تیس برس ذکر حق مین صرف کیے
اور نہایت مجاہدہ و ریاضت نفس سے اوقات گرامی کو گرامی رکھا ایک روز نہایت
مایوسانہ و محزونانہ زار زار روتے تھے اور بغایت عجز کہتے تھے کہ خداوندا ہبیرہ عاجز
و بیکس نہایت گنہگار و شرمسار ہے تیرے عشق و محبت مین سوختہ اور تیری یاد مین شکستہ
تیری رحمت پر چشم امید دوختہ ہے تو عفو کر اور اسکو اپنے ترحم و ستاری سے بخش دے
اسی حال رجوع و خشوع مین ایک آواز غیب جان نواز پیدا ہوئی کہ اے ہبیرہ دلتنگ
و مایوس نہو ہمنے تجھکو بخشا تجھکو مناسب ہے کہ حذیفہ کے پاس جاکر ارادت و ہدایت

حاصل کر حضرت ہبیرہ مژدہ جانفزا سنکر شاد شاد خدمت حضرت حذیفہ مین آئے حضرت
حذیفہ نے انکی بہت تعظیم و توقیر کی اور کمال مہربانی سے فرمایا ای ہبیرہ تیس برس کا شغل و ذکر
تمھارا سب مقبول و منظور جناب باری ہوا وہی مجاہدہ و ریاضت غایت تاثیر سے روز
ہزار مجاہدہ و مشاہدہ ہوا پھر آپ ایک ہفتہ مین ببرکت حصول ارادت حضرت حذیفہ منزل
تقرب یزدانی پر فائز ہوئے بعد ایک برس کے خرقہ خلافت زیب بر و دوش ارادت کیا
پھر حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ای ہبیرہ اس خرقہ درویشی کی آبرو یہی ہے کہ تم اپنے پیران با صفا
کی عادات و خصائل مین صرف اوقات کرو کہ بہت جلد فائز مقصد اعلی ہو اور وقت تشریف
ارادت کے ندائے غیب سامعہ نواز حضرت ہبیرہ ہوئی کہ ای ہبیرہ شاد ہو کہ ہمنے تجھکو اپنے
مقبولون سے کیا ہے جب آپ نے خرقہ پہنا تمام شکر و ثنا سے کام و زبان تر کیا اور آپکا
سینے تمام عالم کے اشیا کا معائنہ فرماتے تھے نقل ہے کہ حضرت قطب المجتہدین ہبیرہ بصری
فرماتے تھے کہ جسوقت مین نے خرقہ پہنا ارواح طیبہ حضرت پیغمبر خدا صلعم و دیگر بزرگان دین
وہان حاضر موجود تھین ہر ایک مجھکو دعاے خیر دیتے تھے اور مین خوف خدا سے گریان
و لرزان تھا اور کہتا تھا کہ الٰہی درویشی عجب مہم سخت و معاملہ نازک ہے دیکھیے کیونکر عہدہ برآ
ہوتا ہون آج جو خرقہ فقر پہنا ہے ایسا ہو کہ کل بروز قیامت فقرا سے شرمندہ ہون
نقل ہے کہ آپ پانچ چھ روز بعد روزہ افطار کرتے تھے اور آپکی کثرت گریہ و زاری و ریاضت
شاقہ سے لوگون کو خوف ہلاکت خواجہ تھا شدت گریہ مین بعض اوقات خون آنکھون سے
روان ہوتا تھا نقل ہے کہ حضرت جناب باری مین بنہایت گریہ و زاری عرض کرتے
تھے کہ الٰہی ہبیرہ بیچارہ اور بے سرمایہ ہے ایسا نہو کہ تو اس سے حساب خورو نوش لے پھر
کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس محاسبہ مطالبے سے نجات پائے مگر تو محض فضل و کرم سے دستگیری کر
آواز غیب آئی کہ ای ہبیرہ ہمنے تجھکو بخشا ہے بخشدیا اور جنت علیین مین تیرا مقام ہے آپکو وہ نسبت
کامل و ترقی منزلت حاصل ہوئی کہ جو کوئی آپسے بیعت کرتا ایک مرتبہ اعلی پر فائز ہو جاتا اور نعمت وافر پاتا

جو جسکا مقصود ہوتا آپکی برکت دعا سے حاصل ہوتا نقل ہی کہ حضرت خواجہ غایت
احتیاط سے کبھی اہل دنیا سے موانست و موافقت نکرتے خورو نوش انکے یہان کا استعمال
مین نہ لاتے کبھی انکے گھر نہ جاتے حتے کہ ان لوگون کی صورت بھی نہ دیکھتے آپ کا یہ مقولہ تھا
کہ مالدار آدمیون کا طعام حکم زہر قاتل رکھتا ہی دل کو تیرہ روشنائی باطن کو زائل کرتا ہی
شب بیداری سے ہمیشہ آپکو سروکار تھا رات بھر طاعت و عبادت مین مشغول رہتے درویشون
اور مسکینون کے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتے تھے وجہ حلال پر قوت بسری کا انحصار تھا اوپر ان
غطام کی طرح تین چار لقمہ سے زیادہ طعام تناول نہ فرماتے آپ فرماتے تھے کہ درویش
کو یگانگی خدا و بیگانگی ماسوا چاہیے اور آپ کسی کی مدح و ذم سے زبان الہام ترجمان کو
ملوث نکرتے تھے ہمیشہ یاد خدا سے تعلق اور خیال دنیا و مافیہا سے تفارق رکھتے تھے نقل ہی
کہ ایک روز کوئی ذی مقدور نہایت خلوص دل سے خواجہ قدسی منزل کی خدمت مین ہزار
دینار لاکر ملتمس قبول ہوا آپ اُس مرد دنیادار اہل دل کو دیکھکر خوف سے بیہوش ہوگئے حاضرین نے
بعالم بیہوشی آپ کے منہہ پر پانی چھڑکا تو غش سے افاقہ ہوا مگر جب بھی رنگ رخ متغیر تھا
لوگون نے باعث تغیر حال پوچھا تو بیان فرمایا کہ جس غریب طالب محبوب جویاے مطلوب کے سامنے
کوئی شئی نامرغوب مانع حصول مطلوب آئے تو وہ خیال ناکامی سے اُس بال جان کو دیکھ
کیونکر نہ ڈر جائے کسطرح ہوش نہ کھو بیٹھے بلکہ ایسے وقت ایسا شخص مرجائے تو کیا عجب ہی
درویش کو زر و سیم سے کیا علاقہ کون سی نسبت ہاں فقر و فاقہ و بینوائی شکستگی سے تعلق چاہیے
اور بے برگی دنیا وہی برگ نواے گدایان خدا ہو تو فقیری و درویشی کا کیا لگاؤ ہی فقیر وہی ہی
کہ سواے فقر کے کسی شئے کا سرمایہ نہ رکھے ورنہ سزاوار فقیری نہین پھر فرمایا کہ اعوذ باللہ
من الدنیا و اہل الدنیا و من الشیطان الرجیم وفات آپکی ساتوین شوال کو ہوئی سنہ رحلت اقدس معلوم نہوا

بیان حضرت خواجہ علو ممشاد قدس سرہ

بعد آپکے مسند آراے فقر و ارادت خرقہ پیراے عقیدت و معرفت حضرت شیخ المشائخ نضارت بخش

حدیقہ عرفان نزہت افزاے گلستان شناسائی یزدان دستگیر درماندگان کوے توحید
پایمرد عرصہ گاہ تجرید و تفرید شمس الفقرا بدر العرفا ستودہ صفات رفیع الدرجات عاشق صادق
عارف فائق تشریف یافتہ بزرگی و برتری حضرت قطب الاقطاب خواجہ علو ممشاد دینوری
قدس سرہ العزیز ہوئے مشاہدہ و مکاشفہ و مجاہدہ کو آپکی ذات عالی سے والائی و برتری
حاصل ہوئی تھی یہ حضرت بہت نامی گرامی واقف اسرار و منتخب ابرار حافظ قرآن و مقرب
یزدان تھے لقب آپ کا کریم الدین ہے حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری سے خرقہ ارادت حاصل
ہوا تھا اور مشائخ عراق و بزرگان عصر سے مثل شیخ جنید و رویم و نوری وغیرہم کے ہم صحبت
رہے تھے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اتفاق مجالست ہوتا تھا آپکو علوم
ظاہری و باطنی و کشف و کرامت سے سرمایہ کثیر جناب رب قدیر سے ملا تھا اور جملہ بزرگان عصر سے
آپکو خلافت حاصل ہوئی تھی اور اس سلسلہ مین بھی صاحب سلسلہ ہوئے ہین چار واسطہ
سے سلسلہ آپ تک پہونچا ہے اسکی یہ تفصیل ہے خواجہ علو ممشاد دینوری نے حضرت شیخ عبد اللہ
خفیف سے خلافت پائی وہ شیخ محمد رویم کے خلیفہ اور وہ شیخ جنید بغدادی کے اور وہ شیخ
سری سقطی کے وہ شیخ معروف کرخی کے وہ حضرت امام علی رضا کے وہ حضرت امام موسی
کاظم کے وہ حضرت امام محمد باقر کے اور وہ حضرت امام زین العابدین کے وہ حضرت علی
مرتضے اسد اللہ الغالب کے اور وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ و وصی تھے یہ
سلسلہ اس صحبت پر ختم ہوتا ہے علاوہ ازین ان خواجہ با اوقات گرامی صفات نے اکثر
درویشون سے ملک نعمتین پائین قبل زمانہ مریدی تیس برس تک ریاضت و عبادات کی
تھی اور یہ حال تھا کہ اکثر ساتوین دن روزہ افطار کرتے اور نہایت خشکی وہ حین مین ایک جرعہ
پانی یا ایک تمر پر اکتفا کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے یا زمانہ طفلی مین بھی ہر روز روزہ رکھتے
منقول ہے کہ حضرت ابتدائے حال مین تونگر و صاحب سرمایہ کثیر تھے جب صحبت یزدانی
سے بازین دل و صفا منزل ہوئی جملہ مال و متاع صرف راہ خدا کرکے متوکل ہو بیٹھے کوئی شے اپنی

یعنی ساعت مین بجز دل و جان الفت تو امان نہ رکھی یہانتک کہ ایک روز کا آزوقہ بھی نہ رکھا اور
رو بقبلہ جناب باری مین عرض کی کہ یارب مجھکو سواے تیرے اور کسی سے سروکار نہین
اور کچھ نہین چاہیے اہل و عیال میرے تیرے بندے ہین انکی خبرگیری تیرے حوالہ ہی تو اُنکے
رزق کا کفیل ہی مجھے کیا فکر ہی ہنوز یہ کلام خوش انجام زبان پر تھا کہ نداے غیب کے سننے سے
شاد کام ہوئے کہ اے علو تو میرا ہی تو نے مجھپر سہارا کیا تیرے عیال کا مین کفیل حال ہون
خاطر جمع رکھ اپنی راہ پر چلا چل حضرت علو ممشاد اس جان نواز کلام سے شاد کام ہوکر
نظر بجناب عز اسمہ کرکے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اُس مقام متبرک مین گوشۂ اعتکاف مین
بیٹھکر مشغول طاعت و عبادت ہوئے ایک روز مشغول عبادت تھے کہ ایک شخص خوان
سر پر رکھے پیش روے خواجہ آیا اور سلام کیا خواجہ نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا لایا ہی جواب
دیا کہ مین مردمان غیب مین سے ہون حکم خدا سے تمھارے اطفال و عیال کے لیے یہ نعمت
خداداد لایا ہون اور تمکو پیام خدا یہ ہی کہ تم نہایت اطمینان سے ہماری یاد مین ہمہ تن
مصروف رہو تیرے متعلقون کا رزق ہمنے نعمتہاے غیب سے بنہایت وسعت و کثرت
مقرر فرما دیا ہی حضرت شکر باری عز اسمہ مین تر زبان ہوئے اور زیادہ پہلے سے مصروف
عبادت و ریاضت ہوئے اور فقر و فاقہ مین نہایت خوشی سے بسر کرتے لباس پیوند و خستہ
وکہنہ پہنکر صرف اوقات کرتے رہتے اور آپ خوف خدا سے بدرجۂ غایت لرزان و گریان
شدت گریہ سے بیہوش ہوکر دیر مین ہشیار ہوتے اسی بیہوشی و ہوشیاری مین اکثر حضرت
خضر علیہ السلام خواجہ کے پاس آکر جلیس صحبت ہوتے اور ہنگامہ مکالمت حق گرم رہتا
ایک روز خواجہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا حضرت مین خوف خدا بہت
کرتا ہون اور آتش عشق حقیقی مین اپنا دل و جان جلاتا رہتا ہون آخر میرا انجام کیا ہوگا
اور یہ آثار بیم و ترس مجھپر ایسے کیون طاری ہوتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اے علو تیرا انجام نہایت
بخیر ہی تو اہل اللہ مین سے ہی جسپر خداے کریم کی نظر مہر و محبت ہوتی ہی اسکو اپنی جلال و عظمت کا ترس عطا کرتا ہی

اور اپنے دام الفت مین مبتلا فرماتا ہی یہ صورتین خوش طالعی و نیک بختی کے معانی کی جلوہ
دکھاتی ہین مگر اب چاہیے کہ کسی کامل فقیر سے بیعت کر خواجہ نے کہا کہ ایسا درویش خدا رسیدہ
کہان ہی اگر ملے تو اسکی خدمت مین جاؤن اور کچھ نعمت پاؤن حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا
کہ اس عصر مین کامل عصر ہبیرۃ البصری ہی جس پر اسکی نظر پڑتی ہی منظور انظار و ماہر اسرار ہو جاتا ہی
تو بھی اسی طرف رجوع کر خواجہ علو ممشاد خدمت حضرت ہبیرۃ البصری مین آئے زمین خدمت
کو بوسہ دیا حضرت ہبیرہ نے فرمایا کہ ای علو خداوند عالم ہر روز تیری ترقی و علو مرتبت کرے تیرا
مرتبہ نزد خدائے عزوجل اعلی ہی اور مین نے جناب الٰہی مین استدعا کی ہی کہ تو میری جا پر
سجادہ نشین ہو اور لوگون کو تجھسے استفاضہ ہو پس مریدی خواجہ علو کو حال دنیا و دین منکشف
ہونے لگا حضرت ہبیرہ نے خواجہ سے خطاب کیا کہ ای علو ابھی علو رتبت تیرا ترقی پائیگا یہ ابتدائی
رتبہ مشاہدہ منقوش لوح محفوظ پر منتہا ہی اور مرقوم ہی کہ جب حضرت ہبیرہ جانب عرش دیکھتے
تو دل مین اثر درد پیدا ہوتا اور آہ کر کے کہتے کہ ہبیرہ طلب خدا مین عرش و کرسی کو دیکھتا ہی
نقل ہی کہ جب حضرت علو ممشاد نے چندے خدمت حضرت ہبیرہ مین مجاہدت اور ریاضت
نفس اوقات بسر کی تو ایک روز حضرت ہبیرہ نے خطاب فرمایا کہ ای علو اب مقصد تیرا حاصل ہوا
تیرا کام تکمیل کو پہونچا اب اپنے مقام کو جا اور خواجہ کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ یا رب علو کو مقام
اعلائے فقر پر فائز کر بمجرد استماع ارشاد مبارک خواجہ علو پر بیہوشی طاری ہو گئی پھر
ہوش مین آئے پھر بیہوش ہو گئے بعد اسکے پھر ہوشیار ہوئے یہانتک کہ چالیس مرتبہ
یہی حال طاری ہوا بعد ازان حضرت ہبیرہ نے لعاب دہن اپنا خواجہ کو چٹایا جب خواجہ
ہوش درست ہوئے تو پھر روشنضمیر نے فرمایا کہ ای علو تو نے اس عالم مین اپنے مقصود
و مطلوب کو معائنہ کیا خواجہ نے مودبانہ جواب دیا کہ مین نے ایک عمر صرف مجاہدہ و مراقبہ کی
مگر یہ جلوہ جو ایکدم مین یہان دیکھا کبھی نہ دیکھا اسوقت حضرت ہبیرہ نے اپنی کملی جو
سینہ بسینہ درویشون سے ابتک پہونچی تھی خواجہ علو کو اوڑھائی اور اپنا سجادہ نشین کیا

خواجہ علو نے پھر کبھی کوئی کام بجز حکم پیر کے نہین کیا نقل ہے کہ جب کوئی بارادہ مریدی آتا
تو پہلے حضرت مراقبہ کرتے اگر بشارت ہوتی تو اشارت ارادت فرماتے ورنہ مرید نکرتے
مرید آپکا اول روز ہی بہ برکت تصرف خواجہ عرش سے ثری تک معاینہ حالات کرتا اور
خواجہ بجز وقت قیلولہ کبھی نہ سوتے اور چارپائی پر نہ آرام کرتے ہمیشہ ذکر حق و تلاوت
کلام مجید مین مصروف رہتے اور آپ صاحب سماع تھے اکثر مجلس سماع ترتیب دیتے
آغاز محفل مین قرآن شریف پڑھتے اور قرآن پر خاتمہ مجلس ہوتا ایک روز عالم رویا مین
حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواجہ کو ہوئی عرض کی کہ یا حبیب اللہ
آپکو سماع سے کیا بالکل انکار ہے فرمایا ما انکرہ ولیشئے یعنی ایک صورت سے بالکل سماع سے پرہیز
نہین پس چاہیے کہ ابتداے مجلس قرآن مجید سے اور اسی کلام متبرک پر مجلس اختتام پاوے
چنانچہ اسی دن سے یہ طریقہ ترتیب مجلس سماع کا جاری ہے نقل ہے کہ ایک روز ایک
جماعت بقصد بت پرستی کہین جاتی تھی راہ مین خواجہ کی نظر مبارک پڑی فرمایا کہ اے
منکران نعمت خدا تمکو غیر خدا و معبود کی پرستاری سے شرم نہین آتی دیکھو اور راہ راست
پر آؤ آپکے کلام مبارک سے ان لوگون نے ایسا اثر پایا کہ زمرۂ منکرین اپنے عزم فاسد سے
باز رہے اور حضرت کی خدمت مین آکر مشرف باسلام ہوئے ڈھائی سو آدمی تھے ان سب نے
بعد مشرفی اسلام ارکان وضوابط دین متین سیکھے پھر خواجہ نے انکے حق مین دعا کی کہ یا رب
یہ تیرے بندے قصوروار تیری جناب مین عاجزانہ و نادمانہ حاضر ہوئے ہین انکو اپنی
رحمت وسیع سے خوشحال فرما ندائے غیب آئی کہ اے علو جو دعا انکے حق مین تو کریگا مستجاب ہوگی
خواجہ نے دعا کی اسکی برکت سے کل جماعت کو کشف اسرار ہونے لگا اور چند روز مین ہر ایک
فائز الحقیقت وکامل الطریقت ہوگیا نقل ہے کہ ایک شخص خواجہ کے پاس آیا
اور کہا کہ میرے حق مین دعا کر خواجہ نے فرمایا کہ خدا سے جا کر کہہ کہ الٰہی تجھکو دعاے ممشاد کی
کچھ حاجت نہین اسنے کہا کہ خدا سے کہان ملون فرمایا جہان تو نہو اس جا لقی نظر سے

حسب الارشاد خواجہ ممشاد عزلت گزینی اختیار کی اور اپنی خودی کو یاد خدا مین سلب کیا آخر
فائز المرتبت ہوگئے ملاقات خواجہ کے لیے آیا خواجہ اُسکے لینے کو ایک جماعت کثیر کے ساتھ
تا لب آب گئے دیکھا کہ وہ مرد خدا سجادہ سطح آب پر بچھائے ہوئے اطمینان سے بیٹھا ہوا آتا ہے
ناظرین اس مشاہدہ سے متعجب تھے خواجہ نے خطاب کیا کہ یہ کیا صورت ہے جواب دیا کہ جو
کچھ ہے آپ ہی کی توجہ سے ہے سب آپ پر ظاہر و باہر ہے اور سب آپکی برکت دعا کا اثر ہے
کہ کسی سے مجھکو احتیاج و خوف مضرت نہین نقل ہے کہ حضرت خواجہ اکثر عُرس بزرگان
طریقت کی محفل منعقد کرکے سماع سنتے اور اُس محفل مین طعام کثیر فقیر و امیر کو یکسان
تقسیم کرتے کسی نے پوچھا کہ یا خواجہ آپ سماع کو جائز رکھتے ہین یہ کیا راز ہے فرمایا کہ یہ
اسرار معرض گفتار مین نہین آسکتا مگر حضرت رسالت پناہ صلعم اور اسد اللہ کرم اللہ وجہہ
اور پیران عظام نے کسی طور پر سنا ہے مین بھی اتباع مقتدایان اعظم کرتا ہون اور سماع
اسرار ایزدی مین سے ہے ہر شخص اسکے سننے کا ظرف نہین رکھتا اگر اسکی کیفیت کسی پہ
مکشوف ہو تو ایک لمحہ اس ذوق سے غافل نہو اہل ظواہر یہ جانتے ہین کہ نغمہ و سرود
قوالان خوش آہنگ پر سامعان حقیقت رس وجد کرتے ہین واقع مین نظر انکی والا
نظرون کی اور کہین ہے صدائے و نوائے قدس کی روح فزائی سے کیفیت یاب و
پر مذاق ہوتے ہین نقل ہے کہ حضرت خواجہ نے اپنی عمر مین کوئی چیز دن کو کھائی نہین
زمانہ شیرخوارگی مین رات کو دودھ پیتے دن کو نہ پیتے الغرض تمام عمر صائم رہے کسی
بزرگ نے آپکی شان مین شعر لکھا ہے شعر ہو الذی قد صائم ایامہ * من مہدہ حتی
زمان رفادہ * نقل ہے کہ حضرت کا قول تھا کہ خدائے عالم نے عارف کے سر مین
ایک آئینہ رکھدیا ہے جب معاینہ کرے جلوۂ یزدانی نظر آئے آپکا فرمودہ ہے کہ جو شخص
دوستان خدا کی دوستی کا منکر ہو کم سے کم عذاب اُسکا یہ ہے کہ ہرگز اُسکو وہ ندیوین
جو وہ رکھتا تھا آپ نے فرمایا ہے کہ فراغت کے یہ معنی ہین کہ اہل دنیا کے مطلوبات

وستعملات سے دلکو پاک رکھے اور فرماتے ہین توکل اُسے کہتے ہین کہ جس چیز کی نفس خواہش
کرے اُس سے اعراض کیا جاوے مقولہ آپکا ہی کہ جمع اُسکا نام ہی کہ خلق کو توحید مین جمع کرے
اور جو متفرقہ کہ شریعت سے معلوم ہو اسکو اسی مین مستغرق کرے اور حکیمون نے بدولت
خاموشی حکمت حاصل کی ہی۔ اور فرمایا تصوف ایک صفائی اسرار ہی اور موافق رضائے خدا
عمل کرنا اسکا مدار ہی اور فرمایا تصوف مستغنی رہنا اور بیکار وبیہودہ چیزون سے احتراز کرنا ہی
اور فرمودہ مبارک ہی ادب مرید محترم و معظم رکھنا بزرگان طریقت اور خدمتگزاری یاران
باصداقت و ترک اسباب دنیا اور اپنے آپکو پابند آداب شریعت رکھنا ہی۔ آپکا قول ہی
کہ چالیس برس سے مجھکو بہشت و نعمائے بہشت بنظر منظوری دکھاتے ہین مین اُسپر
مفت بھی توجہ نہین کرتا نقل ہی کہ ابو عامر شاگرد و مرید خواجہ ایک روز خدمت بابرکت
مین حاضر تھے کہ ناگہان ایک جوان آیا اور خواجہ سے بنا بر مہمانی چند اصحاب التماس کیا آپنے
فرمایا کہ تو صوفیان معظم کو گھر لیجا کر تکلیف دیا چاہتا ہی یہ نہوگا ہر چند اُسنے مبالغہ و اصرار کیا
لیکن منظور نہوا بعد روانگی جوان حضار نے پوچھا کہ بخلاف عادت آج آپنے رد التماس
امیدوار کیا ہی مصلحت کیا ہی آپنے فرمایا کہ یہ شخص سرمایہ دینار رکھتا تھا اب بے بضاعت
ہوگیا اب پھر اُسی کے حصول کے لیے مردان خدا کو کھانا کھلاتا ہی کہ شاید اس بذل نفقات
کی برکت سے پھر خوشحال ہوجائے اور یہ محال جسقدر یہ دنیا کو طلب کرتا ہی اُتنی ہی دنیا
اُس سے بھاگتی ہی نقل ہی کہ ایکدن خواجہ دولتسرا سے باہر نکلے تو ایک کتا بھونکا حضرت نے
لا اِلٰہ الا اللہ فرمایا کتا فی الفور مرگیا نقل ہی شیخ عبد اللہ الطاقی سے کہ مین نے زبانی محمد ابن
حنیف کے سُنا کہ مین نے ایک روز خواجہ ممشاد کو دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوئے جانب آسمان
ہاتھ اُٹھائے کہتے ہین کہ یارب القلوب القلوب اسی ہنگام عرض مین آسمان نیچے اُترا اور
قریب سر خواجہ آکر پھٹگیا اور خواجہ اُس شگاف آسمان مین چلے گئے نقل ہی کہ وقت انتقال
خواجہ ایک شخص نے کہا کہ خواجہ لا اِلٰہ الا اللہ زبان سے کہو خواجہ نے دیوار کی طرف رخ پھیر کر کہا

کہ خداوند میں نے اپنے آپکو بالکل تیری طاعت میں فانی کر دیا کیا اسکی خبر ابھی ہے کہ جو اسنے دیکھا اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ خواجہ اتنی عبادت و طاعت پر جو آپنے ختم سے کیا معاملہ فرمایا ارشاد کیا جنت باستر نعمت جاپہنچا ہے میں نے میرے سامنے موجود ہے میں نے اسکو نہیں دیکھا اور ایک شخص نے پوچھا کہ یا خواجہ دل کا کیا حال ہے جواب دیا کہ تیس برس سے دل کھو دیا ہے ابتک نہیں پایا جیسا کہ اور اہل اللہ نے دل کو گم کرکے نشان نہیں پایا میں کیا حال دل بتاؤں اور کیونکر پاؤں نقل ہے کہ حضرت ممشاد دینوری خلیفہ رکھتے تھے خواجہ ابو اسحاق شامی اور ابو عاصم اور شیخ احمد اسود دینوری کہ یہ صاحب سلسلہ سہروردیہ میں نقل ہے کہ چہاردہم محرم الحرام دو سو ننانوے کو حضرت علو ممشاد جہان سے تسلیم ہوئے مولف نے تاریخ وفات الہام ربانی لکھی ہے

بیان حضرت خواجہ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہے کہ بعد حضرت علو ممشاد کے وسادہ طریقت مستقیم پر حضرت شیخ الشیوخ قطب الاقطاب اکمل الکاملین زاہد متمکن عابد متدین مقتدائے اہل ولا پیشوائے اتقیا رکن ابدال قطب اہل کمال و صاحب حقائق کشاف دقائق بحر امواج اسرار الٰہی حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب جلوس فرمایا یہ حضرت صاحب کشف و کرامات و مستند اولیائے با اوقات تھے اپنے وقت کے مشائخ میں ممتاز اور مجالست رجال الغیب سے خلوت پرداز تھے لقب آپکا شریف الدین ہے ملاقات خلائق و اغنیا سے وحشت صحبت فقرا و صلحا سے دل خوش تھے فقر و ارادت میں یگانہ آفاق طاعت و عبادت میں یکہ و طاق تھے خرقہ فقر حضرت قطب الکاملین خواجہ علو ممشاد سے پایا تھا آپکی مدح میں کسی نے چند شعر کہے ہیں اشعار وبہ اقتدے اہل چشت و شیوخہم ☩ کل ولی اللہ فی سیلادہ ☩ منہم ابو اسحق اکبر شیخہم ☩ طولہا من شیخ اطوادہ ☩ اضحی ہذا الدین یقوہ ☩ لا بعد موت النہج فی معبادہ ☩ نقل ہے کہ آپ فرط مجاہدت سے چھٹے ساتویں دن روزہ افطار کرتے فرماتے تھے کہ جو لذت گرسنگی میں پائی ہے کسی چیز میں نہیں ملی جب افطار کرتے تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ فرماتے

مُرید ہوتے وقت چالیس روز استخارہ کیا آخر آواز آئی کہ ای ابو اسحاق ہمارے مخلص خاص کا
مُرید ہو یہ سُنکر خواجہ ابو اسحاق حضرت مرشد آفاق علو ممشاد کے پاس بارادہ بیعت حاضر
ہوئے اور قدمبوسی کی حضرت علو ممشاد نے اُس پاک نژاد کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مین نے
یہ دعا کی ہے کہ تو درویش کامل ہو اور نیز فرزند و مرید تیرے سب کامل ہون پھر مُرید کرکے
خلوت مین اجازت نشست دی ارشاد کیا کہ فقر و فاقہ و ریاضت و مجاہدہ نفس اختیار کر
خداوند عالم کا ذکر و فکر ہر وقت دل و زبان پر متمکن رکھ بحسب ارشاد حضرت خواجہ
سات برس تک خدمت پیر روشن ضمیر مین مصروف عبادت و ریاضت رہے چنانچہ
سات سات روز دن کے بعد یعنی اکیسوین دن ایک پارہ نان اور ایک چلو پانی سے
افطار کرتے تھے اسی ریاضت سے حضرت علو ممشاد کو بندا سے ہاتف معلوم ہوا کہ ابو اسحاق
کامل کار و تمام عیار ہوگیا مرتبہ اعلےٰ پر پہونچ گیا اب اپنا خرقہ زیب بدن مرید خاص کرکے
اپنی جا پر بٹھاؤ اور تم ہماری بارگاہ مین حاضر ہو اُسوقت خواجہ علو ممشاد نے اُس عالی
نہاد کو خرقہ ارادت سپرد فرمایا اور اپنے سجادہ پر بٹھایا اُسی حال مین آواز غیب آئی کہ ای
ابو اسحاق تو مقبول ہمارا ہوا چنانچہ ایسا ہی جلوہ شہود مین پھر آیا اور اکثر لوگون کو انکی
برکت ارشادت سے منزل وصول پر وصول ملا اور آپ ہی سے آغاز سلسلہ اہل چشت کا
ظہور مین آیا چنانچہ یہ خاندان عالی آپ کے بعد سے بلقب چشت ملقب ہوا اُسکی تصریح
یہ ہے کہ جب خواجہ اپنے پیر عدیم النظیر کی خدمت مین بمقام بغداد پہونچے تو پیر روشن ضمیر نے
نام پوچھا آپ نے جواب دیا کہ ابو اسحاق چشتی مجکو کہتے ہین اُسوقت مرشد کامل نے فرمایا کہ
تم خواجہ چشت ہو اور اہل چشت تمھارے قدوم کی برکت سے مشرف باسلام ہونگے بعد
ازان خواجہ ہر وقت نسبت خلافت اپنے پیر سے رخصت لیکر اور مع حشم و خدم اسی ہنگام
مع چار بزرگ باعظمت داخل چشت ہوئے چنانچہ دو صاحب انہین کے ایک حضرت
خواجہ احمد ابدال دوسرے حضرت ناصر الدین خواجہ یوسف تھے یہ پانچون اولیاء پاکرات

باہمدگر سلوک سے سلسلۂ ارادت یکدیگر مستحکم و مضبوط کرتے رہے بعد ایک کے دوسرے صاحب
درجہ بدرجہ قائم مقام یکدیگر ہوئے ہر شخص کے بہت مرید و خلیفہ ہوئے اور یہ صاحب
مشہور بخواجگان چشت ہوئے اور اسی نام سے نامزد کیے گئے جو کوئی انسے ارادت و بیعت
حاصل کرتا چشتی کہلاتا نقل ہے کہ حضرت ابو اسحاق صاحب سماع تھے اور سماع کو بہت
پسند رکھتے اور کوئی متشرع و متورع آپ پر مجال اعتراض نہ رکھتا تھا کوئی نہ کہہ سکتا تھا
کہ سماع کیون سنتے ہو حاضرین مجلس برکت اجلاس مبارک سے کیفیت و وجد و ذوق کا ثمر
اُٹھاتے بلکہ بعد شراکت مجلس حضور کوئی شخص آلودہ معصیت نہوتا اور تاثیر مجلس سے
در و دیوار جنبش کرکے متواجد ہوتے جو مریض کہ شریک جلسہ ہوتا صحیح و سالم ہو جاتا اہل
دنیادار اُس محفل خاص مین یارائے دخل نہ پاتے اگر آجاتا کوئی اہل دنیا حاضر مجلس ہوتا
بفیض تاثیر قدوم اقدس ترک دنیا کرکے داخل حلقۂ ارادتمندان بانسبت ہو جاتا
کسی شخص نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کی مجلس مین امتناع اہل دنیا کیون ہے فرمایا کہ اہل دنیا
کثیف الطبع ہین و اہل معرفت تارک دنیا لطیف القلب پاک نژاد پس اجتماع
ضدین بے محل و محال ہے اور سماع کے استماع کے لیے اجتماع برادران متحد الطبع شرط
ہے الفقرا کنفس واحد اس معنی پر دال ہے پس یہ سب درویش یکدل و یک نفس فراہم
ہوتے ہین اور تمام زمرہ متوجہ بحق ہوتا ہے اور ہر ایک بذوق سماع طالب دیدار دوست
مین جان کھپاتا ہے اور سماع سے ہر ایک پر کشف اسرار جلوہ دکھاتا ہے اور ہر ارباب سماع
روشن ضمیر ہوتے ہین پس ایسے پاکیزہ مجمع مین اور خلل اندازونکا کیا کام ہے اور جب
حضرت مجلس سماع مقرر کرتے تو دو تین روز پہلے اصحاب مجلس یاران سماع کو مطلع
کرتے اور قوالون کو توفیق توبہ پر موفق کرتے اور خود طی کا روزہ رکھتے نقل ہے کہ ایک
سال قحط باران بشدت ہوا تمام خلائق گھبرائی بادشاہ و اکابر ائمہ عصر خدمت خواجہ
بطلب استمداد فتح الباب آئے اور نہایت لجاجت کی حضرت خواجہ نے اسوقت قوالونکا

طلب کیا اور مجلس سماع ترتیب دی مگر بادشاہ کو داخل محفل نہونے دیا آخر سلطان نے بوساطت
فقرا گذارش کیا کہ بشرط اجازت مین بھی حاضر جلسہ سماع ہون آپنے جواب دیا کہ اگر تم شریک
محفل ہوگے تو اثر سماع مفقود ہو جائیگا اور تلف مقصود ہوگا بارش نہوگی مناسب یہ ہے
کہ سلطان اپنے مقام پر منتظر عنایت ایزدی بیٹھا رہے دیکھے کہ پردۂ غیب سے کیا
رحمت ہوتی ہے خدا چاہے تو خاطر خواہ نزول باران رحمت ہو آخر بادشاہ منتظر رحمت
الٰہی حسب الارشاد شیخ کے مکان پر جا بیٹھا اور ادھر گرمی مجلس مین شیخ کو شدت وجد سے
گریہ شدید لاحق ہوا ناگہان ایک ابر مدرار سطح ہوا پر قایم ہو کر ایسا برسنے لگا کہ کشت
آرزوے تشنہ لبان مایوسی دم بھر مین سیراب و پرآب ہوگئی اور تمام خلق مطمئن و آسودہ
دل ہو کر تر زبان توجہ خواجہ مستجاب الدعوات ہوئی دوسرے دن اکثر مردمان شہر و خلیفہ
وقت حاضر مجلس خواجہ ہوئے خواجہ اسوقت شدت سے رونے لگے اور جملہ حضار ہمراہ
شیخ عالی وقار اشکبار ہوئے اور عرض کیا کہ یا خواجہ باعث گریہ وزاری کیا ہے آپنے فرمایا
مین اس خوف سے گریان ہون کہ خدا جانے مین کس گناہ کے عقوبت مین گرفتار ہون
کہ بادشاہ وقت بار بار میری مجلس مین آتا ہے اور مجکو صحبت فقرا و صلحا سے یکسو کرتا ہے
پس مین خوفناک ہون کہ مبادا میرا حشر اہل دول کے ساتھ ہو یہ کہکر نعرہ کیا اور بیہوش
ہوگئے جب ہوشیار ہوئے تو یہ کلمات فرمائے اللہم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی
فی زمرۃ المساکین یعنی خداوندا مین مسکین و اہل عسرت کو دوست رکھتا ہون میرا حشر
بھی اسی زمرہ مین ہو یہ حال دیکھکر خلیفہ روتا ہوا نادم و خاسر مجلس سے اٹھ کر اپنے مکان
کو روانہ ہوا نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ کسی اہل دنیا کو دیکھتے معاً زبان پر لاتے کہ اتوب
من کل المعاصی والمناہی نقل ہے کہ جب خواجہ کسی سفر کو جاتے چشم زدن مین کیسا ہی
مقام دور و دراز ہوتا پہونچ جاتے خداے عالم نے عجب عظمت و کرامت حضرت خواجہ کو
عنایت فرمائی تھی کہ جسکا ایک شمہ بیان نہین ہو سکتا نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ با برکت

چودھوین ربیع الثانی کو جہان فانی سے رحلت فرماے عالم روحانی ہوئے مرقد مبارک آپکا
ملک شام کے کسی شہر مین ہی اور مشہور ہی کہ آپ کے مزار پر ہر شام کو مِن جانب غیبی چراغ روشن
رہتا ہی اور کچھ باد و باران سے اُس شمع نوری کو ضرر نہین پہونچتا کسی شخص کا شعر مناسب مقام
خوب برجستہ ہی شعر اگر گیتی سراسر باد گیرد * چراغ مقبلان ہرگز نمیرد *

بیان حضرت شیخ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہی کہ بعد وفات حضرت خواجہ ابو اسحاق خاندان چشت حضرت قطب سبحانی مقبول
ربانی سلطان عالم راز مقبول جہان نواز شمع انجمن تحقیق رونق بخش شبستان توفیق زبدۃ الاخیار
قدوۃ الابرار رہبر راہ صادق ملن محل محبت واثق علم و عمل ہادی گمرہان رہنماے راستی
پناہان مورد افضال جناب مالک الازل والابد حضرت قطب المتقین شیخ ابی احمد چشتی
کی ذات مجمع الصفات سے منور ہوا ان حضرت کی صفات مثل کرامات و مجاہدات و ریاضات
وغیرہم کے گنجایش حیز تحریر نہین آپ مکاشفات و مشاہدات مین اولیاے کبار کے پیشوا ہوئے
ہین حضرت شیخ الشیوخ خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ خلافت آپکو
عطا کیا تھا اور آپکو ابدال معظم مین بیان کیا ہی لقب مبارک قدوۃ الدین ہی نقل ہی
کہ آپ نہایت باعظمت و عالی دودمان والاشان تھے سلطان فرسناقہ امیر العمائد چشت
کے صاحبزادے تھے حسب النسب حسنی حسینی اسطرح پر ہی کہ ابو احمد حسینی فرزند سلطان فرسناقہ
ابن سید ابراہیم ابن سید یحیی ابن سید حسن ابن سید مجد المعالی ابن سید ناصر الدین ابن سید عبد اللہ ابن
سید حسن مثنی ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ابن حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہہ نقل ہی
کہ سلطان فرسناقہ کی ایک ہمشیر نہایت عابدہ و صالحہ و عفیفہ و مکرمہ تھی گاہے گاہے حضرت
ابو اسحاق شامی ان معظمہ و مکرمہ کے یہان قدم رنجہ فرماتے اور طعام نوشجان کرتے ایک روز
حضرت خواجہ غیب دان نے فرمایا کہ اے عفیفہ مخدرہ بشارت ہو کہ تیرے بھائی کا ایک فرزند نہایت معظم
واجل ہوگا تجکو چاہیے اسکی پرورش مین نہایت سعی و نگاہداشت کرکے احتیاط کرتی رہ کوئی چیز

مضر و مفسد اسکو ندینا اور سیاہ جان کے سمجھتی رہنا زوجہ بکر سہ سلطان فرشاقہ بار دار تھین
اور یہی مولود مبشر در بطن مادر مین تھے اُس روز سے حسب الارشاد سراسر رشاد خواجہ کے
ہمشیرہ بکر سہ سلطان نے زوجہ سلطان کی بہت احتیاط رکھی شرع کی سوا اور
احتیاطون کے ایک یہ احتیاط کی کہ آپ خود چرخہ کات کر سوت بکوا کر اُسکی قیمت مین قوت
بسری اپنی بھاوج کی کرتین اور کبھی لقمہ غیر حلال و مشکوک نہ کھانے دیتین اسی احتیاط
مین آخر الامر چھبیسوین رمضان المبارک سنہ دو سو ساٹھ ہجری کو ولادت حضرت ابو احمد کی ہوئی
وہ زمانہ خلافت معتصم باللہ کا تھا آپ کی عمہ ماجدہ نے وجہ حلال سے پرورش آپکی کی اور
ہر وقت حفظ و صیانت مین متوجہ رہتین اور جب کبھی حضرت ابن محترمہ کے یہان تشریف
لیجاتے خواجہ عالم کو کودکی مین دیکھ کر کہتے کہ یہ طفل بڑا خدا رسیدہ کامل ہوگا خاندان چشت
اسکے سبب نہایت عظمت پائیگا حالات عجیبہ و کرامت اس سے ظہور مین آئینگے چنانچہ پیشین
گوئی حضرت سے یہ امر اتید اثر ظاہر ہوا کہ ایک روز خواجہ ابو احمد حضرت مرشد کامل کی مجلس سماع
مین بعالم ہفت سالگی حاضر تھے اور حضرت ابو اسحاق کی نظر کیمیا اثر عین وجد و ذوق مین
آپ پر پڑی اور فرمایا کہ سماع مین آؤ جو ہین حسب الارشاد پیر حقائق دستگیر سر تنویر ابو احمد حلقہ
سماع مین آئے توفیق ایزدی رہنمائے صراط حقیقت و معرفت ہوئی آپ کو علم باطنی و کشف راز
مستور حاصل ہوا چنانچہ اسی خردسالی مین ایسے علوم بیان فرماتے تھے کہ پایہ رسیدگان منزل
حقائق آپکے کشف دقائق سے حیران ہوتے تھے اور ایسے رموز سربستہ دریافت کرتے تھے تیرہ[١٣] برس کی
عمر مین آپ مرید ہوکر مشغول ذکر و عبادت و ریاضت ہوئے اور ایسی شاقہ ریاضت اختیار کی
کہ ساتوین روز افطار و تجدید وضو کرتے اور مثل اکابر اسلاف غذا مین نہایت قلت کرتے تین لقمہ
طعام اور اسی قدر آب سے زیادہ خورد و نوش نہ فرماتے اور چالیس چالیس دن بعد افطار کرتے
کثرت ناخورش سے نہایت نحیف و ناتوان ہوگئے کہ لوگ آپ کی صورت حال دیکھکر ہولناک
ہوتے ناصیہ منور ایسا پر نور و تابان کہ شب تاریک جس مکان مین ہوتے حاضرین بے مدد چراغ و شمع کے

روے مبارک سے کلام مجید بے دقت پڑھ لیتے نقل ہے کہ جب حضرت بیس برس کے ہوئے تو ایک روز اتفاقیہ اپنے والد ماجد سلطان فرسناقہ کے ہمراہ شکار کنان جانب کوہستان جاتے تھے قضا رعت اللہ ہمراہی پدر عالی مقدار و مردمان خدمتگار سے جدا ہوکے ایک ہولناک کوہستان مین رہ سپر ہوگئے کیا دیکھتے ہین کہ وہان چالیس شخص من قبیل رجال الغیب ایک پہاڑ کے پتھر پر استادہ ہین اور حضرت خواجہ گرامی ابو اسحاق شامی اُن اشخاص مین موجود ہین ازبسکہ حضرت ابو احمد حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے تعارف رکھتے تھے بمجرد معائنہ حسب پاس تعظیم و تکریم پشت اسپ سے علیحدہ ہوکے خدمت خواجہ بابرکت مین آئے اور قدم لیے اور اپنے تمام سلاح و اسپ و یراق وغیرہ کو وہین چھوڑکر ایک خرقہ پشمین زیب تن کیا اور خدمت خواجہ مین حضوری دائمی اختیار کی بعد سلطان اور خدمتیان حضرت والا نے جستجو و تلاش بے انتہا کی مگر کہین سراغ آپکا نہ پایا آخر چند روز بعد ایک شخص نے خبر دی کہ مین نے اُن عالی گہر نیک اختر کو فلان مقام مین حضرت ابو اسحاق شامی کے ساتھ دیکھا تھا سلطان نے سنتے ہی چند آدمی واسطے لانے فرزند کے روانہ کیے آخر الامر اشخاص فرستادہ پہونچے اور انھین رو براہ صراط مستقیم کو افہام و تفہیم کرکے لانے لگے مگر وہ جادہ پیماے صحراے حقیقت اپنے محظور خاطر سے باز نہ رہے اور آٹھ برس تک ہمراہی و خدمت خواجہ ابو اسحاق مین سرمایہ اندوز سعادت رہے اور ریاضت شاقہ کرکے منصب خلافت پر فائز ہوکے خرقہ درویشی کامل زیب دوش کیا اور آپ کے پیر روشن ضمیر نے اپنا جانشین فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ابو احمد تو میرا فرزند ہے مجھکو جو نعمت اپنے پیرون سے ملی وہ سب تیرے سپرد کرتا ہون اور آپ کا ہاتھ پکڑ کے رو بقبلہ کھڑے ہوکر دعا کی کہ ناگہان ندائے غیب آئی کہ اے ابو اسحاق ہمنے ابو احمد کو اپنا مقبول کیا بلکہ جو اسکے صحبت یافتہ اور ارادت آوردہ ہونگے انکو بھی اپنا دوست کیا نقل ہے کہ حضرت ابو احمد نے تیس برس تک خواب خوش نہین فرمایا اور اسی زمانہ

تک

کبھی وضو آپکا بے ضرورت نہین زائل ہوا ہمیشہ باوضو رہے اور چوتھے پانچوین دن کھانا کھاتے کبھی سیر ہو کر پانی نہین پیا اور باوجود فاقہاے چار پانچ روز کے شکر و سپاس بقیاس ادا کرتے نقل ہی کہ حضرت بعد نماز تہجد دعا کرتے کہ یارب گنہگاران امت محمدی صلعم کو بخشدے ایک روز آواز ہاتف آئی کہ اے ابو احمد تیری دعا قبول کی اور ہزار عاصیان امت کو تیری خاطر سے بخشدیا اور تیرے ساتھ داخل بہشت کرینگے اسی طرح ہزارہا اہل معصیت بہ برکت دعاے خواجہ باعظمت ناجی ہوئے نقل ہی کہ حضرت ہمیشہ سماع سنتے اور حالت وجد و سماع مین جسپر آپکی نظر پڑتی وہ شخص کامل نسبت و باکرامت ہو جاتا جو کافر وارد مجلس ہوتا مسلمان ہوتا جس مریض پر نگاہ پڑجاتی صحت پاتا اور وقت سماع آپکی پیشانی ایسی نورانی و پرضیا ہوتی تھی کہ شب کو روشنی اُسکی شہرون کے لوگون کو معلوم ہوتی اور ہر طرف کے آدمی آپکی مجلس مین پویان دوان حاضر ہوتے یہ حال دیکھکر اکثر علماے عصر کو آپ سے نفاق و عناد پیدا ہوا اور آپ کے اشغال سماع پر طاعن ہوئے اور شکایت آپکی امیر نصیر و امیر عادل سے کر شتہ دار آپکے تھے کی اور اس بات پر آمادہ کیا کہ تم اپنے ہمشیرہ زادے کو جو مروج بدعت سماع ہی اپنی بارگاہ مین بلوا کے ہمسے مناظرہ و مکالمہ کراؤ اگر وہ حق پہ ہی تو اپنی راہ پر رہے اور اگر راہ خلاف پر جاتا ہی تو اُسکو مزاحمت شدید کر کے باز رکھا چاہیے آخر امیر نصیر نے بمجبوری کسی شخص کو بہت طلب خواجہ بھیجا جب خواجہ آگاہ ماجرا سے ہو تو اپنا خرقہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ایک نا خواندہ خادم خدا بندہ نام ساتھ لیکر اپنا بارگاہ کی طرف رخ کیا جب حضرت متصل امیر پہونچے تو وہان سترفاضل زبردست شہر و اطراف کے مجتمع تھے اور پہلے سے امیر کو آمادہ فرو گذاشت تعظیم خواجہ کر رکھا تھا مجرد ورود مسعود خواجہ امیر پر سطوت و صولت خواجہ باعظمت ایسی موثر ہوئی کہ بے اختیار امیر نے استقبال کیا اور بنہایت تعظیم و توقیر سے آپ کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور بنہایت عظمت صدر مجلس مین آپکو بٹھایا علما و فضلا نے سوالات مشکل پیش کیے خواجہ نے

انھی اپنے خادم ابجد خوان کو بنا بر ادائے جوابات مسکت و مسلم اشارہ کیا اسوقت آپکے
خادم روشن دل نے سائلین سے خطاب کیا کہ اے کم مایگان بے بصر تمکو لیاقت سوالات مشکل
کبھی نہین ہین سمجھا تھا کہ کوئی دشوار امر ہین گفتگو کروگے یہ مقولات تمھارے تو بدیہی اور
اصول ہین چنانچہ خادم بندہ نے انھی مسائل کا جواب باصواب از روے حدیث و آیات
بیان کیا اور کسی کو مجال رد و نقض نہوئی اور پھر ایک دو امر آپکے خادم نے مخاطبین سے
دریافت کیے انمین سب باحثین عاجز و خاموش رہے آخر اعتراف نالیاقتی کیا بادشاہ
نے اُس حال مین پھر علمارسے کہا کہ اگر کوئی اور شبہ و شک باقی ہو تو اس بحث مین فتح
کرلو جملہ جماعت نے اقرار عجز و تقصیر کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم ظاہری کے عالم ہین اور خواجہ
فی الحقیقت رموز و دقائق باطنی کے ماہر کامل پس ہماری گفتگو محض قصور فہم پر مبنی تھی
اور اپنے تئین خواجہ کے تقصیر وار ہین یہ کہکر سب لوگ خواجہ کے قدمون پر گر کر طالب عفو تقصیر ہوئے
اور عرض کی کہ ہم تو آپکے ایک ادنی خادم کے مد مقابل نہین ہوسکتے حضرت سے تاب
مقالات کہا برائے خدا ہماری تقصیرین معاف فرمایئے اور آخر سب جماعت مرید ہوئی اور
اپنے خیالات ماسبق سے توبہ کی یہ معاملہ حیرت اثر دیکھکر امیر نے خواجہ سے نہایت عذر
بے اعتدالی کیا اور بہت کچھ متاع بیش بہا پیشکش کیے مگر خواجہ نے ایک ذرا توجہ نہ فرمائی اور راہ
دار سلطنت کو معاودت فرما ہوئے بعد ازان شہرہ ولایت و کاملیت خواجہ سامعہ نواز صغار
و کبار شہر و دیار ہوا اور اکثر آدمی حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوئے اور آپکے
فیض پایا نقل ہے کہ حضرت خواجہ کبھی نئے کپڑے نہ پہنتے اور اہل دول کے قریب
نہ بیٹھتے اور آپ حافظ قرآن شریف تھے اکثر مجلس سماع منعقد کرتے اور نیز حضرت
سیدی مقتدائی اُس محفل مین شریک ہو کر ذوق سماع سے لطف بخوبی حاصل کرتے اور
آپ بھی اپنے وجد و مستی سماع سے اکثر حضار اور قوالون کو سرمست وجد و ذوق کرتے
اور ایسے بیہوش از خود فراموش ہوتے کہ مُنھ سے کف جاری ہوتا اور ہوش و حواس جاتے رہتے

اور ایسا سماں بندھتا کہ صداے سرود وقول قوالان در و دیوار سے پیدا ہوتی اور اُس سماع
سے وجدان روحانی پاتے اور مست ہوجاتے کوئی واعظ و زاہد وقت آپکے سماع پر دم
انکار نہ مارتا اکثر عقلاے عصر آپکے حالات سے متحیر و متعجب ہوتے اور تعظیم و توقیر
آپکی بیش از بیش کرتے آپ ایک شب مین دو قرآن ختم کرتے اور تین کلام اللہ دن مین
تمام کرتے جو کوئی حضرت کی زیارت کرتا تو آپکی جبین منور پر نہایت تابناکی سے نظر
اُسکی نہ جم سکتی تھی نقل ہے کہ آپکے والد صاحب خمخانہ تھے ایک روز آپنے وقت فرصت
در بند خمخانہ کو کھولکر تمام خم و سبو توڑ ڈالے آخر والد خواجہ نے جوش غضب مین بالاخانہ
پر چڑھکے ایک بڑا بھاری پتھر خواجہ کے سر اقدس پر پھینکا بعنایت حافظ حقیقی وہ پتھر
ادھر رہگیا اور آپکے سر تک نہ آسکا سلطان اس مشاہدہ کرامت سے متحیر ہوا اور
اپنے صاحبزادہ عالی خطاب کے ہاتھ پر توبہ کی اور سنہ دو سو اسی مین یہ واقعہ بروے کار آیا
نقل ہے کہ فضیل بن یحیی برمکی نے خواجہ پر اعتراضات و مذمت در باب سماع کیے خواجہ نے
یہ حال سنکر کہا کہ اگر وہ ناحق مجھسے متعرض ہوا ہے تو اپنے عمل کی پاداش دیکھیگا عرصہ نگذرا تھا
کہ فضیل ایک ایسی سخت زحمت مین مبتلا ہوا کہ کار معالجہ اطبا سے گذرا آخر فضیل
مایوس ہوکر رجوع بخدا لایا اور تلاوت کلام مجید مین اوقات صرف کرنے لگا عاقبت
کار فضیل نے جمال مبارک حضرت رسول مقبول صلعم کو خواب مین مشاہدہ کیا اُسی عالم
مین اپنی صحت کے لیے عرض کی حضرت محبوب کبریا نے ارشاد کیا کہ فضیل یہ ابتلاے آفت
اُسی نکوہیدہ عمل کی عقوبت ہے کہ تونے انکار سماع ابو احمد کیا اُسکا منکر بزرگان طریقت سے
منکر اور انکا منکر ہمارا منکر ہے جبتک تو توبہ نکرے اور مجلس سماع ابو احمد مین نہ شریک ہو
صحت و شفا ناممکن فضیل جب خواب سے بیدار ہوا لرزان و ہراسان ہوکر افتان و خیزان
حضرت خواجہ کی مجلس مین دوڑا آیا خواجہ اُسوقت وجد سماع مین سرمست تھے فضیل
یہ حال دیکھکر مؤدب دست بستہ ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اُسی حال مین خواجہ فضیل کی

طرف سایہ انداز ہوئے اور نظر فیض اثر فضیل پر پڑی اور مسکرا کر فرمایا کہ فضیل اپنے
کیے کی سزا پائی اُسنے عرض کی کہ بیشک کچھ مگر از خوردان خطا و از بزرگان عطا امید عفو
رکھتا ہون یہ کہکر پاؤن پر گر پڑے عرض کی کہ آپ کا جو کام ہے پسندیدۂ خداے علام ہے
واقعی اسرار الٰہی مین سے ہی بیخبر کیا جانے مین نے خطاے انکار سے عذاب شدید کھینچا آخر
خطاوار ہون معاف فرمائیے خواجہ نے بنظر ترحم فضیل کے سر پر ہاتھ پھیرا اسی تکلیف و مرض
لاحقہ رفع دفع ہوگئی اس حال کے مشاہدہ سے سات سو اہل خلاف و اعتساف بصدق
دل مسلمان ہوئے اور آپ کی توجہ کامل سے عارف کامل و کامل واصل ہوئے نقل ہے کہ
خواجہ ایک روز لب دریا اتاسی ہمراہیون سے تشریف لیے گئے ارادہ عبور پر کشتی جا چکی تھی
تو دیکھی ساتھ والون سے فرمایا کہ سب ہمارے پاس آؤ حلقہ کرو خدا ہمی ہے پار اتر جائینگے
متابعین حسب الارشاد پھر سوا جی مین اتر پڑے اور باطمینان تمام پار اتر گئے کسی کا پاؤن
بھی تر نہوئے اُسوقت جو بیس متنفس کافر دیکھ رہے تھے فی الفور مسلمان ہوکر وے بھی دریا
مین اُتر کے دوسری طرف بآسانی جا پہونچے اور پھر برکت فیض ارادت خواجہ ہر شخص
رتبۂ وصول و قبول پر فائز ہوا نقل ہے کہ ایکبار حضرت کرامت پناہ راہ طی کرتے ہوئے
کسی مقام مسکن و موطن کفار موسوم آزار پر وارد فرما ہوئے اُن اشرار کا یہ حال تھا
کہ جسکو مسلمان دیکھتے اُسکو پکڑ کر زحمت سوختگی پہونچاتے جو کوئی مومن اُدھر جا نکلتا
اپنے آپ کو مسلمان نہ بتاتا اور لباس کفار پہنکر اس پردہ سے چھپ چھپا کر جان بچاتا
یہ نابکار ہر وارد و صادر سے دریافت طریقہ و ملت کرتے اگر جیا ناکوئی شخص اقرار اسلام
کرتا یہ ناخدا ترس فی الفور اُسکو جلا دیتے جب خواجہ کامل النسب بھی اُدھر سے گذرے
تو ان مردم کفار نے وہی ہنجار پرستش چل نکلے برتاؤ پوچھا کہ تم مسلمان ہو فرمایا کہ
الحمد للہ گمان تمھارا حق پر ہے مین مسلمان ہون کہا کہ ہم مسلمان کو مار ڈالتے ہین اور
آگ مین جلا دیتے ہین یہ امتحان اسکا ہے کہ اسکو مارنے و جلانے مین کچھ نقصان تو ہوتا

وہ ہی مسلمان ہی حضرت نے فرمایا کہ اگر مسلمان صدق دل سے کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے ہرگز آگ اُسپر اثر نہین کر سکتی ہین اُن شہریون نے آگ جلائی اور کہا کہ آؤ حضرت قطب الکاملین اُس آگ مین داخل ہوئے اور مصلے بچھا کر مشغول نماز ہوئے فی الفور آگ بجھ گئی اور آپ کا رونگٹا بھی میلا نہوا کفار یہ عبرت افزا حال دیکھکر متحیر ہوئے اور بعجز سے پانون پر گر پڑے تمام زمرہ اشرار صدق دل سے مشرف باسلام ہوئے سب لوگ دس ہزار نفر تھے اُنمین سے سو آدمی حضرت کی خدمت مین سعادت اندوز رہے اور ببرکت انفاس متبرکہ خواجہ گرامی اوقات سے سب کے سب فائز سعارف ہوئے باقی لوگ حسب فرمودۂ خواجہ اُسی شہر مین قیام پذیر رہے تمام عمر دین صرف کی نقل ہی کہ حضرت خواجہ پاک نہاد سنہ تین سو چھپن مین غرۂ جمادی الثانی کو رہگرائے منزل قدس ہوئے مولف نے تاریخ وفات قطب العالمین لکھی ہے ۳۵۵

بیان حضرت خواجہ ابو محمد قدس اللہ سرہٗ

نقل ہی کہ بعد وفات حضرت خواجہ ابو احمد کے کاشانہ فروز خلافت حضرت بادشاہ ممالک مکاشفات سلطان اقالیم مشاہدات حجۃ المشائخ و الفقرا قدوۃ الائمہ والاصفیا ولی حرم ولایت صفی کعبہ ہدایت مفخر العباد ملجا والاوتاد مخزن صفا معدن وفا مطرح انظار اشتیاق حوران بہشتی حضرت خواجہ ابو محمد بن ابو احمد چشتی قدس اللہ سرہٗ ہوئے یہ حضرت اپنے والد بزرگوار سے بجمیع الصفات مماثل و مشاکل تھے اطوار و کردار شایستہ اوضاع و افعال بالیستہ سے بہرہ ور تھے کرامت ولایت گویا آپ کی ہمزاد تھی لبطن مادری سے ولی ہوکر عالم شہود مین آئے تھے خجستہ صفات گرامی اوقات عالی فطرت والا منزلت صاحب عظمت اہل نسبت تھے آپ کا لقب ناصح الدین ہی ستر برس کا سن شریف ہوا آپنے خرقۂ خلافت اپنے پدر بزرگوار حضرت ابو احمد چشتی سے حاصل کیا تاثیر نظر جسپر پڑ گئی ولی کامل ہوگیا۔ والدۂ ماجدۂ حضرت خواجہ سے نقل ہی کہ جب یہ فرزند چار ماہ

میرے بطن میں تھا تو آواز کلمہ طیبہ مجکو آتی تھی مین نے اپنے شوہر یعنی خواجہ ابو احمد سے
یہ حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ بشارت تجھکو ہو کہ تیرے بطن سے فرزند عالی قدر محبِ خدا ولی
باصفا پیدا ہوگا ایک روز اسی آوان مین حضرت ابو احمد قریب اپنی زوجہ کے بیٹھے تھے ناگاہ
جانب شکم مادر ابو محمد کے دیکھ کر فرمایا کہ السلام علیک یا ولی اللہ و خلیفتی اُسکا جواب اندرون
بطن سے بعبارت غیر مفہوم آیا مادر مشار الیہا ابو محمد نے حضرت ابو احمد سے کہا کہ ہنوز بچہ پردۂ غیب مین ہے
آپنے فرزند سے کیونکر تعبیر کیا نہین معلوم کہ لڑکی ہو یا لڑکا آپنے جواب دیا کہ مجھے خداوند عالم نے
پہلے ہی بشارت دی ہی کہ تیرے گھر مین پسر نیک اختر ولی کامل حمیدہ خصائل پیدا ہوگا
اور نیز لوح محفوظ پر بھی یہی منقوش دیکھا ہی کہ میرے یہان ولی مادرزاد متولد ہوگا

نقل ہی کہ ولادت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی شب عاشورا کو ہوئی آپ کے پدر بزرگوار نے
اُسی شب کو خواب مین دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلعم تشریف رکھتے ہین اور ارشاد
کرتے ہین کہ ای ابو احمد خوش ہو کہ تیرا فرزند سعادت پیوند پیدا ہوا اُسکا نام ہمارے نام
پر رکھنا اور ہمارا سلام اُس سے کہنا جو ہین حضرت خواجہ خواب راحت سے بیدار ہوئے
چار سمت سے تو یہ جلوہ فرمائے دولت بیدار گوش زد ہوئی یعنے کہ فرزند جگر بند کے ولادت
کی خبر سنی ابھی حضرت ابو محمد کو غسل ولادت نہین دیا تھا کہ آپنے سات مرتبہ لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کہا پھر حضرت خواجہ ابو احمد نے وضو کرکے فرزند کا منھ دیکھا کہا السلام
علیک جواب اسکا وعلیکم السلام سُنا اور پھر مولود مسعود نے کہا یا شیخنا ما رویاک
ہٰذہ اللیلۃ یعنی یا مرشد میرے رات کو کیا خواب دیکھا اُسوقت خواجہ باکرامت نے
فرزند کے کان مین پیام سلام حضرت خیر الانام بیان کیا فرزند بالغ الحقیقت
نے سجدۂ شکر ادا کیا اور حضرت ابو احمد نے بھی سجدہ کرکے دعا کی کہ خداوندا میرے
طفل کو ذی رتبہ کر اُسی وقت آواز غیب سے آئی کہ ای ابو محمد تیری دعا قبول
ہوئی اور یہ فرزند تیرا ہمارا مقبول ہوا نقل ہی کہ حضرت ابو محمد شب عاشورا

کو پیدا ہوئے دن کو دودھ اپنی والدہ کا نہ پیا گھر والون نے آپ کے والد کو خبر کی آپ نے
فرمایا کہ یہ لڑکا مادرزاد ولی ہی متابعت اولیا وانبیا کی کرتا ہی اسی سبب سے روز عاشورا
کو شیر نہین پیا پس رات ہوئی تو دودھ پیا ایک روز آپ اپنی والدہ کی گود مین دودھ
پیتے ہوئے بہت ہنسے آپ کی والدہ نے تعجب سے آپ کے والد کو اس امر کی خبر دی آپ نے
فرمایا کہ شیطان اس فرزند کے رلانے کو آیا تھا خدا تعالے نے فرشتون کو واسطے اُسکے دور
کرنے کے حکم دیا تو شیطان ڈر کر بھاگا اس سبب سے ابو محمد نے خندہ کیا نقل ہی کہ
جب سے آپ پیدا ہوئے بروقت نماز کے تھوڑی دیر تک آسمان کی طرف آنکھین اُٹھاکر
کئی بار لا الہ الا اللہ کہتے اور اُسوقت آپ کا مُنہ ایسا نورانی ہوتا کہ تمام گھر روشن ہو جاتا
اور جب چراغ روشن نہوتا تو آپ کی پیشانی کے فروغ سے تمام گھر چمک اُٹھتا نقل ہی
کہ جب آپ ڈھائی برس کے ہوئے تو غذا کم کھاتے تھے آپ کی والدہ نے یہ حال حضرت
خواجہ سے کہا فرمایا کہ جاے خوف نہین ہی درویشون کی سیرت کم کھانا ہی پس یہ فرزند بھی
عادت کم خوری کی ابھی سے کرتا ہی اور جب آپ کی بسم اللہ ہوئی اور مکتب مین گئے تو
پہلے ہی غیب سے آپ کی تختی پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم علم القرآن
رب یسر و لا تعسر رب زدنی علما و فہما و تمم بالخیر پس تھوڑے ہی دنون مین آپ قرآن تمام
پڑھکر علوم دین سے بہرہ یاب ہوئے اور کامل ہوگئے اور چار برس کی عمر سے نماز جماعت
کے ساتھ پڑھنا شروع کی جب سات برس کے ہوے تو گوشہ تنہائی مین بیٹھے اور جو کچھ زبان
مبارک سے فرماتے تھے وہی ہوتا تھا اکثر خلقت نہایت اعتقاد سے آپ کی جانب رجوع
تھی جو کوئی اہل حاجت آتا اپنی مراد پاتا بیس برس تک آپ کا وضو نہین ٹوٹا جو کافر آپکے
سامنے آتا فوراً مسلمان ہوتا یہانتک کہ مقام چشت مین کوئی شخص بے اسلام نرہا اور جو
مسلمان آپکے پاس حاضر ہوتا تو صاحب کشف ہو جاتا اور آپ کے والد بزرگوار نے آپکو اپنا خلیفہ
کیا تھا جب عمر آپ کی چوبیس برس کی ہوئی تو آپکے والد نے انتقال کیا اور آپ قایم مقام اُنکے ہوے الغرض بادشاہ

اور درویش اور ہر قسم کے آدمی حضرت کی خدمت مین آکر اپنی اپنی مراد کو پہونچتے نقل ہے کہ
آٹھ برس کی عمر مین آپکے والد نے خرقۂ درویشی پہنا کر اپنا جانشین کیا اور اس قسم کی
نصیحتین کین کہ فقر وفاقہ کو نہایت عزیز رکھنا اور درویشی کو غنیمت جاننا فقیرون کی
صحبت اختیار کرنا اور آپ ایسی ریاضت شاقہ کرتے تھے کہ تیس برس تک چت نہین سوئے
اور کنوئین مین نماز معکوس ادا کی تھوڑے سے دنون مین بہت کامل اور اسید گاہ خلائق
ہوئے بارہ برس تک ایک حجرہ مین آپنے اعتکاف کیا اور ساتوین روز ایک خرمے سے
افطار فرماتے تھے نقل ہے کہ ایک روز زمانہ طفلی مین مکتب کو جاتے ہوئے حضرت
خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا کہ اے ابو محمد تجھکو بشارت ہو
کہ مین خدا تعالے کے حکم سے تجھے علم ظاہری و باطنی سکھانے آتا ہون خواجہ نے حضرت کے
قدم چوم کر کہا کہ زہے نصیب جو کچھ ارشاد فرمانا ہو فرمایئے پس خضر علیہ السلام نے آپکو
اسم اعظم سکھایا اسی وقت خواجہ ابو محمد کو اسرار باطنی منکشف ہوئے پس ابو محمد آپنے
گھر پلٹ آئے آپکی والدہ نے فرمایا کہ اے فرزند آج کیا پڑھا اپنی تختی دکھاؤ اور سبق سناؤ
جواب دیا کہ مین نے جو پڑھا وہ تختی اور کتاب سے جدا ہے یہ سنکر آپکی والدہ کلام مجید دکھا کر
کہنے لگین کہ اسے پڑھو آپنے کہا کہ قرآن اپنے پاس رکھو مین حفظ سنائے دیتا ہون پھر
تھوڑے عرصہ مین تمام کلام اللہ سنا دیا آپکی والدہ ماجدہ نہایت حیران ہوئین اور بہت
شکر خداے کریم کا کیا نقل ہے کہ ایک روز خواجہ ابو احمد محفل سماع مین تھے اور قوال بہت
اچھا گا رہے تھے اور ناگاہ حضرت ابو محمد بھی اس جگہ آنکلے اور آپکے والد کی نظر عین وجد میں
آپ پر پڑی فرمایا کہ اے فرزند یہان آؤ اسی وقت خواجہ ابو محمد حلقۂ سماع مین حاضر ہوگئے
اور اثر نظر مبارک سے ایسے مست اور بیہوش ہوئے کہ سات دن تک ہوش نہ آیا پس
آپکے والد نے سات دن تک مجلس سماع برپا رکھی نمازون کے وقت قوالون کی رخصت
ہوجاتی اور پھر وہی ہنگامہ قوالی کا گرم رہتا آخر سات روز کے بعد حضرت ابو محمد کو

ہوش آیا اور قوال چپ ہو رہے تھوڑے عرصے مین آپنے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا تو لوتو لوا
بمجرد اس کلام کے عالم غیب سے ایک آواز سرود اور نغمہ کی پیدا ہوئی اور حضرت ابو محمد اور جملہ
حاضرین مصروف سماع رہے چنانچہ کئی دن تک ایسی ہی آواز غیب سے آتی رہی اور حضرت ابو محمد
بیخود رہے جب ہوش آیا تو آپنے والد کے قدمونپر گر کر عرض کی کہ یا حضرت جو اسرار کہ سماع سے
کھلتے ہین کسی شغل اور ذکر سے نہین کھلتے یہ کیفیت آپ کی بدولت حاصل ہوئی پھر
آپکے والد نے فرمایا کہ سماع ایک عجب مخصص راز ہی کہ ہر ایک کو اسکا حال نہین کھلتا جو کوئی
لائق اور قابل ہوتا ہی اُسی کو یہ کیفیت کھلتی ہی اور اگر مین اسکا حال بیان کرون تو تمام
خلقت ورد و وظیفہ چھوڑکر مصروف سماع ہو جاوے نقل ہی کہ ایک روز حضرت لب دریا
بیٹھے ہوئے اپنا خرقہ سیتے تھے ناگاہ پسر خلیفہ وہان پہونچکر گھوڑے سے اُترکر خدمت مین
حاضر ہوا اور ادب سے بیٹھ گیا اُسوقت حضرت نے یہ اُس سے خطاب کیا کہ حضرت رسالت
مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی بڑھیا کسی بادشاہ کے عہد مین فاقہ سے شب
بسر کرے اُسکی پرسش اُس حاکم وقت سے ہوگی پس تمکو خدا نے جو حاکم ایک جماعت کثیر کا
کیا ہی لازم ہی کہ متفحص حال فقرا و غربا ہوتے رہو اور پریشانون اور محتاجون کی حالت سے
غافل و بیخبر نہ ہو ورنہ فردائے قیامت کو تم سے اس قصور کی پرسش ہوگی اور بجز انفعال
و حسرت تمکو کچھہ نہین آئیگا جب نصایح خواجہ تمام ہوئے خلیفہ زادہ نے خدام سے
نقد و جنس منگواکر پیشکش خواجہ باکرامت کیا خواجہ عالی نژاد نے اُس بضاعت مستعار
دنیاوی کو دیکھکر تبسم فرماکر کہا کہ یہ رسم و راہ ہمارے پیران حق آگاہ کی نہین ہی اور مینے
بھی کبھی اپنے نفس کو اس آلودگی مین آلودہ نہین کیا اور اب بھی قبول نہین کرتا ہماری
فقیری امیری و تونگری سے ہزار درجہ بہتر ہی ہر چند سلطان زادہ نے اصرار کیا مگر یہان
وہی انکار رہا اور فرمایا کہ خداوند عالم نے ابواب گنجہائے غیبی اپنے بندگان متوکل پر
مفتوح کر رکھے ہین انکو اس قلیل بضاعت کی کیا پروا ہی پھر بھی ابن خلیفہ نے الحاح کثیر کیا

اسوقت خواجہ نے آسمان کی جانب رخ کر کے دعا کی کہ یارب اپنے بندگان مقبول کو جو تو
دولتین دکھاتا ہے اسکو بھی دکھا فی الحال ماہیان دریا جوق جوق ایک ایک دینار سرخ دہن
مین لیکر ساحل پر آئین اور ایک انبار زر کر دیا ملکزادہ نے یہ تماشاے قدرت معائنہ کر کے
حیرت سے جل عظمتہ کہا اور خواجہ گرامی عظمت کے قدمون پر گر پڑا تا آنکہ اسی عالم تحیر و انفعال مین
وہانسے سعادت کی نقل ہے کہ جب محمود سبکتگین غزوہ سومنات پر آیا تو اسوقت غیب سے
خواجہ کو بھی ہدایت جہاد و نصرت دیاری اہل اسلام ہوئی تا آنکہ ستر برس کی عمر مین آپ
ایک جماعت فقرا کے ساتھ وار دحربگاہ ہوئے اور کفار پر جہاد کرنے لگے ایک روز کفار نے
حملہ شدید کیا تو مردان اسلام بہ تنگ و پریشان ہونے لگے اسوقت خواجہ نے اپنے مرید
محمد کاکو نام موجودہ چشت کو یاد فرمایا اور ارشاد کیا کہ ای کاکو جلد آ کر کفار کو پسپا و منہزم کر
چنانچہ اسی وقت محمد کاکو موجود ہوئے اور سپاہ کفار پر قتال عظیم کیا اور حملہ اشرار شکست خوردہ
ہوئے جسوقت کہ خواجہ نے اپنے مرید کو سعر کہ مین بلایا تھا اسوقت وہ مقام چشت مین خشمناک
و کفت در دہن جوش و خروش مین پھر رہے تھے لوگون نے پوچھا ای محمد کاکو کیا کرتے ہو فرمایا
کہ قتل کفار جبکہ سلطان محمود بہ دستیاری و مددگاری ظاہری و باطنی کفر کا مجرہ پر مظفر
و منصور ہوا تو خواجہ سے اور بھی رجوع عقیدت و ارادت لایا اور آپ کے قدمون پر
سر ارادت رکھا نقل ہے کہ ایک ہمشیرہ عفیفہ عالی نہاد چہل سالہ عمر نا کتخدا تھین چرخہ کا
کر وجہ حلال سے قوت بسر کرتی تھین شب و روز ریاضت و عبادت مین مصروف
رہتی تھین حضرت خواجہ ازراہ کشف انسے فرماتے تھے کہ تم سے ایک فرزند صالح خدا دوست
پیدا ہوگا مگر چونکہ ولادت فرزند بے زوج ممکن نہین اسلیے آپ اُن عالی گہر سے فرماتے
تھے کہ تم اپنا عقد کرو آپ بسبب بے تعلقی و احتیاط کے راضی نہوتی تھین آخر الامر خواجہ نے
اپنے پدر عالیمقدار کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ ای ابو محمد تم اپنی ہمشیرہ کی شادی ایک
سیدزادہ محمد سمعان نام مقیم فلان مقام سے کرو اور اُس مرد صالح دینیات فطرت کو اپنے پاس بلالو

اور ایسی ہی بشارت اپنی صاحبزادی کو دربارۂ قبول معاقدت فرمائی کہ وہ پاک گوہر حسب ارشاد
پدر راضی ہوگئین جب حضرت ابو محمد بیدار ہوئے اُسی وقت ایک خط محمد سمعان کو باین مضمون لکھا
کہ تم بمجرد مطالعۂ اس تحریر کے جلد ادھر کو روانہ ہو کر ایک کفش پانون مین وہان پہنو اور دوسری
یہان آکر پہنو یعنی کھانے کو وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو قاصد گرامی نامہ نامی لیکر مقام
مقصود پر پہونچا تو محمد سمعان کو اپنے دروازے پر اس شان سے دیکھا کہ ایک کفش پیر پا ہے
دوسرا پانون برہنہ قاصد نے خط دیا تو اُنھون نے مضمون دیکھکر فرمایا کہ بسم اللہ مین
پہلے ہی سے تیار بیٹھا ہون اُسی صورت سے آپ روانہ ہوگئے جب خواجہ ابو محمد سے ملاقات
ہوئی تو آپ انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے ایک دو روز بعد عقد اپنی ہمشیرہ پاکیزہ سرشت کا
اُن والانژاد سے کر دیا چنانچہ ایک فرزند ارجمند انکے متولد ہوا اُسکا نام ابو یوسف رکھا
خواجہ نے آثار جلالت ناصیۂ مولود سے دریافت فرماکر اپنی فرزندی مین لیکر تربیت
و تعلیم فرمانی شروع کی تا آنکہ ایک وقت معین پر خواجہ ابو یوسف کو اپنی خلافت ظاہری
و باطنی سپرد کرکے ناصر الدین لقب فرمایا اور آپ کو قطب الاقطاب مقرر کیا نقل ہے کہ
استاد مردان رحمۃ اللہ علیہ ساکن قصبۂ سنجان سے کہ خواف مرید و خلیفہ حضرت ابو محمد
کے تھے اور ہمیشہ باوضو رہتے تھے استنجون کے ڈھیلے قبل استنجا اکثر اپنے رخسار سے
صاف کرتے تھے انکو حضرت نے خلافت دیکر وطن کی رخصت دی اُنھون نے التماس کیا
کہ مین آپکی مفارقت کی تاب نہین رکھتا خواجہ نے فرمایا کہ تم وطن کو جاؤ اور ہم تم
ہر حال مین ہر جگہ ملاقات جسمانی و روحانی کرتے رہینگے چنانچہ خواف فرماتے ہین
کہ مین چشت مین اپنے خواجۂ باکرامت کا جمال عالم بچشم ظاہر دیکھتا تھا اور وقت
اشتیاق پردہ ہائے مفارقت درمیان سے اُٹھ جاتے تھے نقل ہے کہ حضرت تین خلیفہ
رکھتے تھے ابو یوسف چشتی و محمد کاکو و استاد مردان رحمۃ اللہ علیہم وفات آپ کی
سنہ ۴۲۱ چارسو اکیس ہجری چوتھی ربیع الثانی کو واقع ہوئی تاریخ انتقال حضرت کی امام حق

مؤلف کتاب نے لکھی ہے

بیان حضرت خواجہ ابو یوسف قدس سرہ

نقل ہے کہ بعد حضرت ابو محمد کے خلیفہ خاندان سید الاولیا امیر الاتقیا مؤید دین معاون اہل یقین زبدۂ صابران قدوۂ ماہران معاصد امامت متقاوم کرامت پیشوائے ارباب تصوف حضرت قطب العارفین ناصر الدین خواجہ ابو یوسف چشتی الحسینی قدس اللہ سرہ ہوئے آپ جمال طریقت کمال معرفت وکرامت ظاہرو باطن سے سرمایہ کثیر رکھتے تھے علم وعمل بدرجہ کمال مستلزم حال تھا خرقۂ فقر وارادت اپنے ماموں حضرت ابو محمد چشتی سے حاصل کیا تھا اور حضرت ابو یوسف حضرت ابو محمد کے بھانجے اور محمد سمعان کے بیٹے ہیں جب آپ کی عمر چھتیس برس کی ہوئی تو حضرت ابو محمد آپ کے ماموں نے انتقال فرمایا اور آپ انکے قائم مقام ہوئے سلسلہ انکے نسب مبارک کا حضرت علی علیہ السلام تک بدین تفصیل پہونچتا ہے ابو یوسف بن محمد سمعان ابن سید ابراہیم ابن سید محمد ابن سید حسین ابن سید عبد اللہ ملقب بہ علی اکبر بن امام حسن عسکری ابن امام علی نقی ابن امام محمد تقی ابن امام علی رضا ابن امام موسی کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن حضرت امام حسین ابن حضرت علی مرتضے علیہم السلام نقل ہے کہ جو شخص حضرت کی خدمت مین آتا متقی ہوجاتا تونگر اہل دنیا جو آتا تو اسے دیکھکر آپ کو خوف واعراض ہوتا اور آپ رو کر کہتے الٰہی انا فقیر ومسکین اکثر فقرا وصلحا سے ہم صحبت وہم نوالہ ہوتے اور نہایت تعظیم کرتے اور فرماتے کہ فقیر خدا ورسول کے دوست ہوتے ہیں پس کون شخص دوستان خدا کو دوست نہین رکھتا باوجود اس بے تعلقی واعراض دنیا اکثر مخلوق عالم آپکے مرید ومعتقد تھے اور آپ کے پاس جو کچھ ہوتا تھا نذر فقرا کرتے اگر خادم کچھ چھپا رکھتا تو کشف سے دریافت کرکے اس سے لیکر قسمت ہمسایہ وجوار فرماتے تھے نقل ہے کہ حضرت خواجہ بعمر بیست سالگی بزبان حیات پیر ومرشد اپنے کے

ایک روز کسی امیر کے دروازے پر سیر کنان پہونچے امیر کی بیٹی باہر صحن خانہ مین بیٹھی تھی
اُسکو دیکھکر خواجہ مائل ہوئے اُسی وقت حاجب در سے فرمایا کہ اپنے آقا سے پیام دے
کر اپنی دختر ہمسے منعقد کرے خادم نے بجنسہ پیام کی تبلیغ کی امیر نے جواب دیا کہ ہماری شہادت
ہے مگر مین لڑکی حضرت قطب العارفین کے پاس بھیجتا ہون وہ خطبہ آپ پڑھین یہ جواب
خادم نے خواجہ سے عرض کیا تو آپ نے فطرت سلیم سے امیر کی بدطینتی کو دریافت کیا
منقبض ہوکر فرمایا کہ یہان فقط امتحان ارادت امیر کا تھا ورنہ ہمکو پروا نہین یہ کہکر جانب
دولتخانہ رجوع فرمائی اور ادھر دختر امیر کو درد شکم شدید ہوا اس خوف سے امیر نے خادم کو بہ پیام
دیگر عقب خواجہ روانہ کیا کہ آپ معاودت فرمائین مین ابھی آپ کی تعمیل ارشاد کرونگا خواجہ نے
انکار مطلق فرمایا اور یہان دختر امیر نے صدمہ عظیم سے رحلت کی نقل ہے کہ حضرت بعد رحلت
اپنے مرشد بزرگ کے ایک دفعہ وارد ہرات ہوئے وہانسے مراجعت کرتے مین ایک موضع مین پہونچے
کہ اُسکا نام کبک تھا وہان ایک فقیر اہل دل بانسبت صاحب دختر رہتا تھا آپنے اُسکے گھر
اقامت اختیار کی اُسی شب دختر درویش نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک ماہ کامل اُترکر
ہمکنار دختر ہوا صبح کو درویش نے بیٹی کا خواب خواجہ عالی صفات سے بیان کیا آپنے بطور تعبیر بیان
فرمایا کہ وہ ماہ تابان مین ہون تو اپنی بیٹی مجھسے منعقد کر درویش نے سبب لاعلمی حال عرض
کیا کہ مین آپ ایسے بزرگ عالی نفس سے کیونکر درستی پیوند کی مبادرت کرسکتا ہون آپنے
فرمایا قضی الامر فیہ یکذا یعنے حکم خدا یونہین نافذ ہوا ہے تو اس مناکحت مین تامل نکر
کیونکہ ولادت فرزندان صالح وقطب زمانہ کا اس سے ظہور ہوگا درویش نے دختر کے
پاس آکر کیفیت عالم خواب دختر سے پرسش کی اُسنے جو واقعہ دیکھا تھا بعینہ بیان کیا
درویش یہ مطابق حال طرفین دیکھکر توافق جانبین پر آمادہ ومستعد ہوا اور بیٹی سے
کہا کہ تجھے بشارت ہو کہ جسکی حکایت تو نے کہی وہی قمر فلک جمال وکمال آج
تیرے کاشانہ مین جلوہ فرما ہوا اور اُن سے لڑکی کو لیے حاضر خدمت خواجہ ہوا آپنے

اُسی وقت اپنا اعتقاد اُس سے کیا چندے وہان قیام کرکے پھر چشت مین تشریف لائے اُس
ولیہ ذی عصمت سے حضرت خواجہ مودود چشتی اور خواجہ تاج الدین ابو الفتح متولد ہوئے
نقل ہے کہ حضرت خواجہ موسم گرما مین خانقاہ سے باچند رفقا تشریف لاتے تھے راستے
کی گرمی و تپش سے سب بیتاب ہوئے آخر بے اختیار آپ سے استدعائے ظہور چشمۂ آب سرد
کی آپ نے فی الفور اپنا عصا زمین پر مارا وہان سے فی الفور زمین شق ہوکر پانی جاری ہوا
ہمراہیون نے نہایت خوشدلی سے سیر ہوکر پیا اور وضو کرکے دوگانہ شکر ادا کیا چنانچہ اتبک
وہ چشمۂ فیض جاری ہے گرمی مین نہایت سرد اور جاڑے مین معتدل ہوتا ہے تپ والے کو اُسکے
استعمال سے صحت ہوتی ہے اہل احتیاج کی دعا کو اُس مقام پر گوہر اجابت حاصل ہوتا ہے نقل ہے
کہ حضرت کے صومعہ کے دروازے پر ایک سنگ مسطح مصفا عریض و طویل رکھا ہوا تھا وہان
اکثر بیٹھکر خواجہ عبادت کرتے تھے ایک روز آپ اُس پر سے اُٹھکر دولتسرا کو چلے عقب مین سنگ
روان تھا خلقت یہ کرامت دیکھکر گروہ گروہ جمع ہوگئی آپ نے جو پاس شورش مخلوق سنگ سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ قف سکانک پس وہ پتھر وہین ٹھہر گیا بعد ازان لوگون نے اکثر اوقات
اُسی سنگ پر حضرت خضر کے ساتھ خواجہ کو بیٹھا دیکھا اور وہان ورود انوار بکثرت رہتا ہے
اتبک لوگون کو اُس مقام کی زیارت ہوتی ہے نقل ہے کہ حضرت خواجہ جب حضرت ابو محمد
کی خدمت مین بارادۂ مریدی حاضر ہوئے آپ کے قدمون پر سر رکھا حضرت ابو محمد نے
نہایت شفقت و الطاف فرمائی اور ناصر الدین لقب کرکے کہا کہ ای ناصر الدین علم خدا
ادراک سے باہر ہے مگر ہدایت و رشاد ایزدی کسیکو حاصل ہوتا ہے پھر حضرت ابو یوسف نے
حضرت سے ایک مشکل سوال کیا آپ نے سات سو جواب باصواب دیے حضرت ابو یوسف
متحیر کرامت ہوکر بنہایت صدق عقیدت مرید ہوئے حضرت ابو محمد نے فرمایا کہ ای ناصر الدین
سات بار میرا نام لیکر آسمان کی طرف دیکھو خواجہ نے تعمیل کی تو عرش اعظم تک حجاب
اُٹھگئے پھر فرمایا کہ ناصر الدین اُسی طرح میرے نام پر زمین کو دیکھو بروقت بجا آوری ارشاد حالات

تحت الثری تک مشاہدہ ہونے لگے پھر حضرت ابو محمد نے اسم اعظم خضر علیہ السلام کا بتایا ہوا آپکو عنایت کیا پھر تو جملہ اسرار و استار آپ پر روشن ہو گئے پھر حضرت ابو محمد نے آپ کو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر کر کے کہا کہ ناصر الدین خدا تعالے نے تجھکو اپنے مقبولون کا منصب عنایت کیا مناسب ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کر اور فقرا سے دوستی و اتحاد رکھ کہ ہمارے مرشدان کامل کا یہی طریقہ ہے خواجہ نے نصایح حضرت کے قبول کیے بجائے خود چار برس تک تنہا مشغول عبادت رہے اکثر اوقات تین چار روز بعد افطار کرتے تین لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے اور جامہ پیوندی پہنتے اکثر سماع سنتے اور اُس سے ذوق کثیر اُٹھاتے مجلس مین بجز فقرا و صلحا کوئی نہ آتا اگر اتفاقیہ کوئی دنیادار داخل مجلس ہوتا اُسوقت ذوق یا سماع نہوتے بجز چند فقرا جملہ اہل ظواہر کو مجلس سے نکلوا دیتے اگر کوئی مجلس مین بیٹھا رہتا تو مجذوب ہوکر ترک دنیا کرتا اس محفل مین جملہ اہل ذوق و سماع حلاوت ذوق پاتے اگر فاسق یہان آنکلتا آئندہ فسق سے تائب ہوکر دنیا سے تعلق خاطر اُٹھاتا آپ فرماتے تھے کہ اگر فاسق میری محفل مین آجائے تو صاحب نعمت و اہل معرفت ہو جاوے اور صالحین کا تو کیا ذکر ہے نقل ہے کہ خواجہ کے روے مبارک سے حالت سماع مین ایک تق نور آسمان تک ظہور پاتا مریض کو مجلس خواجہ مین صحت ہوتی کسی کو آپ کے جواز سماع مین تاب انکار نہوتی اور اکثر اوقات شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مجلس سماع مین آکر ذوق سماع حاصل کرتے اور آپکے روے منور کو دیکھ کر وجد کرتے لوگون نے پوچھا کہ یا شبلی تم حضرت خواجہ کے مشاہدہ سے کیون وجد و ذوق کرتے ہو اور سماع سنتے ہو آپ نے فرمایا کہ مین دیدار خواجہ ابو یوسف مین ایسا جلوہ دیکھتا ہون کہ تم دیکھو تو بیقرار ہو جاؤ خدا تعالے نے خواجہ کو رتبہ عظیم و درجہ مقبول عطا کیا ہے نقل ہے کہ ایک شخص نے خواجہ سے کہا کہ اگر سماع اچھا ہوتا تو حضرت جنید کیون توبہ کرتے آپ نے فرمایا کہ شبلی انکا بھائی خلیفہ میری مجلس سماع مین آکر ذوق سماع پاتا ہے اگر اچھا نہوتا تو شبلی کو اجازت سماع کیون ہوتی مگر نکتہ یہ ہے کہ جنید کو یاران مجلس سماع نہ ہم پہونچے بے تعلقی

تنہائی سے توبہ کرلی ورنہ جسکو اخوان اہل دل ملین اُسکو سماع ضرور ہے اگر جنید اس مجلس مین آسکتے
تو کبھی توبہ نکرتے اور سماع سے وہ حاصل ہوتا ہے کہ عبادت چہل سالہ سے ممکن نہین منقول ہے
کہ ایک روز خواجہ کسی راہ سے گذرتے تھے کہ ایک مسجد بنی ہوئی دیکھی اسمین ایک شہتیر جماعت
کثیر بالائے مسجد رکھنے کو اُٹھا رہے تھے شہتیر کو جنبش نہ ہوتی تھی آپ یہ معائنہ کرکے گھوڑے سے
اُترکر بالائے مسجد آئے اور ایک سرا شہتیر کا پکڑکے بسم اللہ کہکے کھینچا شہتیر اپنے مقام پہ
جا پہونچا طرفہ یہ کہ شہتیر ایک گز کم تھا بمین کرامت خواجہ مقام پر درست آگیا ابتک اس مقام
کی زیارت ہوتی ہے یہ مسجد چشت مین گذار رودہر یو پر واقع ہے منقول ہے کہ اول خواجہ کو
قرآن شریف حفظ نہ تھا آپ اسمین مغموم رہتے تھے آخر ایک شب اپنے مرشد کامل کو خواب مین
دیکھا کہ وجہ ملال پوچھتے ہین آپنے عرض کی کہ کلام مجید کا حفظ نہونا دل پریشان ہے حضرت نے
فرمایا کہ ساٹھ بار الحمد پڑھو خواجہ بجا آوری ارشاد سے اُسی وقت سے حافظ کلام مجید ہوگئے
دستور تھا کہ ہر روز پانچ کلام اللہ ختم کرتے تھے نقل ہے کہ ایک شب خواجہ نے نفس سے خطاب
کیا کہ اے نفس اگر تو استقدر میری یاری کرے کہ ایک ختم کلام مجید دو رکعت کے ساتھ ادا
کرون تو خوب ہو اُسوقت کاہلی نفس سے مقصود خاطر فوت ہوا باعث کاہلی یہ تھا کہ پانی
بہت پی لیا تھا اس سبب سے خواجہ نے بیس برس تک پانی پینے مین کمی اختیار کی نقل ہے
کہ خواجہ بعد عمر پنجاہ سالگی چند روز قریب ہزار قاضی ملک بزرگ وقت کے اقامت گزین رہے
کچھ دنون ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب سکونت اختیار کی اوقات ریاضت
مین صرف کرتے تھے پھر منظور ہوا کہ زیر زمین اعتکاف خانہ بنائیے بسبب سختی زمین کے
کندیدگی سے لوگ عاجز تھے اُسوقت حضرت نے کدال آپ اُٹھا کر تھوڑی سی دیر مین اُس
مقام کو درست کرلیا ابتک یہ مقام زیارت کدہ خاص و عام ہے بارہ برس تک یہین آپنے
ریاضت مین وہ ولولۂ بیخودی و عشق خدا حاصل کیا کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وضو کرتے وقت
چند ساعت آپ کو غیبت ہو جاتی تھی پھر اپنی جا پر آکر اتمام وضو کرتے تھے اُسی ہنگام مین

حضرت عبداللہ انصاری نے آپسے ملاقات کی معاینہ حالات سے بہت خوش ہوئے اور کہا
کہ چشتی ایسے صاحب تصرفات و کرامات ہونے چاہیئین نقل ہی کہ حضرت خواجہ اسی
صومعہ مین ایک مدت تک عالم مستی و بیخودی مین رہے لوگون سے نفرت گزین تھے
رجال الغیب سے اکثر ہمجلیس ہوتے ہزارون مرد و زن آپکے مرید خدمتگزار تھے دو شخص آپکے
مریدون مین سے بشکل مار متشکل ہوکر دروازے پر پاسبانی کرتے تھے جو شخص قابل بار ہونا
نہ ہوتا اُسکو تکتے بدطینت پر حملہ کرکے دخل سے باز رکھتے بعد وفات خواجہ ایک مدت تک وہی خادم
وہان رہے آخر زمانہ غلبۂ کفار مین غائب ہوگئے نقل ہی کہ خواجہ بزرگ نہا و تیسری
رجب المرجب سنہ چار سو انسٹھ ۴۵۹ ہجری کو بر دنور و عالم قدس ہوئے عارف کامل بو دو
آپکی تاریخ وفات صاحب تالیف نے لکھی ہی

بیان حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ

نقل ہی کہ بعد وفات حضرت خواجہ ابو یوسف کے خلیفہ شرف اسلام و المسلمین مورد
عنایات رب العالمین سایۂ خلق آسائے کردگار حجت اولیائے نامدار قبلۂ حاجات کعبۂ مرادات
شمع ہدایت صوفیان کرام چراغ ولایت چشتیان عظام مقرب بارگاہ حضرت معبود
تاج العرفا خواجہ مودود ابن ناصر الدین خواجہ ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہٗ ہوئے
لقب آپکا قطب الدین ہی آپ ولی مادرزاد ہین اقوال مبارک جملہ مشائخ کبار کے مسلما
تھے ہین صلحائے عصر آپکے معتقد و محکوم تھے زمانہ طفلی سے پیران والا نظر آپکے پاس احترام
و عظمت مین صرف ہمت کرتے تھے مشائخ وقت مین سے کوئی فائق آپسے نہ تھا اکثر مقاصد
مشکل و دقائق اہل دل آپسے حل ہوتے تھے جو کوئی حاضر خدمت ہوتا کامیاب نعمت ہوتا
اقوال و افعال مین شریعت کی پوری پوری متبعیت تھی علوم ظاہر و باطن سے
ذی سرمایہ تھے جب کوئی امر غیب سے مشاہدہ ہوتا یا ندائے غیبی معلوم ہوتی تو اسکو
کر لیتے تھے اپنے پدر بزرگوار سے خرقۂ فقیری و تمغائے مریدی حاصل کیا ہی جسطرح

ولایت مین آپکی خوبی عظمتی مشہور ہی نسب سعادت آپکا حسینی ہی اکثر عالم اظہار آپکو
ہوتا تھا اسی کرامت پر اکثر مرید ہوتے نقل ہی کہ عمر ان بزرگوار کی ستانوے برس کی ہوئی ہی
عالم طفلی ہی سے ساکین و فقراے اہل دل سے موافقت رکھتے تھے فقر و زہد و اتقا سے سروکار
تھا سات برس کے سن مین قرآن شریف حفظ کر لیا علوم ظاہریہ مین کمال حاصل تھا
حتی کہ پندرہ برس کی عمر مین کتاب منہاج العارفین توضیح حال خواجگان و خلافۃ الیقین
تصنیف فرمائی تھی آپکو کشف قلوب و کشف قبور و کشف ارواح حاصل تھا جو کوئی
خدمت مین آتا اُسکا خطور قلبی آپ بیان کردیتے تھے صاحب قبر کا حال تمام و کمال
بتاتے تھے چوبیس برس کی عمر مین اپنے والد بزرگوار کے قائم مقام سلطان سنجر بن ملکشاہ کے
عہد مین آپکا دور خلافت تھا نقل ہی کہ جب آپ مرید ہوئے تو بیس برس تک خلوت
مین مشغول ذکر و مجاہدہ و ریاضت شاقہ رہے پانچ پانچ دن کے بعد افطار کرتے تیس سال
سوئے نہین جب آپ خلیفہ ہوئے کلیم درویشی پائی تو آپکے والد ماجد نے خطاب فرمایا کہ
اے مودود یہ خلعت عطیہ حضرت رسول مقبول صلعم و بخشیدہ حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ
کا ہی تجھکو سزاوار ہی کہ مدح و ذم سے بحث نہ رکھے ریاضت شدید کرے تجھکو قابل دیکھکر تفویض
کرتا ہون اور اُسی وقت اسم اعظم حضرت خضر علیہ السلام کا بتایا ہوا آپکو عنایت کیا
اُسکی برکت سے علوم ظاہری و باطنی پر آپکو عبور تام ہوگیا بلکہ ہر شخص حاضر علیہ
و صاحب کرامت ہوگیا تھا مریدان باصفا تحت الثری سے عرش اعلے تک باخبر تھے فیض آپکا
ایسا عام ہوا ہی کہ نواحی چشت سے بلخ تک بحسب روایت بعض دس ہزار خلیفہ ہوئے ہین اور
مریدان واثق الارادت کا تو حصر و شمار نہین جو شخص تین روز خانقاہ مین رہتا اُسکا مطلب
حاصل ہوجاتا جسکو مریدان و فرزندان گرامی مین سے مہم سخت پیش آتی ہر وقت یاد و استمداد
آپکی تشریف آوری سے وہ مہم رفع ہوجاتی اگرچہ کسی مقام پر طالب ہوتا اگر آپ تصرف سے
وہین پہونچتے بلکہ بعد وفات خواجہ بھی یہی آپکے تصرفات آپکے فرزندان عالی نہاد مین

ظاہر ہوتے جاتے ہیں آپ کی اولاد کثرت سے ایران و توران و ہندوستان میں صاحب افادہ
و افاضہ ہوئی نقل ہے کہ آپ بزمانہ طفلی ایک روز مکتب کو جاتے تھے راہ میں ایک چشمہ آب
بغایت لطافت و شیرینی سے روان تھی روانی آب کا شور اور موسم نوبہار کی کیفیت کا ذوق بہت
خوش آیندہ تھا مخلوق جوق جوق تماشا و سیر کے لیے موجود تھی آپ بھی ٹھہر گئے لڑکوں نے
آپ کو دیکھ کر متفق اللفظ عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ اس آب تیز رو مرد افکن سے گذر جائیں تو ہم
سب آپ کو ولی کامل جانیں آپ سنتے ہی بسم اللہ کر کے کفش پہنے ہوئے چشمہ میں اتر پڑے اور نہایت
اطمینان سے سطح آب پر گام پیما ہوئے طرفۃ العین میں اُس کنارہ پر جاکر پھر بدستور حال ادھر کو
اُسی سبکدستی سے تشریف لے آئے اور قدم بھی آپ کے تر نہوئے یہ کرامت دیکھ کر دو سو آدمی
حاضر الوقت آپ کے مرید ہوئے نقل ہے کہ آپ زمانہ کودکی میں مکتب میں بیٹھے ہوئے تھے
اور طفل و جوان مکتب نہایت عسرت وقت سے تنگ تھے سب نے آپ سے بااصرار استدعائے نعمت
خداداد کی بعد مبالغہ بسیار آپ کو ترحم بیشمار آیا اور اپنی آستین میں ہاتھ ڈالکر بامر جبار نبات
و شکر اسقدر نکلنی شروع ہوئی کہ سب حضار اٹھاتے اٹھاتے تنگ ہوگئے یہ ماجرا سنکر گرد و پیش
کے حضار و کبار بکثرت جمع ہوکر نعمت یاب ہونے لگے جب انبوہ کثیر سے شور و غوغا ہوا تو آپ نے
بخیال ظہور شورش دست شکر بار آستین میں ڈالکر روک لیا نعمت فشانی بند ہوگئی شدہ شدہ
یہ خبر آپ کے والد ماجد کو پہونچی بلاکر فرمایا کہ اب ایسے اسرار نہانی کا اظہار کبھی نکرنا کہ پیران عظام
کرامت چھپاتے ہیں اور تم ایسے اشاعت و اعلان سے ظاہر عام کرتے ہو مجھے خوف ہے کہ روز محشر
بسبب خلاف ورزی حضرت سے مجھکو خجالت ہوگی مگر آپ کے آثار ولایت سے باخبر تھے
بیشک گاہے گاہے فرماتے تھے کہ یہ لڑکا قطب الاقطاب ہوگا نقل ہے کہ ایک دفعہ خواجہ بایام
خردسالگی بارادہ شکار جانب رباط خانہ سے گذرنے میں خودانہ روان بہ رباط خانہ تشریف لیگئے
اور شغل طاعت و عبادت میں مشغول ہوئے ہمراہی لوگ صید و شکار میں جد و جہد کرنے لگے ناگاہ
ہزار جن جو حضرت ابو احمد چشتی کے مرید ہوئے آپ کی پابوسی سے وہاں مشرف ہوئے یہاں جو ہزار مسلمان

شکاری نے آپ کو اپنے زمرہ مین نہ دیکھا جستجو کرتے ہوئے رباط خانہ مین آئے اور بہت سے چرند
پرند زندہ و کشتہ شکار کرکے خدمت مین لائے دیکھا تو ایک انبوہ کثیر جنات اور رجال الغیب کا آپکے
گرد و پیش مصروف خدمت پابوسی مین ہے یہ دیکھکر شکاری متحیر ہوئے آخر جانوران صید کردہ کو
پیش کیا آپنے جو مادہ جانور شیر دار تھین اُنکا دودھ نکلوایا ہمین کرامت سے شیر دان کے بھی شیر
پیدا ہوگیا اور وہ تمام شیر مجملہ ہمراہیان شکار کو پلوایا اور صید مذبوح جانورون کے کباب بنواکر سبکو
کھلوائے اور حضار معاینہ کرامت سے حیران ہوکر سب کے سب مرید ہوئے اور آپکا شہرۂ کرامت مشہور
عالم ہوا اطراف کے آدمی اکثر مرید ہوئے نقل ہے کہ حضرت غایت خوش خلقی سے ہر اعلے و ادنے کی
تعظیم و تکریم کرتے تھے اور وسعت اوطاقت سے ہر اہل حاجت کی حاجت بر آری فرماتے تھے جسکو جو طلب
ہوتی تھی وہ ہی دیکر رضامند کرتے تھے پہلے سب سے سلام مین سبقت فرماتے تھے یہانتک کہ لونڈی غلام کو بھی
پہلے سلام کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ خواجہ سبقت سلام مین کیا دقیقہ ہے آپنے فرمایا کہ جب حضرت رسول صلعم
معراج مین قریب خدائے عالم پہونچے تو اول ارشاد ایزدی ہوا کہ السلام علیک یا ایہا النبی پس بسبب
پیروی افعال خدا و رسول سمجھتے یہ امر خیر اختیار کرنا مجھپر فرض عین ہے نقل ہے کہ جب حضرت
زیارت کعبہ کا عزم کرتے چشم زدن مین پہونچکر ارکان حج ادا کرتے اور کبھی کسل طبیعت سے خود نہ جاتے
تو بحکم خدائے جلیل کعبۂ شریف کو فرشتگان مکرم آپکے قرب لے آتے کہ حضرت بہ فراغ خاطر مناسک
طواف بجالاتے تھے نقل ہے کہ خواجہ مکرم اکثر مجلس منعقد کرکے سماع سنتے اور بہت ذوق اُٹھاتے
مشایخ اعظم اور اکثر صغیر و کبیر مجلس خاص مین حاضر ہوتے تھے طعام تقسیم ہوتا تھا آغاز مجلس مین
قرآن خوانی ہوتی تھی اور آخر کو بھی کلام مجید پڑھا جاتا حضرت وقت سماع غایت ذوق مین
گریہ کرکے حضار کو بھی رولاتے اور کبھی مستی مین لبون پر کف لے آتے کبھی تبسم کرنے مین
رنگ سرخ ہوجاتا بعض اوقات یک دو ساعت مجلس سے غائب ہوکر پھر ظاہر ہوتے حاضرین
مجلس حلاوت سماع ذوق و وجد اُٹھاتے بلکہ نعمت پاتے کسی نے حضرت سے پوچھا کہ یا خواجہ صاحب
سماع مجلس مین سے کیون غائب ہوجاتے ہو کہا کہ صاحب سماع کو لباس نور اسوقت پہنکر لیجاتا ہے

اُسکی حرکت سے پُر ہوکر خفا مین مستور ہوکر عالم علوی مین رونما ہوتا ہی اور خلقت چونکہ نگاہ باطنی سے
عاری ہی اُسے نہین دیکھ سکتی اگر کوئی آگاہ دل ہو تو اُسکے مقام کو دیکھے اور اگر مین مدارج سماع
بیان کرون تو لوگ مجھکو ہلاک کر ڈالین اور اکثر خود عبادت سے غافل ہو جاوین از بسکہ پیر
مرشدان کامل تھے یہ راز چھپایا ہی مین ایک شمہ ظاہر نہین کر سکتا کیونکہ بزرگون سے برعکسی
نہین کر سکتا نقل ہی کہ جب آپکے والد ماجد نے انتقال کیا اور آپکی سجادہ نشینی ظہور مین
آئی تو سن مبارک چوبیس برس کا تھا اس خیال سے حضرت شیخ الاسلام احمد جام زندہ فیل نے
بپاس حرمت خاندان خواجہ عالی فطرت عزم مصمم کیا کہ ابھی خواجہ کمسن ہین شاید بباعث خوردسالی
کوئی نقص تکمیل استحکام مدارج حسن عقیدت اہل ارادت مین رہجائے اور فتور وقوع مین
آئے اسلیے خود وہان چلکر اُس گوہر معدن کرامت کو درۃ التاج سجادہ خاندان علیہ کیجیے اور
خلایق کا مرجع عام آپکی ذات والا کو ٹھہرائیے با چند مریدان با صفا و خدام با وفا چشت سے روانہ
مقام ہرات کہ جہان مسکن خواجہ تھا ہوئے منافقین نے موقع عرض پاکر خواجہ سے کہا کہ شیخ احمد جام
آپکے سلب اقتدارات کے لیے بہ سامان تمام آتے ہین آپ نے یہ کلمے سنکر ایک لمحہ تامل کیا بعدہ
فرمایا کہ تمھارا زعم غلط ہی بلکہ شیخ از روے محبت ہماری ازدیاد شوکت و تایید و نصرت کے واسطے
آتے ہین جب شیخ عالی مرتبت قریب آگئے تو پھر کسی نے خبر پہونچائی کہ شیخ مریدان کثیر کے ساتھ
آپہونچے آپ بھی جائین تو بہت سامان شایان و اعیان جانفشان کے ہمراہ جائین پھر خواجہ نے
اُس غرض آمیز کلام پر التفات نہ کیا اور کچھ تھوڑے سے مریدون کے ساتھ براے استقبال شیخ
روانہ ہوئے اُسوقت حضرت شیخ کو کسی بدکیش نے خبر دی کہ خواجہ آپ سے مقابلہ کو آتے ہین
حضرت شیخ نے جواب دیا کہ یہ امر بے اصل ہی خواجہ با کمال ہمارے استقبال کو اپنے مریدون کے
ساتھ آتے ہین یہ انبوہ ہزار در ہزار مریدان اخلاص شعار خواجہ عالی وقار کا ہی آخر الامر خواجہ
اپنے ہزارون مریدون کے ساتھ ساحل دریاے تونکسا پر پہونچے اور اُس کنارہ پر حضرت
شیخ الاسلام با جملہ ارادتیان خوش انجام تشریف لے آئے فقط دریا حائل تھا حضرت شیخ اُسوقت شیر پر سوار تھے

اور ادھر خواجہ دیوار پر دیوار چھپا کر دار روان تھی بروقت سواجہہ طرفین خدمتیان شیخ نے
کہا کہ ہم تمہارے پاس آئین یا تم یہان آؤ گے خواجہ نے کہا کہ تم مہمان دور سے آئے ہو ہم
باستقبال قریب سے آئے ہین ہم اُدھر تمہاری ملاقات کو آتے ہین پھر خواجہ با کرامت نے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دریا مین مع ہمراہیان واثق الارادت کے قدم رکھا اور سب کے
ساتھ مع الخیر طرفۃ العین مین اُسطرف جا پہونچے اور شیخ عالی منزلت سے ملاقات کی شیخ نے
یہ تصرف خواجہ دیکھکر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ خواجہ ہمارے خیال کے خلاف اکمل الکاملین ہے
مگر شکر خدا کہ اس تقریب سے دیدار خواجہ نصیب ہوا تھوڑی دیر مخاطب مکالمت رہے پھر خواجہ
نے شیخ سے کہا کہ آپ میرے مکان پر چلیے اور خواجگان مکرم کے مزارات کی زیارت فرمائیے
شیخ نے فرمایا کہ مقصود تمہارا ملنا تھا اور زیارت خواجگان مرحوم کی اُنکی ارواح کے ہمین تعیم
سے ہر جا میسر ہے یہ کہکر مراجعت کی اور خواجہ مشایعت کنان ساتھ تھے تا آنکہ مکان خواجہ علی حکیم
پر کہ مستقر شیخ تھا شیخ فروکش ہوئے اور خواجہ بھی ہمراہ تھے دونون بزرگ تین روز
وہین مقیم رہے بزم سماع منعقد کرکے وجد و ذوق حاصل کیا اس سے پہلے وقت فروکشی کے
خادم شیخ نے عرض کی تھی کہ رخت خواب کس مقام پر لگایا جاے فرمایا کہ ابھی صبر کرو ا
سمیں دریش ہے چنانچہ اُسکا ظہور یہ ہوا کہ اہل نفاق نے بہ طینت یہ ارادہ کیا کہ شیخ کو شہید کر ڈالیں
اور بہت سے لوگ تیغ و خنجر در دست وقت سماع قریب شیخ آئے شیخ نے اُنکو بھیجا یا دیکھکر اُسی
حالت مین نگاہ غیظ سے دیکھا سب خوف سے تھرانے لگے اور اُسی وقت خواجہ نے بھی اُن
کوتاہ اندیشون پر نظر عتاب ڈالی تمام جماعت فاسد العقیدت بیہوش ہوکر گر پڑی اور جس وقت
تک کہ شیخ و خواجہ حالت لاحقہ سماع سے ہوشیار ہوئے وہ سب تا کس بھی وحرکت پڑے رہے و
رفع بیخودی خواجہ نے حال بعد گفتگوی زمرہ خام فہم تمام و کمال شیخ سراپا عظمت و جلال سے کہکر
اظہار عتاب و غضب کیا شیخ نے ماجرا سنکر بغایت تمکین و علم خواجہ سے کہا کہ صاحبزادے ان لوگون نے
جیسا عمل مذموم سوچا تھا اُسکی سزا کما ینبغی پائی اب انکو عفو کرنا چاہیے خواجہ نے کہا یہ لوگ آپ کے

خطاوار ہین جب آپ عفو کرین تو مین تقلیداً معاف کرون شیخ نے کہا کہ مین نے معاف کیا خواجہ نے کہا
علے ہذا القیاس جو ہین دونون بزرگون نے یہ کلام فرمایا سب اشخاص ہوش مین آکر شیخ کے
قدمون پر گرے باظہار ندامت توبہ کی بعد اسکے حضرت شیخ الاسلام وہانسے رخصت ہوکر جانب
مقام جام روانہ ہوئے اور خواجہ عظیم الشان نے سمت چشت نہضت فرمائی وقت تفارق ہمدگر
شیخ نے کہا کہ خواجہ علوم باطنی سے سرمایہ دار ہو علوم ظاہری کا اکتساب بھی بوجہ تام کرو خواجہ نے
بپاس نصیحت شیخ اُسی روز سے تحصیل علوم ظاہری مین سعی بلیغ کی تھوڑے دنون مین تکمیل
فرمائی اگرچہ صاحب نفحات نے یہ نقل اور طرح لکھی ہی مگر خواجہ نے اپنے ملفوظات مین اسی طرح
تحریر فرمایا ہی نقل ہی کہ جب خواجہ ہمراہی شیخ سے جدا ہوکر راہی چشت ہوئے راہ مین ایک جانب
سے یا مودود یا مودود کی صدا آپکے گوش زد ہوئی آپ اُسی طرف کو سراغ جویان ہوپنچے قریب
پہونچکر ایک شخص نابینا کو اس صدا کا قائل دیکھا آپنے فرمایا کہ ای بندۂ خدا یہ صدا کیا ہی اُسنے کہا
کہ مین بسبب ابتلاے بلاے رنج و تکلیف جناب باری مین مدت سے گریہ وزاری کرتا تھا
ایک روز ندا آئی کہ ای شخص ایسے تو یا مودود کہہ وہ ہمارا بندۂ مقبول ہی فلان روز تیرے پاس
پہونچکر تیری نجات ہمسے طلب کریگا تو تجھکو اس بلاسے رہائی ہوگی چنانچہ کئی روز سے یہ نام
میرے ورد زبان ہی اور آج روز موعود ہی دیکھیے وہ شخص کب آئے یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ مودود
میرا نام ہی تیرا کیا کام ہی بیان کر اُسنی روشنی چشم کی استدعا کی آپنے دعا کرکے لعاب دہن اپنا
اُسکی آنکھون مین لگایا قدرت خدا سے اُسی وقت بینا ہوگیا اور جملہ تکالیف سے نجات پائی
نقل ہی کہ جب خواجہ علیہ الرحمۃ چشت مین آئے چند مقام کیے وہان سے جانب بلخ روانہ ہوئے
جب قریب شہر آئے اکثر عمائد و خوانین و مشائخ و غیرہم گروہ در گروہ آپکے استقبال کو چند
فرسنگ آئے نہایت اعزاز و اکرام سے شہر مین لیگئے جب ایک فرقہ علما و فضلا نے مخلوق عام کی طرف
سے بھی خواجہ عالیمقام اہتمام احترام و اکرام غایت الغایت دیکھا تو نہایت حسد سے درپے الزام
و اہانت خواجہ ہوئے اور اپنے تابعین ہمراہی سے یہ امر مشتہر کیا کہ خواجہ ایک درویش سادہ ہی

ہم لوگ جبتک اسکے علم و فضل ظاہری و باطنی کا امتحان نہ کرلین کوئی شخص وثوق ارادت نکریے
آخر روز جمعہ مسجد جامع مین خواجہ اپنے متابعین کے ساتھ موجود ہوئے اور کئی سو عالم متبحر با چند
تلامذہ و طلبا بارادہ امتحان مسجد مین آئے اور خواجہ سے بعد ملاقات ہزارون سوال مشکل از مشکل
کیے خواجہ نے بمدد غیبی جملہ سوالون کے جواب باصواب دیے اور سب علما شرمندہ ہوئے آخر الامر
در باب جواز سماع گفتگو کی اور کہا کہ با اینہمہ ماہریت علوم باطنی و ظاہری سماع سے آپ کو پرہیز نہین
اسکا باعث کیا ہی آپنے فرمایا کہ پہلے مشائخ عظام خاصۃً حضرت خواجہ ابراہیم ادہم باہمہ اقتدار
اجتہاد سماع سنتے تھے ہمکو اُنکی تقلید فرض ہی پھر علما نے کہا کہ وہ تو سب کے سامنے بالا ے ہوا
سیر کیا کرتے تھے اُنکا رتبہ اُنھین کو شایان تھا آپ کہان اُڑ سکتے ہین آپنے بسم اللہ کر کے
یکایک مجلس سے پرواز کی اور مثل عقاب تیز پرواز چشم زدن مین نہایت بلند ہو گئے اُسوقت
لوگون نے حیرت و عبرت سے فریاد و فغان کی آپ بپاس عجز و الحاح مخلوق رفتہ رفتہ زمین
پر اُتر آئے اُسوقت دس ہزار آدمی حاضر تھے سب مرید ہوئے مگر بدعیون نے جب بھی لا نسلم کہکر
کہا کہ یہ کرشمہ تو اکثر جوگی لوگ کرتے ہین ہم تو جب مانین کہ یہ سنگ کلان چسپیدہ در مسجد
یکایک اپنی جاسے اُٹھکر حلقہ مجلس مین آکر تمھاری ولایت کی گواہی دے آپنے
اُس سنگ کی طرف توجہ کی پھر دفعتًہ وہ پتھر ایک لغزش عظیم کر کے اپنے مقام سے
جدا ہو کر قریب خواجہ آیا اور بآواز فصیح آپ کے ولایت کی گواہی دی اُسوقت جملے
منکرین رو براہ ہو کر آپ کے قدم پر گرے اور توبہ کر کے مرید ہوئے نقل ہی کہ حضرت
خواجہ ایکبار باچند رفیقان عقیدت شعار بلخ سے بخارا کو جاتے ہوئے ایک دریا پر
وارد ہوئے بعزم عبور دریا ملاحون سے کشتی طلب کی اُنھون نے بسبب عبور کرانے
ایک کاروان کے کشتی لانے مین توقف کیا حضرت نے بعد انتظار بسیار اپنے ہمراہیون
کو مجتمع کر کے بسم اللہ کی اور دریا مین اُتر کے طرفۃ العین مین عبور کیا آپ اسپ
بادرفتار پر اور دیگر ہمراہی پیادہ سطح آب پر مثل زمین ہموار گذار کرتے جاتے تھے

اہل کشتی دریا مین اور اکثر ساحل والے ساحل پر یہ واقعہ حیرت خیز دیکھکر متعجب تھے بعد عبور دریا
جملہ موجودین واقعہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوئے الحاصل وہان سے حضرت
بعافیت تمام بخارا مین تشریف لاکر باکتساب علم فقہ شیخ نجم الدین عمر کے شاگرد ہوئے
استاد کو آپکی ذہانت صوری و فطانت معنوی سے بیش بیش شفقت ہوئی اور آپنے
ایک تلمیذ ارشد. مالک الجن کے ساتھ آپ کو ہمسبق کیا اور ملک الجن کو بباعث اتحاد ہمسبقی
ہمیشہ رہی خواجہ سے بہت انس پیدا ہوا اور ایسا عہد قدیم محبت باہمدگر مستحکم ہوا کہ آپکی اولاد
نسلاً بعد نسل اولاد جناب مانی رہی اور کبھی کچھ ضرر کسیکو نہین پہونچا بعد اسکے علمای
بخارا نے اُنسے مناظرہ کیا اور آپنے بدلائل ساطع و براہین قاطع اُن سبکو ملزم کرکے اپنا
مرید و معتقد کیا نقل ہی کہ خواجہ عبد الخالق غجدوانی ناقل ہین کہ میرے سامنے بایام عاشورا
درحالیکہ محفل خواجہ مین سررشتہ سخن من قبیل معرفت تاب پذیر تھا ایک جوان زاہد وضع
خرقہ در بر و سجادہ بدوش وارد بزم ہوکر ایک گوشہ مین خاموش ہو بیٹھا جب خواجہ
روشن ضمیر نے اوسپر نظر ڈالی تو فرمایا کہ ای شخص تو جو دریافت کرتا ہی بیان کر جوان نے
آگے بڑھکے عرض کی کہ اس حدیث شریف اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ کا کیا
مطلب ہی اور اسمین راز کیا ہی اسوقت خواجہ نے فرمایا کہ مدعا اس سے یہ ہی کہ تو زنار
توڑکر مسلمان ہو اور وحدانیت خدا پر اقرار کر اُسنے کہا کہ یا خواجہ مجھے زنار سے کیا علاقہ
مین مسلمان ہون اسوقت خواجہ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اُسنے خرقہ جوان کے بدن سے
کھینچ لیا دیکھا تو وہ جوان نامسلمان زنار بند تھا پھر جوان نادم ہوکر روتا ہوا خواجہ
کے قدمون پر گرا اور صدق دل سے اسلام لایا نقل ہی کہ حضرت کے گیارہ
خلیفہ نامی ہوئے ہین ہرچند کہ آپ کے خلیفہ بیت المقدس سے چشت تک ہزارون تھے
لیکن یہ گیارہ بہت صاحب عظمت تھے اول صاحبزادہ والا آپکے ابی احمد دوسرے
خواجہ حاجی شریف زندنی تیسرے شیخ ابو نصر چوتھے زاہد پانچوین شیخ حسن چھٹے خواجہ

ساتوین شیخ عثمان رومی آٹھوین شیخ احمد مسعود نوین خواجہ محمد ہشام دسوین خواجہ انجو
علی گیارھوین شاہ جہان کہ ملقب بہ شاہ جہان تھے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل ہے کہ
قبل رحلت کے آپنے فرمایا کہ اب ہماری تیاری ہے چنانچہ ایک روز دروازے کی سمت
تکنا شروع کیا جسطرح کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہے اُسوقت ایک شخص بلباس نورانی
پیدا ہوا اور خواجہ کو سلام کیا اور روبرو آکر ایک پارہ حریر کا دیا کہ اُسمین کچھ لکھا ہوا تھا
آپنے اُسکو پڑھا اور سر پر رکھا اور رحلت فرمائی عالم مین شور وغوغا ہوا اور اطراف
وجوانب سے آدمی جمع ہوئے اور تجہیز وتکفین کرکے نعش کو واسطے نماز کے رکھا کہ
ایک آواز مہیب غیب سے آئی یہانتک کہ لوگ دور ہوگئے اور رجال الغیب نے
اول نماز پڑھی پھر جوق جوق جنات آتے گئے اور نماز پڑھتے گئے اور اکثر جنات آپکے
مرید تھے انہون نے بھی نماز ادا کی پھر مریدان خاص اور مردمان نے نماز پڑھی
پھر غیب سے آواز آئی اور لوگ دور ہٹ گئے تھوڑی دیر مین نعش مبارک آپکی
زمین سے بالا ہوئی اور قبر کی جانب چلی تمام آدمی اُسکے پیچھے ہوئے یہانتک
کہ متصل قبر کے پہونچی اور جس جگہ قبر کھودی تھی اُسمین بلا وساطت انسان کے
آرام گزین ہوئی آدمیون نے قبر درست کرکے مدفون کیا اور آپ سجدہ گاہ عالم
وعالمیان کے ہوئے اور قیامت تک رہینگے اس حال کو دیکھکر ہزارون کافر مسلمان ہوگئے
اور یہ واقعہ غرہ ماہ رجب سنہ ٢٣٥ ہجری مین واقع ہوا تاریخ رحلت اُس امام بہشت کی آن جنت
اولیا بود وہو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ ہر چند کہ خلیفہ آپکے حد شمار سے زائد تھے لیکن ان
سب مین گیارہ خلیفہ جنکا ذکر اوپر گذرا صاحب مناصب عالیہ ہوئے اور ایک سلسلہ چشتیہ جاری کیا
اور ان سب مین حاجی شریف کبار بزرگ تھے اور حضرت کے جانشین تھے چنانچہ احوال انکا مذکور ہوتا ہے

بیان حضرت خواجہ شریف زندنی قدس سرہ

احوال صدق مقال اُس بادشاہ فلک حقیقت اور شاہنشاہ اقلیم معرفت محمد

علیہ سے جہان زبدۂ صلحا سے دوران متقی کامل عابد و عامل دانندۂ علم غیب ستار عیب تجلی کامل
روشن دل شمع انجمن تمیز حضرت خواجہ شریف زندنی قدس سرہ العزیز کا ہے کہ حال عجیب
اور آثار غریب مکاشفات جلیہ اور مشاہدات علیہ رکھتے تھے اور زمرۂ اولیائے کرام مین
عدیم المثال اور صاحب حال کمال تھے اور خرقۂ فقر و ارادت کا حضرت خواجہ مودود چشتی
رحمۃ اللہ علیہ سے پایا تھا اور عمر حضرت کی یکصد و بیست سال کی ہوئی اور چودھوین
سال سے کبھی وضو آپ کا سوائے متوضا کے شکست نہین ہوا اور تمام عمر پارچہ پیوند شدہ کے
سوا کبھی نہین پہنا اور ہمیشہ فقر و فاقہ کو دوست رکھتے تھے اور جب فاقہ ہوتا تو سو رکعت
نماز شکرانہ ادا کرتے اور فرماتے کہ فقر و فاقہ طریق انبیا اور اولیا کا ہے اگر فقر و فاقہ سے
ملال ہو تو روز قیامت کو اُس گروہ سے خجالت ہوگی نقل ہے کہ جب کوئی محتاج
یا فقیر آپ کے پاس آتا تو آپ نہایت تعظیم و تکریم کرتے اور از بس خاطر داری سے
پیش آتے اور اگر کوئی دنیا دار آتا تو اُسکی جانب متوجہ بھی نہ ہوتے اور نہ کبھی اہل دنیا
کے یہان جاتے اور فرماتے کہ فقرا کا غلام ہون اگر مجکو فروخت کردین تو عذر نکرون
نقل ہے کہ آپ چالیس برس تک جنگل و بیابان مین رہے اور آدمیون سے نفرت کرتے
اور اکثر گوشہ نشینی کو دوست رکھتے اور اگر اشتہا غالب ہوتی بعد چار پانچ روز کے
میوۂ صحرائی یا برگ درختان دشت تناول فرماتے اور کبھی ساگ بے نمک پکاتے پس
خوردہ آپ کا جو کوئی کھا لیتا فوراً مجذوب ہوتا اور جسپر آپ کی نگاہ پڑتی وہ ولی کامل ہو جاتا
اکثر درویش اس زمانہ کے آپ کی خدمت کرتے اور آپ اکثر راگ سنا کرتے اور وجد مین
بیہوش ہو جاتے اور گریہ و زاری کرتے جہان تک آپ کے رونے کی آواز جاتی
وہان تک لوگ بیخود ہو جاتے اور نماز مین بھی استغراق بدرجہ کمال ہوتا اور آپ کا
قول ہے کہ جو کوئی مجلس مین ذکر خداوند جل و علا کرے خام ہے عاشق وہ ہے کہ محبوب کا
ذکر سنکر بیخود ہو جاوے ورنہ عاشق نہین ہے نقل ہے کہ جسوقت آپ حضرت

مودود چشتی کی خدمت مین حاضر ہوئے تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ای حاجی تو
نیک بخت ہی مین نے خدائے عزوجل سے اپنا جانشین چاہا تھا پس تجھکو اللہ تعالے نے
بھیجا اب تو خلق کو ہدایت وارشاد سے فیض پہونچا اور جو کوئی تیرا مرید ہوگا اہل نعمت ہوگا
اب عزلت نشینی اختیار کر بموجب ارشاد خواجہ والا نہاد کے حاجی صاحب نے عزلت
قبول کی اور خواجہ صاحب نے کمال شفقت فرمائی اور اسم اعظم کہ پیران عظام سے
سینہ بسینہ چلا آیا تھا آپ کو عنایت کیا اُسی وقت علم لدنی منکشف ہوگیا اور علم دینی
یاد ہوا اور خواجہ صاحب نے گلیم اپنی عنایت کی اور خلافت دی اور کہا کہ الٰہی حاجی شریف
درویش کو کہ ہمیشہ تیری یاد مین رہتا ہی قبول کر آواز آئی کہ حاجی ہمارا دوست ہی اور ہم
اُس سے راضی ہین اور اُسکو یہ خرقہ مبارک ہوا اور ہمنے اُسکو قبول کیا نقل ہی کہ آپ
راگ بہت سنا کرتے بلکہ راگ پر عاشق تھے اور اکثر آپ کی مجلس مین عالم اور صالح لوگ
حاضر ہوتے اور جو کوئی راگ سنتا فوراً تارک الدنیا ہو جاتا نقل ہی کہ اُس شہر مین ایک
فقیر سات دختر رکھتا تھا کہ وہ سن بلوغ کو پہونچ گئی تھین اور فقر فاقہ سے تنگ تھا
اور قوت ایک روز کا نہ رکھتا تھا ایک روز حاجی صاحب کی خدمت مین آیا اور حال
التماس کیا حاجی صاحب نے فرمایا کہ اے درویش گو آج تو رنج اُٹھاتا ہی کل عیش و آرام
سے بیٹھیگا اور تو کل صبح ہی ہمارے پاس آ فقیر وہان سے رخصت ہوا اثنا راہ مین
ایک ترسا سے ملاقات ہوئی اُسنے دریافت کیا کہ اے درویش تیرا کیا حال ہی درویش نے
کہا کہ سات دختر بالغہ رکھتا ہون اُنکی فکر سے ملول ہون آج خواجہ شریف کے
پاس شکایت لیگیا تھا اُنھون نے فرمایا کہ کل ہمارے پاس آ دیکھیے کل کیا ظہور مین
آوے ترسا نے کہا کہ حاجی شریف مرد مفلس ہی اُسکے پاس کچھ نہوگا اسواسطے دوسرے روز کا بہانا
کر دیا اب تو اُنکے پاس جا اور یہ کہہ اگر آپ کو کچھ دینا ہی تو سات برس تک فلان ترسا کی خدمت
کیجیے وہ سات ہزار دینار دینے کا وعدہ کرتا ہی درویش نے آکے آپ سے بیان کیا آپ اُسی وقت درویش کے

ہمراہ ہوئے اور اُس ترسا کے پاس گئے ترسا نے کہا کہ جو کچھ آپ اس درویش کے لیے کہا ہے وہ مجھکو منظور ہی حضرت نے فرمایا کہ مجھکو بھی منظور ہی اُسی وقت روبرو قاضی شہر کے تحریر کر دی کہ بالعوض سات ہزار دینار کے سات برس تک اسکی خدمت کرونگا اور اُس سے سات ہزار دینار لیکر درویش کو عنایت کر دیے اور ترسا سے فرمایا کہ جو خدمت میرے سپرد کرتا ہو کر دے کہ مین اُسکا انجام دون ترسا نے کہا کہ شبکو پاسبانی کیا کرو یہی خدمت سات برس تک مقرر کی آپنے قبول کیا یہ خبر خلیفہ شہر کو پہونچی اُسنے اُسی وقت چودہ ہزار دینار آپکی خدمت مین بھیجے اور کہلا بھیجا کہ سات ہزار دینار ترسا کو دیکر مخلصی حاصل کیجیے اور باقی خرچ خادمان مین صرف فرمایئے جسوقت وہ زر آپکے پاس آیا آپنے کل دینار اُسی وقت فقرا و مساکین کو ایثار کر دیے ترسا نے عرض کیا کہ آپنے یہ زر جو فقرا کو تقسیم کیا اسمین سے دینار مجھکو دیکر رہائی کیون نہ پائی کہ اس محنت مین گرفتار رہے حضرت نے ارشاد کیا کہ اے ترسا تو اس راز سے خبردار نہین ہی جو کچھ اس محنت و مشقت مین لذت ہی وہ دنیا کی راحت مین نہین ہی خدا وند جل شانہ فقر و فاقہ کو دوست رکھتا ہی پس جس سے وہ راضی ہو وہ بات بہتر ہی اور جس کسی سے وہ راضی ہوتا ہی وہ اُسکو مصیبت مین مبتلا رکھتا ہی اور جس سے ناراض ہوتا ہی اُسکو راحت عنایت کرتا ہی ترسا نے جو یہ حال حضرت کا دیکھا دل اُسکا نرم ہوا اور کہا کہ اے خواجہ مین نے اپنی خوشی سے تجھکو آزاد کیا حضرت نے فرمایا کہ اے ترسا جو تو نے مجھکو دل سے آزاد کیا اللہ تعالے تجھکو آتش دوزخ سے آزاد کریگا ترسا نے جسوقت یہ کلمہ آپکی زبان مبارک سے سنا فوراً کلمہ طیبہ بصدق دل پڑھا اور مسلمان ہوا اور حضرت کی خدمت مین تھوڑے عرصہ مین ولی کامل ہوا نقل ہی کہ ایک شخص کچھ زر نقد واسطے نذر کے آپکی خدمت مین لایا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے شخص تجھکو فقیرون سے عداوت کسواسطے ہی کہ جو دشمن خدا اور ترک کردہ فقرا کو اُنکے سامنے لایا ذرا آنکھ کھول اور صحرا کی طرف دیکھ وہ شخص حیران ہوا اور جون ہی جانب صحرا نظر کی تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک دریا زر سرخ و سپید کا روان ہی فوراً

دیا پھر قدمون پر گرا حضرت نے ارشاد کیا کہ جس کسی کے خزانہ غیب تصرف مین ہو اُسکو نجات
دوسرے کی نذر سے کیون ہو نقل ہے کہ جب سلطان سنجری نے وفات پائی تو ایک
شخص نے اسکو خواب مین دیکھا اور دریافت کیا کہ تجھسے کیا معاملہ درپیش آیا سلطان
نے کہا کہ جسوقت فرشتے بموجب حکم کے مجکو طرف دوزخ کے لیجانے لگے تو خداوند جل وعلا نے
فرمایا کہ اسکو دوزخ مین مت لیجاؤ کہ ایکدن جامع مسجد دمشق مین اسنے خواجہ حاجی شریف
کی قدمبوسی حاصل کی تھی اسکی برکت سے آج عذاب دوزخ سے اسکو نجات دیگئی اور
بخشا اسکو نقل ہے کہ اس پادشاہ عالم قدس نے دسوین ماہ رجب المرجب کو اس دار فنا
طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی اور مرقد منور آپکا شہر قنوج مین کنارے دریا کے
جانب شمال کو واقع ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اگرچہ تشریف لانا آپکا ہندوستان مین
کسی کتاب سے ثابت نہین مگر نواح قنوج مین شہرت تمام رکھتا ہے واللہ اعلم بالصواب
عمر حضرت کی ایکسوبیس برس کی تھی اور سنہ ۶۱۲ھ مین آپنے انتقال فرمایا اور تاریخ رحلت
حاجی شریف ہے

بیان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ

کنیت حضرت کی ابی النور تھی علوم شریعت وحقیقت مین امام عصر اور مقتداے دوران تھے
اور صاحب اسرار غیب اور کرامات تھے اور سلطان الاقطاب تھے کہ اکثر ابدال اور اوتاد
آپسے فیضیاب تھے خرقۂ فقر وارادت کا حضرت حاجی شریف زندنی قدس اللہ
سرہ العالی سے حاصل کیا تھا اور موضع ہارون کہ علاقہ نیشاپور سے ہے آپکا مسکن تھا
ستر برس ریاضت کی تھی اور اس مدت مین آپ طعام سیر ہوکر نہ کھایا تھا اور شب کو
بیدار رہتے تھے اور کبھی وضو آپکی خلاف نہ گئی اور حافظ قرآن شریف تھے ہر روز
ایک کلام اللہ ختم کرتے تھے اور راگ سے بہت ذوق رکھتے تھے نقل ہے کہ جسوقت
حضرت حاجی شریف نے کلاہ چارترکی اور خرقۂ خلافت عنایت کیا تو فرمایا کہ اے عثمان

کلاہ چار ترکی سے مراد چہار ترک ہیں اوّل ترک دنیا دوسرے ترک عقبےٰ تیسرے ترک خورد و خواب
مگر قدر سے جو اسے سد رمق کی ضروریات سے ہو چہارم ترک خواہش نفس کہ جو کچھ نفس چاہے
وہ نکرے جو کوئی کہ یہ چار چیز ترک کرے اسکو کلاہ چار ترکی سزاوار ہے نقل ہے کہ جب
آپکو مرشد نے خرقہ عنایت کیا تو آپ بموجب ارشاد کے سیاحت کو تشریف لیگئے ایک روز
ایسے مقام پر پہونچے کہ وہاں آتش پرست رہتے تھے اور ایک آتش کدہ روشن تھا اسکی پرستش
کرتے تھے جب آپ نے اسکے قریب قیام کیا تو خادم سے ارشاد فرمایا کہ تھوڑی سی آگ لاؤ
کہ نان پختہ کریں خادم آگ لینے کے واسطے اس آتش کدہ پر گیا آتش پرستوں نے کہا
یہ آگ ہم نہ دینگے ہر چند خادم نے تکرار کی مگر انھوں نے نہ مانا آخر خادم نے حضرت سے آکر
عرض کیا آپ خود تشریف لیگئے اور ان سے آتش طلب کی اُن لوگوں نے مثل سابق کے انکار
کیا حضرت نے فرمایا کہ تم کس واسطے انکار کرتے ہو آتش پرستوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارا
معبود ہے آپنے فرمایا کہ یہ معبود نہیں بلکہ معبود نے اسکو پیدا کیا ہے تم لوگ غافل ہو اگر آتش
پرستی سے توبہ کروگے تو قیامت میں آتش دوزخ سے نجات پاؤگے انھوں نے کہا کہ اگر
تم اس آتش کدہ میں کود و اور آگ اثر نکرے تو ہمکو یقین ہو کہ تم سچے ہو آپنے اسی وقت
دوگانہ نماز پڑھکر ایک آتش پرست کی گود میں سے ایک طفل کو لیکر آگ میں ڈالدیا چار
گھڑی تک وہ لڑکا آگ میں پڑا رہا اور ایک بال تک نہیں جلا اور پھر آپ بھی درمیان
آتش تشریف لیگئے تمام آگ مثل خلیل خدا پر گلزار ہوگئی تمام مجوس یہ کرامت حضرت
کی دیکھکر حیران ہوئے اور سب نے اسلام قبول کیا اور آپنے سردار مجوس کا نام عبد اللہ
اور اُس طفل کا نام ابراہیم رکھا اور صدہا مجوس مشرف باسلام ہوئے نقل ہے کہ
خلیفۂ وقت نے آپسے عداوت شروع کی اور حکم دیا کہ کوئی مجلس سماع خواجہ میں نجاوے
اور جو کوئی راگ سنے اسکو دار پر کھینچو اور قوالوں کی نسبت بھی یہ حکم دیا اور خواجہ صاحب
کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ خواجہ کو امتناع سماع کرے وہ شخص روبرو خواجہ کے آیا

اور پیغام خلیفہ پہونچایا اور یہ بھی کہا کہ حضرت جنید بغدادی نے سماع سے توبہ کی تھی پھر تم
کسطرح راگ سنتے ہو آپنے جواب دیا کہ خلیفہ سماع کے اسرار سے واقف نہین ہی وہ کیا جانے
اور ہم نے تو خدا سے راگ طلب کرکے اپنے اوپر مباح کیا ہی اور التجا کی ہی کہ پیچھے اولاد اور پیروان
ہمارے راگ سے لطف اُٹھائین اُس شخص نے جواب حضرت کا خلیفہ کو پہونچایا خلیفہ نے
دوسرے دن کل علما کو جمع کیا اور حضرت کو طلب کیا آپ بھی تشریف لیگئے جسوقت مجلس
بادشاہ مین داخل ہوئے خلیفہ عقب پردہ کے بیٹھ گیا اور جسقدر علما وہان موجود تھے سبکے
اندام پر لرزہ آگیا اور آپکی صورت دیکھتے ہی سبکے سینہ کا علم محو ہوگیا اور ابجد تک کسیکو یاد
نہین رہی ہر چند خلیفہ علما کو ترغیب بحث کی دیتا تھا وہ خاموش تھے یہانتک کہ سب نے
اپنی خطا کا اعتراف کیا اور آپ کے قدم پر سر ڈالے اور عفو قصور چاہا آپنے ارشاد کیا کہ ای
نادانو تم قدر سماع کی کیا جانو یہ ایک سر ہی اسرار الٰہی سے اور شیخ جنید نے جو کمال مشکل
دیکھا اُس سے دل اُٹھالیا اور ترک کیا اور ہم کو ترک کرنا جنید کا حجت نہین ہوسکتی
پیران عظام نے راگ کو دل سے دوست رکھا ہی اور خواجہ شبلی کہ مرید حضرت جنید
کے تھے جب مجلس خواجہ ابی یوسف مین آتے تو راگ سنتے اور تعجب حاصل کرتے اور
فضل برمکی نے ایک روز اعتراض حضرت ابو احمد پر کیا تھا اُسی وقت سزا کو پہونچا اور
پشیمان ہوا تم بھی اگر مناقشہ رکھتے ہو تو دلیل خاندان چشتیہ کی ظاہر کردون سب نے
عاجزی کی اور توبہ کی اور کہا کہ حضرت اس سے زیادہ اور کیا برہان ہوگی کہ جو کچھ ہم
لوگون نے دیکھا اب ہمپر رحم فرمایئے حضرت کو رحم آیا اور ایک نگاہ لطف سے اُنکی
طرف دیکھا سبکو علم اپنا یاد آگیا اور مرید ہوئے اور چند عرصہ مین رتبہ ولایت کو پہونچے
اور راگ سب نے سننا اختیار کیا حضرت وہان سے اُٹھکر دولت خانہ کو تشریف لیگئے
اور آٹھ روز تک متواتر راگ سنا اور پھر کسی نے اعتراض نہین کیا نقل ہی کہ حضرت
خواجہ معین الدین چشتی سنجری اور خواجہ عثمانی دجلہ کے کنارے پر بیٹھے تھے اور کشتی موجود نہ تھی

آپ نے خواجہ معین الدین سے فرمایا کہ آنکھیں بند کر جسوقت آنکھیں بند کین تو پھر کھولنے
کا حکم دیا جب آنکھیں کھولین تو دونون صاحب جلد کے دوسرے کنارے پر موجود تھے نقل ہے کہ
خواجہ معین الدین نے فرمایا کہ ایک روز ایک شخص خدمت مین حضرت کی حاضر ہوا نہایت
پریشان اور متفکر تھا حضرت نے استفسار فرمایا کہ کیا حال ہے اُس شخص نے عرض کیا
کہ چالیس برس سے میرا فرزند غائب ہے کچھ خبر نہین کہ زندہ ہے یا مرگیا اب مین امیدوار ہون
کہ میرے فرزند کو مجھسے ملادیجیے آپنے سب حاضرین مجلس سے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھو سب نے
فاتحہ پڑھنی شروع کی اور آپ مراقبہ مین تشریف لیگئے تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولین
اور پھر حکم فاتحہ کا حاضرین کو دیا اور پھر مراقبہ فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولکر
ارشاد کیا کہ جا تیرا فرزند تیرے مکان پر آگیا وہ شخص اپنے مکان کو دوڑ گیا دیکھا تو اُسکا
فرزند گھر مین موجود ہے اُس سے ملاقات کر کے بہت محظوظ ہوا اور اُسی وقت اُسکو ہمراہ
لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت خواجہ نے اُس لڑکے سے فرمایا کہ تو کہان
تھا اور کیونکر آیا اپنا حال بیان کر اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت مین ایک جزیرہ مین
قوم یہود کا قیدی تھا آج ایک ولی اللہ آپ کی صورت مجکو وہان نظر آیا اُسنے
میری زنجیر کو ہاتھ لگایا وہ زنجیر فوراً ٹوٹ گئی پھر مجھسے کہا کہ میرے قدم پر قدم رکھدین
حکم بجالایا تھوڑی دیر مین اپنے کو قریب اس شہر کے پایا وہان سے مکان پر آیا اور
والدین سے ملا حضرت نے کہا کہ جاؤ وہ دونون مرید ہوئے اور بہت شکریہ حضرت کا
ادا کیا تمام حاضرین اس کرامت کو دیکھ کر متحیر ہوئے نقل ہے کہ ایک روز نشتر نفر کا فر
متفق ہوکر واسطے امتحان کے حضرت کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنے دل مین قسم
طعام اور فواکہ سے قرار دیا کہ اگر یہ شیخ خواجہ ہمکو کھلا دے تو ہم جانین کہ آج خواجہ کے
برابر کوئی روے زمین پر بزرگ نہین ہے جسوقت سب جا کر بیٹھے آپ نے کہا کہ آؤ
فرزند آدم اور خادم سے ارشاد کیا کہ انکے ہاتھ دھلاؤ خادم نے سبکے ہاتھ دھلائے

حضرت نے بسم اللہ کہکر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا قسم طعام سے آپکے ہاتھ مین آیا آپ نے
اُنکے سامنے رکھنا شروع کیا جو چیز جسکے مرغوب تھی وہ وہی اُنکے سامنے رکھی اُن کافرون نے
وہ کھانا کھایا اور یہ کرامت دیکھکر متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے خواجہ آج تمھارے برابر
کوئی عالم مین نہین ہے اگر ہم لوگ ایمان لاوین اور مسلمان ہون تو یہ بزرگی ہمکو حاصل ہوگی
یا نہین آپنے فرمایا کہ مین بیچارہ کیا ہون اگر خداوند کریم مہربانی فرماوے تو مجھسے ہزار
درجہ بہتر ہو سکتے ہو سب نے اسلام قبول کیا اور عرش سے لیکر فرش تک اُنکو روشن ہوگیا
اور چند عرصہ مین درجہ ولایت کو پہونچے اور آپ کی خدمت مین رہے نقل ہے حضرت
خواجہ معین الدین حسن سنجری سے کہ ایک شخص میرا ہمسایہ تھا مریدان حضرت پیر و مرشد سے
اُسکا انتقال ہوگیا جسوقت اُسکو قبر مین رکھا تب سب آدمی تو دفن کرکے چلے آئے اور مین
کچھ تھوڑی دیر اُسکی قبر پر ٹھہرا رہا تھوڑی دیر مین عذاب کے فرشتے آئے اور ساتھ اُسکے
حضرت پیر و مرشد بھی تشریف لائے اور فرشتون سے فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے اسکو عذاب مت کرو
فرشتے چلے گئے اور پھر وہ فرشتے آئے اور خواجہ علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ خداوند تعالے
نے فرمایا ہے کہ یہ مرید آپ کا آپکے برخلاف تھا اسواسطے عذاب کا حکم ہے خواجہ نے فرمایا
کہ ہر چند میرے برخلاف تھا لیکن میرے ہاتھ مین ہاتھ دیا تھا اسکا لحاظ ضرور ہے اُسی وقت
حکم جل و علا ہوا کہ فرشتے عذاب چلے آوین اور اس بندہ سے معترض ہون اسکو ہم نے
خواجہ کے سبب بخشا الٰہی اس بندۂ کمترین کو بھی بطفیل خواجہ عثمان قدس سرہ کے بخشکر
اور جملہ مریدان اس خاندان کو عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے نجات دے آمین ثم آمین
نقل ہے کہ آپکے چار خلیفہ تھے ایک حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی دوسرے
شیخ نجم الدین صغرا تیسرے شیخ سعدی لنگوہی چوتھے شیخ محمد ترک رحمۃ اللہ علیہم اور عمر
حضرت کی اکیانوے سال کی تھی اور پانچوین ماہ شوال سنہ کو اس دار فنا سے طرف
ملک بقا کے حضرت نے رحلت فرمائی چنانچہ تاریخ وصال حضرت کی وصال عاشق واصل ہے
۶۱۰

بیان حضرت خواجہ خواجگان معین الحق والدین حسن سنجری قدس سرہٗ

آفتاب عالمتاب فقر وافتخار بادشاہ ولایت کرامت واسرار مسند اولیٰ کاشف رموز خفی وجلی نونہال باغ مصطفوی نور دیدۂ انوار مرتضوی سر حلقۂ خاندان چشتیہ مالک جوران بہشتیہ امام طریقت ہادی شریعت اوصاف اُس محبوب الٰہی کے آفتاب کی طرح روشن ہین حاجت اظہار نہین کون ہے جو خبردار نہین نور اسلام ہندوستان مین حضرت کے نفس نفیس سے تابان ہے خرقۂ فقر وارادت کا حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے حاصل کیا ریاضت اور عبادت مین عمر بسر کی نماز عشا ہمیشہ صبح کے وضو سے پڑھی ستر برس تک کبھی وضو آپ کا سواے ستوضا کے نہ گیا اور جسپر نظر فیض اثر پڑی فوراً رتبۂ ولایت کو پہونچا سات دن کے بعد روزہ افطار فرماتے اور پانچ مثقال نان خشک کو پانی مین تر کرکے کھایا کرتے اور جامہ پیوند لگا پہنتے وطن آپ کا سنجرستان تھا اور نسب حضرت کا بارہ پشت تک ساتھ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے پہونچتا تھا اس طریق سے کہ خواجہ معین الدین بن غیاث الدین بن کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبد العزیز بن ابراہیم بن امام علی رضا بن موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفرؑ بن محمد باقرؑ بن امام زین العابدینؑ بن سید کونین حضرت امام حسینؑ بن علی المرتضےٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین آپکے والد نے بیچ اصفہان کے نشو ونما پایا اور عراق مین وفات پائی اور آپ کی والدہ ماجدہ خاص الملکہ نام نے بھی وفات پائی گیارہ برس کی عمر مین آپ یتیم اور بیکس ہوگئے ترکہ باپ کا تین فرزند دن بیچ تقسیم ہوا ایک قطعہ باغ کا خواجہ صاحب کے حصہ مین آیا ایک روز آپ اُس باغ مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک مجذوب ابراہیم قلندر نام اُس باغ مین آیا خواجہ نے اُسکی بہت خاطر کی اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور خوشہ انگور کے اُسکے سامنے رکھے مجذوب نے وہ انگور نہ کھائے اور اپنی بغل سے ایک کنجارہ نکالا اور اسکو منھ مین چبایا اور پھر نکالکر خواجہ صاحب کے منھ مین دیا جبدم خواجہ صاحب کے حلق سے نیچے اترا انوار الٰہی نے

دل مین جلوہ کیا اور ایک عجیب کیفیت ہوئی اور دنیا اور سامان دنیا کی طرف سے دل
سرد ہوگیا اور اُسی دم باغ وغیرہ کو فروخت کیا اور مستحقون کو تقسیم کردیا اور طلب خدا مین
سفر اختیار کیا پہلے سمرقند کو تشریف لیگئے اور وہان جاکر علوم ظاہری تحصیل کیا اور
قرآن شریف حفظ کیا اور بعد فراغت تحصیل علوم کے جانب عراق عثمان عزیمت
منعطف کی اور قصبۂ ہارون مین کہ نواحی نیشاپور سے ہی پہونچکر خواجہ عثمان ہارونی
کی خدمت مین گئے اور مرید ہوئے اور سالہا سال خدمت مین رہے اور ہر طرح کی
خدمت بجالائے اور کار باطن کی تکمیل کرتے رہے آخر خرقۂ خلافت پایا بعد اُسکے بغداد کو
تشریف لیگئے اور اثنار راہ مین قصبۂ سنجان پڑتا ہی وہان حضرت نجم الدین کبرٰی تھے
اُنسے ملاقات کی اور وہان سے کوہ جودی پر گئے اور وہان حضرت غوث الثقلین
قطب دارین محبوب سبحانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی کی
خدمت سے مشرف ہوئے اور ہمرکاب حضرت کے جیلان کو تشریف لیگئے اور وہان سے
بغداد کو گئے اور چند مدت وہان رہکر مستفیض ہوئے اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین
سہروردی سے بھی نعمت حاصل کی اور پھر خدمت مین محبوب سبحانی شیخ اوحد الدین
کرمانی کے مشرف ہوئے اور خرقہ خلافت کا حاصل کیا پھر وہان سے ہمدان گئے اور
علم و فیض باطن کا یوسف ہمدانی سے حاصل کیا پھر تبریز گئے اور شیخ ابو سعید سے
فیض لیا اسی طرح شیخ محمود اصفہانی اور شیخ ابو سعید ابو الخیر اور ناصر الدین اور شیخ
ابو الحسن خرقانی اور شیخ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی صحبت سے رموز عرفان
اور نعمت فراوان حاصل کی اور حضرت عثمان ہارونی نے ایک روز مجلس خاص مین
کہ اکثر اُس وقت مشائخ موجود تھے خواجہ صاحب کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے معین الدین
وضو کر اور دوگانہ نماز کا ادا کر حضرت فوراً تعمیل حکم پیر و مرشد کی کرکے قبلہ رو بیٹھے
اور بموجب حکم کے اول سورہ بقر پڑھا پھر اکیس بار درود شریف پڑھا پھر حضرت

عثمان قدس سرہ الرحمان نے خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منھ کر کے کہا کہ ای معین الدین تجکو مین نے خدای عز و جل تک پہونچایا اور مقبول درگاہ کبریا کا کیا اور تمام بال سر کے ترا شے اور کلاہ چار ترکی سر پر رکھی اور اسم اعظم کہ پیران عظام سے سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا بتلایا اور کملی عنایت کی اور فرمایا کہ ایکہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ جب پڑھ چکے تو ارشاد کیا کہ اوپر سر اٹھا کر دیکھ خواجہ صاحب نے جب سر اٹھایا تو عرش سے تحت الثری تک نظر آیا پھر فرمایا کہ ایکہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ پھر پڑھا اور سر بالا کیا ہژدہ ہزار عالم منکشف ہو گئے پھر فرمایا کہ ایکبار سورۂ اخلاص پڑھ کر دیکھ جب حضرت نے دیکھا تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے دریافت کیا کہ اب کیا نظر آتا ہی خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حجاب عظمت دیکھتا ہون فرمایا کہ ای معین الدین تو اپنے مقصد کو پہونچا شکر کر اور ایک خشت سامنے پڑی تھی کہا اسکو اٹھا خواجہ صاحب نے وہ خشت اٹھائی تو زر سرخ کی تھی کہا اسکو محتاج و مساکین پر تقسیم کر دے آپنے اسی وقت تقسیم کر دی اور بیس برس تک آپ پیر و مرشد کی خدمت مین رہے اور جب اتفاق سفر کا ہوتا تو جامہ وغیرہ سامان سر پر رکھکر ہمراہ جاتے یہان تک خدمت کی کہ مقبول خداوند جل شانہ ہوگئے

ع ہر کہ خدمت کرد او مقبول شد

نقل ہی کہ ایک مرتبہ دونون بزرگوار کعبہ معظمہ کا ارادہ کر کے گئے اور حضرت عثمان نے پہنچ کر وہان کعبہ کے کھڑے ہوکر خواجہ صاحب کے حق مین دعا کی غیب سے ایک آواز آئی کہ معین الدین دوست ہمارا ہی اور ہمنے اسکو قبول کیا اور پھر روضۂ منورہ حضرت سرور کائنات صلعم پر تشریف لے گئے وہان خواجہ صاحب نے جسوقت سلام کیا تو روضۂ اقدس سے آواز آئی کہ علیکم السلام یا قطب المشائخ اور پھر وہان سے بغداد گئے اور پیر و مرشد نے حضرت کو رخصت دی اور وہ ہارون کو گئے اور خواجہ صاحب نے بغداد مین اعتکاف کیا اور پھر سفر کا ارادہ کیا اور اولیاے کرام سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی نعمت حاصل کی نقل ہی کہ جسوقت خواجہ صاحب نے

نعمت اپنے پیر سے پائی تو حضرت عثمان ہارونی نے کہا کہ معین الدین محبوب الٰہی ہے اور مجکو
اُسکے مریدان سے فخر ہے اور ایک ایک مرید اُسکا اولیاے کامل سے ہوگا اور آتش دوزخ
اُنپر اثر نکریگی خواجہ صاحب کو راگ سے کمال ذوق تھا اور آپ کبھی بغیر راگ کے نرہتے
اور کوئی اعتراض آپ پر نکرتا تھا اور اکثر علماے متبحر اور مشائخ کبار آپ کی بزم سماع
مین حاضر ہوتے اور جو ایک مرتبہ راگ سنتا صاحب ذوق ہوتا اور جسقدر اس زمانہ مین
ولی اللہ تھے سب آپ کو پیشوا جانتے تھے اور فرمان پذیر تھے نقل ہے کہ ایک روز آپ
طواف کعبہ کر رہے تھے کہ آواز آئی اے معین الدین ہم تجھسے خوشنود ہین اور تجھکو قبول کیا
جو کچھ تیری خواہش ہو بیان کر ہم عنایت کرینگے خواجہ صاحب نے عرض کی کہ الٰہی مریدان
مرید معین الدین کو کہ قیامت تک اس سلسلہ مین ہون بخش دے آواز آئی کہ ہم نے بخشا
سبکو جو تیرے خاندان مین ہوگا وہ بلا حساب جنت کو جاویگا شکر ہے کہ یہ جو پاسے گنہگار بھی
اُسی خاندان والا شان کا غلام ہے بلاشک بہشت کو جاویگا الحمد للہ والمنہ نقل ہے
کہ آپکے مطبخ مین اسقدر طعام پکتا تھا کہ تمام شہر کے غربا و مساکین سیر ہو کر کھاتے تھے
اور ہمیشہ یہ دستور تھا کہ خادم حاضر ہوتا اور عرض کرتا کہ واسطے لنگر کے خرچ مرحمت ہو جسپر آپ
گوشہ مصلا اٹھاکر فرماتے کہ جسقدر آج ضرورت ہو اسے لے وہ خادم اُسی قدر لیتا
اور صرف کرتا نقل ہے کہ سات نفر شامی کہ کمال ریاضت کرتے تھے اور آتش پرستی
انکا شیوہ تھا اور ریاضت یہان تک تھی کہ چھ چھ مہینے کے بعد لقمہ کھاتے اور مخلوق انکی بسیار
معتقد تھے اور انکو ولی تصور کرتے تھے ایک روز وہ ساتون حضرت کی ملاقات
کو آئے جسوقت روے مبارک نظر آیا ساتون کے بدنون پر لرزہ آگیا اور ششدر
ہوگئے یہان تک کہ حضرت کے قریب جانا مشکل ہوگیا آخر قدم بوس ہوے اور ساتون
قدمون پر گر پڑے آپ نے فرمایا کہ اے نادان تم آتش پرستی کرتے ہو خداے عز وجل کو
کیون نہین پوجتے کہ اپنے مقصد کو پہنچو انھون نے عرض کی کہ حضرت ہمکو آتش

دوزخ کا بہت خوف ہوا اسواسطے آگ کو پوجتے ہین خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آگ کا کیا مقدور ہے
کہ بلا حکم خالق کچھہ کر سکے شامیون نے کہا کہ یا حضرت آپ جو خدا کی بندگی کرتے ہین تو آپ
کیا آگ نہین جلاویگی حضرت نے فرمایا کہ معین الدین کی جوتی کو بھی نہین جلا سکتی ہے تو
فرمایا کہ نعلین مبارک کہ عزت تاج سکندر و کسری و خاقان تھی آگ مین ڈالدی حکم خدا سے
نعلین گرم تک بھی نہوئی اور ایک آواز غیب سے آئی کہ سب حاضرین نے سنی کہ آگ کی
کیا مجال ہو کہ ہمارے دوست کی نعلین جلا سکے آتش پرستون نے جو یہ کرامت دیکھی
صادق دل سے ایمان لائے اور حضرت کی خدمت مین رہنے لگے چند روز مین ولی کامل
ہوگئے نقل ہے کہ جو کافر آپ کا روے مبارک دیکھتا تھا وہ مسلمان ہوجاتا تھا غیاث
یف ادیبین کوئی کافر آپکی برکت سے باقی نہ رہا کہ مسلمان نہ ہوا ہو نقل ہے کہ ایک روز آپنے
فرمایا کہ علامت شناخت خداے تعالے کی تحقیق خلق سے ہے اور معرفت کے مقدمہ مین
خاموش رہتے اور فرمایا کہ جو مین اپنے پوست سے باہر آیا عاشق و معشوق و عشق کو ایک
دیکھا یعنی جو عالم وحدت مین پہونچا سبکو ایک پایا اور یہہ بھی فرمایا کہ مریض حق فقر کا اثر تب
کہ عالم فانی مین باقی رہے اور مرید ثابت اس وقت ہوتا ہے کہ بیس برس تلک کوئی گناہ
اسکا کراما کاتبین نے نہ لکھا ہو اور ارشاد فرمایا کہ حاجی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہین اور
عارف اپنے دل مین گرد عرش کے حجاب عظمت کا طواف کرتے ہین اور فرمایا کہ مدتین
مدت تک خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اب مدت سے خانہ کعبہ میرا طواف کرتا ہے اور فرمایا
کہ جب وقت دوزخ عرصہ محشر مین آویگی تو تمام عرصہ قیامت جلنے لگیگا اسکے بچاؤ
واسطے وہ بندگی خداوند تعالے جل شانہ کی کرنی چاہیے کہ بہتر اس سے کوئی طاعت نہ
اور وہ طاعت یہ ہے کہ درماندگان کی فریاد سننا اور عاجزون اور بیچارون کی حاجت
روا کرنا اور بھوکون کو کھلانا اور پیاسون کو پلانا اور جو کوئی یہ خصلت اختیار کرے
حق تعالے اسکو دوست رکھیگا اول سخاوت مثل دریا کے دوسرے شفقت مانند

آفتاب کے تسبیح توا تیغ ہمرنگ زمین کے اور فرمایا کہ نشان محبت کا یہ ہی کہ مثل
تیغ کے ہو اور فرمایا کہ عارفون کا ایک مرتبہ ہی کہ جب اس مرتبہ کو پہونچتے ہین تمام عالم
اور جو کچھ عالم مین ہی دو انگشت مین دیکھتے ہین اور فرمایا کہ کمتر رتبہ عارف کا یہ ہی کہ صفات
خداوندی اُسمین ہو اور کمال درجہ عارف کا محبت مین یہ ہی کہ جو کوئی اُسپر دعوی کرے
تو وہ اُسپر شفقت کرے اور کراست سے ملزم بنائے نقل ہی کہ خواجہ صاحبنے دو مرتبہ
حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی
قدس سرہٗ السامی سے ملاقات کی اول مرتبہ مین کہ حضرت پیران پیر دستگیر نے خواجہ صاحبکے
حق مین دعا کی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ شخص مقتدی ے مشائخ اور اولیاے کبار سے ہوگا کہ بہت
اُسکے فیض سے منزل قرب آلہی کو پہونچینگے دوسری مرتبہ کہ خواجہ صاحب کو وجودی پر
تشریف لے گئے تھے وہان چند روز صحبت کا اتفاق ہوا اور ساتھ کلمہ و کلام کے مشغول ہوئے
اور خواجہ صاحبنے کہا کہ یا حضرت سخن معرفت آلہی سے کچھ بیان کیجیے حضرت غوث الثقلین نے
فرمایا کہ ان باتون کے واسطے تخلیہ درکار ہی اسرار آلہی اسطرح عیان نکرنا چاہیے خواجہ صاحبنے
کہا کہ تخلیہ مین جانا دو سبب سے مجھکو مانع ہی اول یہ کہ مبادا یہ خبر حضرت پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی
کو پہونچے اور انکو خیال دیگر ہو دوسرے یہ کہ یہ جماعت کہ موجود ہی دو حال سے خالی نہین ہی یا
محرم یا نامحرم اگر واقف ہی تو محرم سے حجاب کیا اور اگر نامحرم ہی تو سخن معرفت سے یہ لوگ
بھی آگاہ ہوجاوینگے کلمہ حق انسے دریغ نکرنا چاہیے اور اگر محض نامحرم ہین تو نکات معرفت
کو کیا سمجھینگے حضرت غوث الثقلین اس گفتگو کو سنکر خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر
خواجہ صاحب نے جیلان مین ایک حجرہ تیار کرایا اور اسمین معتکف ہوئے کہتے ہین کہ ابتک وہ
حجرہ برقرار ہی اور وہان کے آدمی اُسکی زیارت کرتے ہین اور حضرت خواجہ سادات
حسینی سے ہین اور حضرت غوث پاک آپ کے بھانجے ہین اور نسب حضرت کا حسنی اور
حسینی ہی اور کل ولی اللہ کے دوش پر آپ کا قدم ہی تاج اصفیا ہین اور ابتک تصرف

جیساکہ زندگی مین جاری تھا برقرار ہی اوصاف آپکے ہیژدہ ہزار عالم مین آفتاب کی طرح
روشن ہین حاجت بیان نہین عمر شریف اکیانوے یا بانوے سال کی تھی اور ۵۳۷ھ ہجری مین
تولد ہوئے اور ۶۳۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا تاریخ وفات معشوق الٰہی ہے رضی اللہ عنہ
الٰہی بحق حضرت غوث پاک کے مجھے منزل مقصود دکھا نقل ہے کہ ایک عورت آپکے پاس
فریاد کرتی ہوئی آئی کہ یا حضرت میرے فرزند کو حاکم شہر نے بے قصور سولی دیدیا آپ اسوقت
وضو کر رہے تھے آپنے فرمایا کہ پھر بیان کر اس عورت نے مکرر عرض کی آپنے عصا ہاتھ مین لیا
اور اسکے ہمراہ ہوئے تمام خادم اور مردمان شہر یہ حال سنکر ہمراہ حضرت کے ہولیے اور ہر شخص
کی زبان پر یہ ہی تھا کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے آخر حضرت قریب اسکی نعش کے پہونچے
اور دیر تک اسکی جانب نگاہ کرتے رہے بعدہ سر اس مقتول کا تن سے ملاکر ارشاد کیا
کہ اے مظلوم اگر تجکو بے گناہ مارا ہے تو بحکم خداے جان آفرین کے زندہ ہو اور عصا اسکی
گردن پر رکھا فوراً وہ شخص کلمہ پڑھکر کھڑا ہوگیا آپنے اسکی مادر کے حوالہ کیا اور خانقاہ کو
تشریف لائے اور فرمایا کہ بندہ کو خداے عزوجل سے اسقدر نسبت ہونا ضرور ہے آپ
یہان سے ذکر تشریف آوری ہندوستان کا کہ آپ کے قدوم میمنت لزوم سے ظلمات کفر مٹکر
چراغ اسلام روشن ہوا اور راجہ جیپال کا بیان ہوتا ہے نقل ہے کہ جب حضرت اپنے
پیر روشن ضمیر سے رخصت حاصل کرکے اطراف عالم مین نہضت فرما ہوئے اور سفر اختیار کیا
جہان پر آپ پہونچتے وہان قبرستان مین قیام فرماتے اور جہان شہرت ہوتی وہان سے
آپ خفیہ چلے جاتے کہ کوئی شخص خبردار نہوتا تھوڑے دنون مین کعبہ شریف تشریف لیگئے اور
وہان سے مدینہ منورہ پہونچے اور ریاضت شاقہ اختیار کی زیارت روضہ حضرت پیغمبر خدا
صلعم سے مشرف ہوئے اور چند روز اقامت کی ایکبار روضہ منورہ سے آواز آئی کہ معین الدین
کو حاضر کرو خادمون نے جستجو کی اور معین الدین کہکر پکارا وہان اس نام کے بہت آدمی تھے
خادمون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہان اس نام کے بہت لوگ ہین کوئی خاص نشان

اُس شخص کا ارشاد ہو پھر ندا آئی کہ معین الدین چشتی کو حاضر کرو خادمون نے پھر تفحص کیا اور خواجہ صاحب
کو روضۂ منورہ مین لیگئے اسوقت حضرت کا عجب حال تھا نالان اور گریان صلواۃ پڑھتے ہوئے
قریب روضۂ اطہر کے دست بستہ کھڑے ہوئے آواز آئی کہ قریب آؤ امی قطب المشائخ حضرت
حال وجد مین اندرون گئے اور جمال جہان آرا سے اُس سرور کائنات مفخر موجودات رحمت
عالمیان محبوب سبحان رسول مقبول صلعم سے مشرف ہوئے (آپ جنہین جسکو بلاتے ہین
یون دولت دیدار دکھاتے ہین) اور ارشاد ہوا کہ ای معین الدین تو خاص ہمارا دین ہے اور
معین دین ہے اب تجکو لازم ہے کہ طرف ہندوستان کے جا اور وہان ایک شہر اجمیر ہے اُس
جگہ فرزند ہمارا سید حسین نام بہ نیت جہاد گیا ہے اب اُسکو کفارون نے شہید کر ڈالا اور
شہر مین بدستور کفر جاری ہوگیا تیرے سبب سے پھر وہان شمع اسلام روشن ہوگی اور
کفار غارت ہونگے اور حضور نے ایک انار خواجہ صاحب کے روبرو کیا اور فرمایا کہ اسکو
دیکھ کہ تجکو معلوم ہو جاوے کہ وہ کون سا شہر ہے خواجہ صاحب نے اس انار مین اجمیر کو
دیکھا تمام وکمال نظر آیا پس حضرت خواجہ نے فاتحہ خیر پڑھی اور اُس درگاہ معظم سے استمداد چاہ کے
اور رخصت ہوکر متوجہ اقلیم ہندوستان کے ہوئے چالیس آدمی آپ کی ہمراہی مین تیار ہوئے
بعد قطع منازل ہندوستان مین داخل ہوئے ہر چند راجہ اجمیر نے منجمان کے کہنے سے
اطراف مین بنام حکام حکمنامہ جاری کردیے تھے کہ اس صورت کا درویش اگر وارد ہو تو
اُسکو ہلاک کرنا لیکن آپ مع چالیس خدام کے علانیہ تشریف لائے اور کوئی متعرض نہوا
اور آپ اجمیر مین داخل ہوئے اور باہر شہر کے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اُسی جگہ
راجہ کے اونٹ کھڑے ہوتے تھے اور یہ راجہ پتھورا کا بیٹا تھا اور بخطاب مہاراجہ
مشہور تھا ساربان وہان اونٹ لائے اور جماعت درویشان کو دیکھ کر گھبرائے اور
درویشون سے کہا کہ تم یہان کسکے حکم سے ٹھہرے ہو یہان سے چلے جاؤ کہ یہ مہاراج کے
اونٹ بندھنے کی جگہ ہے یہان سے بستر اُٹھاؤ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اچھا

ہم جانتے ہین تمھارے اونٹ یہان بیٹھینگے یہ فرماکر اوپر حوض اناساگر کے تشریف لیگئے اور گرد
اُس تالاب کے بتخانے بہت تھے اُنکے قریب آپنے مقام کیا اور وہان جسوقت راجہ کے اونٹ
آئے سب کے سب بیٹھ گئے حالانکہ ایک رات اور ایک دن گذر گیا اور وہ اونٹ نہ اُٹھے اُسوقت
سار بانون نے راجہ سے کہا راجہ نے ساربانون کو سمجھایا کہ تم لوگ درویشون کے
پاس جاؤ اور منت وسماجت کرو اُنکی ہی دعا سے یہ بیٹھ گئے ہین اور اُنکی ہی دعا سے کھڑے
ہونگے ہم اس امر مین کچھ کر نہین سکتے آخر ساربان حضرت کی خدمت فیضدرجت
مین گئے اور اظہار عجز وانکسار ہی کیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جسکے حکم سے بیٹھ گئے تھے
اُسی کے حکم سے کھڑے ہوجاوینگے ساربان نے آکر جو دیکھا تو سب اونٹ کھڑے ہین
یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی کافرون نے ہجوم کرکے راجہ کو بہکایا کہ یہ درویش متصل بتخانہ کے
قیام پذیر ہین انکا رہنا وہان مناسب نہین کہ ہمارے مذہب کے برخلاف ہین راجہ
نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ درویشون کو وہان سے اُٹھا دیوین جسوقت وہ لوگ
حضرت کے قریب گئے اور الفاظ سخت کہنے لگے حضرت نے تھوڑی خاک اُٹھا کر اور
اُسپر آیت الکرسی پڑھکر اُنکی جانب پھینکی کچھ آدمی توخشک ہوکر رہگئے کچھ دیوانہ وار اِدھر
اُدھر بھاگنے لگے اور بعضے مقہور ہوکر راجہ کے پاس گئے دوسرے روز رام دیو مہنت
ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر حضرت پر یورش لایا جسوقت قریب پہونچا لرزہ سب کے
بدنون پر پڑا حتی کہ رام دیو قدمبوس ہوا اور صدق دل سے اسلام لایا آپنے ایک قدح
پانی بھر کے اور دم کرکے رام دیو کو دیا اُسکے پیتے ہی رام دیو کا دل مثل آئینہ صاف
ہوگیا اور انوار ربانی نے اُسکے سینہ مین تابش کی پھر تو رام دیو نے اُس جماعت
کو مارنا شروع کیا اور چوب و سنگ ہر طرف سے لاکر معاندان کو ہلاک کرنے لگا
خواجہ صاحب نے جو یہ خدمت اُسکی ملاحظہ کی توشادی دیا اُسکا نام رکھا راجہ نے
جو یہ کرامت حضرت کی دیکھی تو سبکو جمع کرکے کہا کہ یہ درویش بڑا جادوگر ہے جبتک

کہ کوئی جادوگر ایسے رتبہ کا نہ آویگا اس سے بازی نہ لیجاویگا آخر جیپال جادوگر کو کہ تمام ہند
مین مشہور تھا طلب کیا جیپال ڈیڑھ ہزار چیلہ ہمراہ لیکر حاضر ہوا اور ہر ایک اُسکے چیلون سے
جیپال ثانی تھا راجہ کے پاس آئے اور راجہ سے اجازت لیکر بمقابلہ اس شیر خدا روانہ ہوئے
جسوقت سامنے گئے حضرت نے تازہ وضو کیا اور ایک خادم کو عصاے مبارک دیا کہ چہار طرف
فرودگاہ کے خط حلقہ کھینچے کہ جیپال کا جادو اندر اس احاطہ کے اثر نہ کرے جب گروہ اشقیا نے
اُس خط کے اندر قدم رکھا منھ کے بل اوندھے گرے آخر تالاب انا ساگر پر قیام کیا اور پانی
چشمہ کا خدام ذوی الاحترام پر بند کیا حضرت نے شادی دیو سے فرمایا کہ جسطرح ممکن ہو ایک
قدح پانی کا اس تالاب مین سے لاوے حکم بجالایا اور قدح لیکر کنارے اُس تالاب کے گیا اور
قدح کو پانی سے بھرا کل پانی اُس تالاب کا اُس قدح مین آگیا اور تالاب مین ایک قطرہ
پانی کا نرہا جسقدر خرچ پانی کا تھا اُس قدح سے صرف ہوتا تھا اور بدستور لبالب رہتا تھا
اُدھر لشکر جیپال تشنگی سے جان بلب ہونے لگا بلکہ اکثر مر گئے آخر جیپال قریب خط دائرہ
کے آیا اور عرض کیا کہ بندگان خدا پر یہ تکلیف گوارا نہ چاہیے آپ فقیر ہین آپکو تو رحم چاہیے
حضرت نے شادی دیو سے فرمایا کہ اس قدح کو تالاب مین ڈال آؤ شادی دیو نے ویسا ہی کیا
تالاب بدستور بھر گیا پھر جادوگرون نے جادو کرنا شروع کیا ہزارون سانپ پہاڑ مین سے
نکلنے لگے اور خط دائرہ پر سر رکھکر مردہ کی صورت ہوگئے جب جیپال نے دیکھا کہ یہ جادو
کام نہ آیا تو آگ آسمان سے برسانی شروع کی اور اسقدر آگ برسائی کہ انبار اخگرون کے
اُس جنگل مین ہوگئے اور ہزارون درخت جلکر خاکستر ہوگئے لیکن اندرون دائرہ کے
ایک چنگاری بھی نہ آئی جب جیپال اس جادو سے بھی مایوس ہوا تو پوست آہو پر بیٹھکر
آسمان کی طرف اُڑا حضرت نے جو یہ امر ملاحظہ فرمایا اپنی نعلین سے ارشاد کیا کہ تو بھی اُڑ
اور جیپال کو کفش کاری کرتی ہوئی لا آخر نعلین بھی اُڑی اور جیپال کے سر پر لگنی
شروع ہوئی یہان تک لگی کہ اسکی ضرب سے سر ورم کر آیا آخر جیپال کو کہین جا کے

اسوقت ملی ناچار خواجہ صاحب کے قدمون پر آگر گیا اور عجز و انکسار کیا حضرت نے کفش کو منع فرمایا
جیپال یہ کرامت دیکھکر مسلمان ہوا اور صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھا حضرت نے فرمایا
کہ جیپال کیا چاہتا ہی التماس کیا کہ قیامت تک زندہ رہون آپنے دعا کی خداوند تعالی نے
قبول فرمائی آپنے فرمایا کہ تونے عمر دائمی پائی لیکن نگاہ خلق سے پوشیدہ رہیگا چنانچہ مشہور ہی
کہ جیپال ابتک زندہ ہی اور ہر پنجشنبہ کو زیارت مین آتا ہی اور جب خواہش کرے ہر فرقہ اہل
عالم اسپر منکشف ہوگئے جب یہ خبر راجہ کو پہونچی مثل شادی دیو کے جیپال سے بھی مایوس ہوا
اور شرمندگی سے وہان نہ ٹھہرا اور شہر کو واپس چلا گیا اور پھر کسیطرح متعرض نہوا بعد
تھوڑے دنون کے حضرت نے مکان سکونت شہر مین تجویز کیا اور جہان اب روضہ منورہ ہی
وہان قیام فرمایا اور راجہ کو نصیحت مشفقانہ سے دعوت اسلام کی لیکن اس بدبخت نے
قبول نکیا قطعہ کسب سیاہی سپید ہوتی ہی ٭ لاکھ دھویا کرے اسے کوئی ٭ ماش کے
تخم سے نہ گندم ٭ گرچہ بویا کرے اسے کوئی ٭ فرمایا کہ تجھکو لشکر اسلام قتل کریگا چنانچہ
اسی عرصہ مین حضرت سلطان شہاب الدین کو خواب مین آگاہ کیا اور وہ آیا اور زندہ
گرفتار کیا اور دہلی و اجمیر کو فتح کرکے ڈنکا اسلام بجایا اور پھر راجہ کو قتل کیا نقل ہی کہ
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا کہ جب تک بندہ بیچ خدمت حضرت پیر و مرشد کے
رہا کبھی آپ کو کسی پر غصہ ہوتے نہ دیکھا البتہ ایکبار کہ حضرت کہین تشریف لیے جاتے تھے
کہ ایک خادم شیخ علی آپکے ساتھ تھا اسکو ایک شخص نے آکر پکڑنا شروع کیا اور دامن
اسکا پکڑ لیا حضرت نے فرمایا کہ تونے اسکا دامن کیون پکڑا اسنے عرض کی کہ اسپر میرا
قرض چاہیے وہ نہین دیتا ہی آپنے ارشاد کیا کہ اب تمکو دیدیگا اس شخص نے نمانا آپکو غصہ آیا
اور چادر زمین پر ڈالدی اور کہا کہ جسقدر قرضہ ہی اسکے نیچے سے لے مگر زیادہ نہ لینا
اس شخص نے چاہا کہ کچھ اپنے قرضہ سے زیادہ لے کہ اسکا ہاتھ خشک ہوگیا فریاد کرنے لگا
کہ میری توبہ ہی مین نے اپنا قرضہ بھی چھوڑا پھر ایسی خطا نہوگی حضرت کو رحم آیا اور قصور اسکا

معاف کیا اور رہا تو اسکا اچھا ہوگیا نقل ہے کہ ایک شخص حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا
اور اشتیاق قدمبوسی ظاہر کیا آپنے فرمایا کہ تو جو وعدہ کرکے آیا ہے اُسکو ایفا کر وہ شخص
کانپنے لگا اور عرض کیا کہ فلان شخص نے مجکو آپکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا میرا قصور معاف
فرمایئے مرید ہوا اور مدت العمر خدمت مین رہا حاضرین نے اُس شخص کا نام دریافت کیا
آپنے فرمایا کہ ہرگز اُسکا نام ظاہر نکرنا ہمارے دین مین پردہ پوشی کا حکم ہے نقل ہے کہ
حضرت کی دو بیبیان تھین ایک کا نام عصمت دختر سید وجیہ الدین عم سید حسین خنگ
سوار تھین اور دوسری امۃ اللہ کسی راجہ کی بیٹی تھین اور اہلیہ اول سے تین فرزند تولد
ہوئے خواجہ ابو سعید و خواجہ فخر الدین و خواجہ حسام الدین قدس اللہ سرہم العزیز اور یہ
جو مشہور ہے کہ حضرت لا ولد تھے غلط ہے کسواسطے کہ حضرت حمید الدین ناگوری سے منقول ہے
کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ پہلے جو کچھ ارادہ ہوتا تھا بلا دعا کے حاصل ہوتا تھا اب
اولاد ہوگئی بعد دعا کے حصول ہوتا ہے حمید الدین نے عرض کی کہ بجا ہے جب آپ
پیدا نہ ہوئے تھے تو بی بی مریم کو میوہ بغیر فصل ملتے تھے اور جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو حکم ہوا
کہ درخت خرما سے خرما توڑ خواجہ نے یہ سنکر تبسم فرمایا اور کہتے ہین کہ عمر خواجہ ابو سعید کی
پچاس برس کی تھی اور اُنکے دو فرزند تھے اور خواجہ فخر الدین بہت بزرگ اور صاحب
نعمت تھے اور بعد انتقال خواجہ صاحب کے بیس برس تک زندہ رہے اور عمر اُنکی ستر برس
کی ہوئی اور اُنکے پانچ فرزند تھے اور قصبہ سروار مین کہ اجمیر سے ۱۲ کوس ہے انتقال فرمایا
اور وہین دفن ہوئے اور خواجہ حسام الدین پسر خرد غائب ہوگئے اور رجال ابدال
مین شامل ہوئے اور جبوقت وہ غائب ہوئے تھے تو پینتالیس برس کی عمر تھی اور اُنکے
سات فرزند تھے اور منجملہ اُنکے خواجہ حسام الدین سوختہ بہت صاحب کرامات تھے
اور حضرت نظام الدین اولیا کے مصاحب تھے قبر اُنکی قصبہ سانبھر مین کہ اجمیر سے
غرب کی جانب ہے موجود ہے اور اہلیہ دوسری کہ دختر راجہ دکن کی تھین ان سے ایک شخص

جہاد سے لوٹ مین لایا تھا اور حضرت کے نذر کیا تھا اُنسے صاحبزادی بی بی حافظ جمال تولد
ہوئین کہ صاحب کرامت تھین اور حضرت نے خرقہ خلافت کا اُنکو عطا فرمایا تھا بہت عابدہ عفیفہ تھین
چنانچہ ہزارہا مستورات اُنکی توجہ سے مقام قرب کو پہونچین اور دو صاحبزادے بھی دوسری
بی بی سے پیدا ہوئے تھے لیکن عالم شیر خوارگی مین انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
اور حضرت خواجہ کے خلیفہ بے شمار تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و خواجہ فخر الدین و شیخ
حمید الدین ناگوری و شیخ وجیہ الدین و شیخ حمید الدین صوفی و خواجہ برہان الدین و شیخ احمد
و شیخ محسن و خواجہ سلیمان و شیخ شمس الدین و خواجہ حسن خیاط و جیپال جوگی المعروف بہ
عبد اللہ و شیخ صدر الدین و بی بی حافظ جمال و شیخ محمد ترک و شیخ علی سنجری و خواجہ یادگار
سبزواری و خواجہ عبد اللہ بیابانی و شیخ قبا کہ اُنکے واسطے حضرت نے دعا کی تھی کہ تجرید
حاصل ہوگا چنانچہ بول و براز اُنکا مخلوق تبرک سمجھکر لیجاتے تھے اور اُسمین خوشبو
مثل مشک ہوتی تھی و شیخ وحید و سلطان مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور سلطان مسعود
غازی وہ نہین ہین کہ بہرائچ مین آسودہ ہین یہ صاحب اور ہین نقل ہے کہ جب حضرت
اس جہان فانی سے انتقال فرمایا بعد نماز عشا کے دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور سبکو منع کر دیا
کہ کوئی نہ آوے خادمان نے صبح تک آواز پاے مبارک کی سنی کہ گویا کوئی وجد مین ہے آخر
شب وہ صدا موقوف ہوئی اور جب وقت نماز کا ہوا ہر چند دستک دی کچھ جواب نہ آیا
ناچار دروازہ کھولا دیکھا کہ حضرت رحمت حق مین شامل ہوئے اور اُس رات کو بہت
ولی اللہ نے عالم رویا مین حضرت رسالت پناہ کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ کل واسطے
استقبال محبوب خدا معین الدین کے ہم آوینگے اور حضرت کی پیشانی پر خط روشن لکھا تھا
کہ ہذا حبیب اللہ فی حب اللہ ولادت با سعادت آپکی بیچ سال پانسو سینتیس کے ہوئی تھی
اور وفات اُس جامع کمالات کی روز دوشنبہ چھٹی ماہ رجب المرجب سال چھ سو تینتیس
بیچ عہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش کے واقع ہوئی روضہ منورہ اجمیر مین ہے اور

پہلے شہرہ خواجہ حسین ناگوری نے تیار کرایا تھا پھر بادشاہان
آنجا نام راجہ تھا اُسکے نام سے یہ شہر آباد ہوا ہی ونیز بمعنی آفتاب
اجمیر ہوگیا تاریخ وفات حضرت خواجہ صاحب کی خواجہ حق ہوا
فقرہ تاریخ ہو کہ جو غیب سے پیشانی مبارک پر تحریر تھا مات حبیب
دو الف اللہ کہ زائد ہیں اور دو لام اللہ کے نکالنے سے بیے کہ
کہ خداوند کریم نے ملفوظی تاریخ لی ہو اور یہ قاعدہ کے تو

بیان حضرت قطب الدین بختیار کاکی رہ

یہ حضرت اکابر اولیاے کامل اور اصفیاے عالی سے تھے صاحب
تھے اس رتبۂ عظیم کا ولی بعد حضرت ہند الولی کے دوسرا نہین ہوا
محتاج بیان نہین اسواسطے اوصاف اس جامع کمالات کے
آپکو راگ سننے سے بہت ذوق تھا ہر وقت حالت استغراق
سے فرماتے دہ ہو تا خرقۂ فقر وارادت کا حضرت خواجہ معین الدین
اصل آپکی سادات اوش تھی کہ قصبہ ما ورالنہر ہے ہو سید حسینو
سے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پہونچتا ہوا
بختیار اوشی بن سید کمال الدین بن سید موسی بن سید احمد بن
سید احمد بن سید اسحاق بن سید احسن بن سید معروف بن
بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن امام جعفر صادق
عمر حضرت خواجہ کی ڈیڑھ سال کی ہوئی تو آپکے پدر بہ
پیے ثبات کے سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی اور آپکی والدہ ماجدہ
پرورش کیا جب پانچ برس کے ہوئے تو آپکی والدہ نے ایک ہمسایہ
خواجہ کو حوالہ کیا اور فرمایا کہ کسی معلم کے اسکو سپرد کردے کہ علوم ظا

تعلیم کرے وہ شخص خواجہ کو لیگیا راہ مین ایک ولی اللہ سے ملاقات ہوئی اُنھون دریافت کیا کہ اس لڑکے کو کہان لیے جاتے ہو اُس ہمسایہ نے بیان کیا کہ کسی معلم کے سپرد کرونگا اُن ولی اللہ نے کہا کہ اس لڑکے کو میرے حوالہ کرو کہ مین ایسے معلم کے حوالہ کرونگا کہ علوم ظاہری و باطنی مین بے نظیر ہو صالح نے اُنکے سپرد کر دیا وہ شیخ ابو حفظ اوشی قدس سرہ کی خدمت مین لیگئے اور فرمایا کہ حکم احکم الحاکمین اسطرح ہے کہ اس طفل کو ساتھ سعی موفورہ کے علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض کرو شیخ ابو حفظ نے قبول کیا اور تعلیم خواجہ مین متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے طفل عجب بختیار ہے تو کہ خضر علیہ السلام نے تجکو میرے سپرد کیا ہے اور حکم خدا تیرے واسطے ایسا ہی ہے چنانچہ چار روز مین آپ نے قرآن شریف حفظ کر لیا اور تھوڑے دنون مین کل علوم ظاہری و باطنی سے ماہر ہوگئے اور علم لدنی کی جستجو کرنے لگے یہانتک کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت مین پہونچے اور مرید ہوکے سترہ برس کی عمر مین خرقۂ خلافت حاصل کیا اور حسب الارشاد پیر روشنضمیر کے قطب دہلی ہوگئے اور دہلی مین تشریف لائے اور ہدایت خلق مین مشغول ہوئے نقل ہے کہ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ جب خواجہ شکم مین تھے اور مین واسطے نماز کے وقت تہجد اُٹھا کرتی تو آپ حرکت کرتے اور آواز ذکر کی سینے مین آتی اور ایک پہر تک یہی حال رہتا اور جب چار برس کے ہوئے تو آپکو خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت مین لیگئے خواجہ صاحب نے ایک تختی آپ کو دی اور کہا کہ اسپر کچھ لکھو اُسوقت غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین توقف کر کہ قاضی حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ ہمارے قطب الدین کو تعلیم کریگا اور تجھسے کسب کمالات اور حصول نعمت کریگا خواجہ نے تختی ہاتھ سے رکھدی اس اثنا مین قاضی حمید الدین کو بشارت ہوئی کہ جلد جا اوش مین قطب الدین کو تعلیم کر حسب الحکم خداوند عالم قاضی حمید الدین اوش مین داخل ہوئے اور مجلس خواجہ مین پہونچے اور تختی ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ قطب الدین اسپر کیا لکھون آپنے فرمایا کہ لکھ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً الی آخرہ قاضی نے کہا کہ یہ پندرھوین سپارہ کی آیت ہے حضرت نے فرمایا کہ والدہ ماجدہ پندرہ سپارہ کی

حافظ ہین جب وہ یاد کیا کرتی تھین تو مین شکم مادر مین اُسکو سنکر یاد کرتا تھا چنانچہ پندرہ
سیپارہ مجھکو یاد ہین قاضی نے کہا کہ پڑھو آپنے اُسی وقت پڑھکر سنا دیے حالانکہ چار برس
کی عمر تھی قاضی نے سبحان الذی لکھکر کہا کہ قطب الدین پڑھو آپنے بسم اللہ کرکے سبق شروع کیا
یہانتک کہ چار روز مین سارا قرآن ختم کیا اور حافظ قرآن ہو گئے پہلی روایت مین جو لکھا ہی
کہ شیخ ابو حفص سے پڑھا یا وہ روایت اسطرح پر ہی کہ ابجد انسے قاضی حمید الدین کے شیخ ہونے
تھے باقی تحصیل تمام کرائی کیونکہ قاضی حمید الدین نے بعد شروع کرانے اور ختم کرانے قرآن شریف
کے کہا کہ بابا تو خدا کا دوست ہی تجکو خود خدا تعلیم کرتا ہی تجھے حاجت اُستاد کی نہین ہی چنانچہ
قاضی اُسی وقت رخصت ہوئے پھر حضرت تحصیل سے فارغ ہوکر خدمت سراپا برکت
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری مین رہے اور تحصیل علم لدنی مین مصروف ہوئے
جب جذبۂ عشق الٰہی دل مین جلوہ گر ہوا اور ولولہ محبت الٰہی نے یہانتک دل مین اثر کیا
کہ ہر وقت حالت جذب نمایان تھی وہانسے بغداد تشریف لیگئے اور مسجد امام ابو لیث مین
کہ خواجہ صاحب رونق افروز تھے قدمبوس ہوئے اور اُس مجلس مین حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور برہان الدین چشتی اور شیخ محمد اصفہانی کہ
ہر ایک اولیاے عظام سے تھا موجود تھے ہر ایک نے نعمت اور برکت عنایت کی
پس تھوڑے زمانہ مین کام آپ کا مرتبۂ اعلے پر پہونچا اور نظر تربیت پیر روشنضمیر سے درجہ
کمال کو پہونچے اُسوقت عمر حضرت کی سترہ برس کی تھی ہنوز ریش مبارک بھی نہین
نکلی تھی کہ خرقہ خلافت کا خواجہ حسن سنجری نے عنایت کیا اور وجہ خلافت کی یہ ہوئی
کہ خواجہ قطب الدین نے اور خواجہ معین الدین نے چالیس روز حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو معائنہ مین متواتر دیکھا اور دوسرے مشائخ بھی حضور کے ہمراہ تھے
حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اے معین الدین قطب الدین دوست خدا کا ہی اسکو
خرقہ خلافت کا دے حکم ایزدی سے ولایت دہلی اُسکے تصرف مین آئی ہی وہان واسطے

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ دہلی مین تشریف لائے حال اسکا آیندہ مرقوم ہوگا اب یہان کچھ ذکر قاضی حمید الدین ناگوری کا بیان ہوتا ہی کہ بیچ مقدمہ راگ کے مناقشے درمیان مین آئے اور برہان چشتیونکی ظاہر ہوئی اُسکا اظہار کیا جاتا ہی کہ ایک روز حضرت قاضی حمید الدین ناگوری جو دہلی مین تشریف لے گئے تو ایک جنگل مین مرغ طوطلس کہ جسکو ققنس کہتے ہین نظر آیا اُسکی منقار مین بارہ سو سوراخ ہین اور جب مست ہوتا ہی تو ہر ہر سوراخ مین اُسکے آوازین مختلف پیدا ہوتی ہین قاضی حمید الدین نے جو وہ صداہاے دلکش استماع کین تو مست اور بیخود ہوگئے ہر چند کہ مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے لیکن اثر صحبت خاندان چشت کا غالب آیا دیر تک اسی ذوق مین رہے اسی عرصہ مین حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے حمید الدین یہ راگ کہ تو نے سُنا پہلے بھی مشائخ کبار اور اولیاے نامدار نے سُنا ہی اور جائز رکھا ہی اور شیخ جنید بغدادی نے جو اس قسم کے یاران طریقت نہ دیکھے تو اُنھون نے موقوف رکھا قاضی نے کہا کہ اے خواجہ مجکو ذوق راگ کا نہایت ہی اگر اسوقت کہین قوال دستیاب ہون تو مین راگ سنون خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حمید الدین جسوقت سے کہ جنید بغدادی نے راگ ترک کیا ہی جو کوئی سنتا ہی اُسکو دار پر کھینچتے ہین اور قوالون کا روزینہ خلیفہ وقت نے بیت المال سے مقرر کر دیا ہی تا کسی مجلس مین نجاوین لیکن خواجہ جنید بغدادی کے خواجہ ناصر الدین ابی یوسف چشتی اور خواجہ حاجی شریف زندنی نے راگ بہت سُنا ہی اور کسیکی یہ طاقت نہوئی کہ اُنکو منع کرتا اور اس زمانہ مین خواجہ عثمان ہارونی سُنتے ہین اور سوا اُنکے کسیکی طاقت نہین کہ مرتکب اس امر کا ہو کیونکہ اکثر عالمون کو اُنھون نے ملزم کیا ہی اور عالمون نے انکار سماع سے توبہ کی قاضی نے جو یہ حال سُنا تو خاموش ہوئے اور شہر مین آئے اور بازار سے سات غلام خریدے اور اُنکو غزلین یاد کرائین چنانچہ تھوڑے عرصہ مین وہ خوب گانے لگے یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی قاضی سعد الدین اور قاضی منہاج اور قاضی عماد اور مبارک غزنوی اور

مولانا حمید الدین وغیرہ برسر مخالفت آئے اور طعن اور تشنیع کرنے لگے اور کہنے لگے کہ قاضی حمید الدین
نے برخلاف طریقہ پیران سہروردیہ کے یہ فعل جاری کیا ہی حضرت قاضی نے جو گفتگو سنی کہا
کہ مین دامنگیر حضرات چشتیان کا ہون اور خاکروبی درگاہ آسمان پایگاہ انکی سے وہ دولت
عظمی حاصل ہی کہ کسیکو نہوگی شیخ جنید کی تو یہ ہمارے واسطے حجت نہین ہو سکتی آخر وہان سے
بغداد لیگئے جب شہر مین داخل ہوئے ایک مرید کے مکان پر کہ وہ بھی صاحب کمال تھا
فروکش ہوئے اُس شخص کے مکان مین چالیس حجرہ تھے سب مکان حضرت قاضی کے
حوالہ کیے مگر ایک حجرہ کہ مقفل تھا وہ اپنے تحت مین رکھا حضرت قاضی نے پوچھا کہ اے برادر
اس حجرہ کا دروازہ کسواسطے نہین کھولا اُسنے عرض کیا کہ حضرت اس حجرہ مین نے نواز ہی
کہ بخوف خلیفہ وقت اسکو پوشیدہ رکھا ہی قاضی نے فرمایا کہ اے برادر مین کہ راگ کا عاشق ہون
اور بغیر راگ کے ایک ساعت چین نہین پڑتا اس نے نواز کو لاؤ اور کچھ اندیشہ کسیکا نکرو فوراً
اُسنے حجرہ کھولا اور نے نواز کو خدمت فیضدرجت مین حاضر کیا حضرت قاضی نے فرمایا
کہ نے بجاؤ حسب ارشاد نے نوازنے نے بجائی قاضی صاحب کو وجد شروع ہوا اور کیفیت
حاصل ہوئی یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہوئی قاضی شہر اور مفتی وغیرہ کہ بغداد مین سات سو
اہل فتوی تھے سب متفق ہوکر پاس حضرت حمید الدین کے ایک شخص کو بھیجا کہ کل دیوان
عدالت شریعت غرا مین حاضر ہوکر جوابدہی کرو کہ تم نے کس دلیل سے راگ کو جائز کیا اگر ملزم
ہوگے تو تم کو سزاے وار دیجاویگی وہ شخص جسوقت محفل سماع مین پہونچا ہیبت عظیم اسکے
دل مین پیدا ہوئی خاموش ہوکر ایک جانب کھڑا رہا جب حضرت قاضی وجد سے فارغ ہوئے
اُس شخص نے پیام علماے بغداد کا پہونچایا حضرت قاضی نے فرمایا کہ راگ سب پر حرام
نہین ہی جو اسکے دقائق سے واقف نہین اُسپر حرام ہی اور جنپر عنایت ایزدی شامل
حال ہی انپر حلال ہی یہ فرمایا اور چند قدم چلکر کھڑے رہے اور کہا کہ اے عزیز مفتیان
بغداد سے کہہ کہ کل سب لوگون کو جمع کرین فقیر بھی حاضر ہوگا وہ شخص گیا اور جو کچھ کہ حضرت

قاضی نے فرمایا تھا کہدیا اور ادھر قاضی صاحب نے اپنے مرید سے کہا کہ کل سب عالمون کو
اپنے گھر بلا اور تقریب دعوت کا اظہار کر دہ شخص مرفہ حال تھا بموجب فرمانے حضرت کے
سب کی دعوت کی اور دوسرے دن علے الصباح تمام عالم جمع ہوے حضرت قاضی نے اپنے
مرید سے فرمایا کہ اگر قوال اس شہر مین نہین مل سکتے جسقدر مزامیر دستیاب ہون منگاؤ
چنانچہ ستر مزامیر ملے اسوقت حضرت قاضی نے صحن خانہ مین رکھکر ایک پارچہ سے پوشیدہ
کر دیے جسوقت علماے شہر حاضر آئے اہل مکان سے دریافت کیا کہ قاضی حمید الدین کہان ہے
کہ فتنہ برپا کیا ہے حضرت قاضی نے فرمایا کہ حمید الدین مین ہون کہ راگ سنتا ہون اور
اسکو مباح کہتا ہون اور مریض ہون مرض دل رکھتا ہون اور راگ اس درد کی دوا ہے بقول
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تشنہ کو اگر پانی میسر نہ آوے اور قریب ہلاکت پہونچا ہو تو
شراب پینا اسکو درست ہے اور اسی طرح اور دلائل و براہین حضرت نے ارشاد کیے
کسی نے اسکا جواب نہ دیا بلکہ قبول کیا اور کہا کہ آپ صاحب ولایت ہین قسم کرامت سے
کوئی برہان اپنی ظاہر فرمائیے کہ ہم لوگ معتقد راگ کے ہون قاضی نے طرف مزامیر دلن کے
اشارہ کیا ہر ایک مزمار خود بخود بجنے لگا اور حضرت قاضی بھی وجد مین آ گئے اور اہل
محفل کی طرف نگاہ گرم سے دیکھکر فرمایا کہ اے نادانو وجد کرو تمام محفل وجد مین آ گئی
اور ہر ایک دیر تک لذت مزامیر سے بیہوش رہا بعد فراغت سب نے قدم مبارک حضرت پر
سر ڈالا اور خود کردہ کے پشیمان ہوئے اور عفو تقصیر کے خواہان حضرت قاضی نے فرمایا کہ
تم لوگون نے براہین خاندان چشتیہ کا معاینہ کیا سب نے زبان اقرار سے عرض کیا کہ البتہ
راگ اہل سماع کو مباح ہے غرض وہ مجلس برخاست ہوئی اور حضرت قاضی وہان سے
روانہ ہو کر دہلی مین تشریف لائے آپ بہانسے پھر ذکر خیر حضرت خواجہ کا بیان ہوتا ہے نقل ہے
کہ حضرت خواجہ اکثر بیدار رہتے اور اسطرح مشغول بحق تھے کہ اکثر اوقات چار چار روز تک استغراق
سے فارغ نہ ہوتے ایک مرتبہ آپ ایک مسجد مین معتکف تھے اور یہ صورت اوائل مین گذری

آخر ایک روز ایک طفل حسین وہان آیا اور حضرت کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کسواسطے یہان چلہ نشین ہین آپنے فرمایا کہ خواجہ خضر علیہ السلام کی ملاقات کا خواہان ہون اُس لڑکے نے ہنسکے استفسار کیا کہ خضر کی ملاقات واسطے دنیا کے ہی یا عقبےٰ کے آپنے فرمایا کہ مین ان دونون سے سروکار نہین رکھتا ہون اس عرصہ مین حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور ہمیشہ آپسے ملتے رہے نقل ہی کہ حضرت خواجہ کے ایک فرزند دلبند تھا وہ بتقضاے الٰہی رہگرا ے ملک بقا ہوا آپنے حسب دستور تجہیز و تکفین کرکے اُسکو دفن کیا جب وہان سے دفن کرکے آئے اور بیرون مکان بیٹھے گھر مین سے رونے کی آواز آئی آپنے فرمایا کہ یہ گریہ کیون ہی لوگون نے کہا کہ آپکا فرزند جو گذر گیا ہی اسواسطے مستورات روتی ہین آپنے یہ سنکر ایک آہ سرد بھری اور فرمایا کہ ہمکو تو اُس طفل سے محبت تھی کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ وہ لڑکا مر گیا ورنہ اُسکے واسطے دعا کرتے جل جلالہ مقام غور ہی کہ عاشقان خدا کا یہ مقام ہی کہ فرزند کے مرنے کی بھی خبر نہین شعر

کچھ ایسے بیخبر تیرے عاشق ہین رات دن ٭ ہین محو عشق کچھ اُنھین اپنی خبر نہین ٭ نقل ہی کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان مین رونق افروز ہوئے تو آپ بھی عقب سے یہ سنکر روانہ ہوئے راہ مین اتفاق ملتان مین قیام کا ہوا اُسوقت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتان مین تھے حضرت کی خبر مقدم سنکر بڑے تکلف سے دعوت کی اور اپنے مکان پر ٹھہرایا اور اعزاز و اکرام حد سے زیادہ کیا آپکے ہمراہ شیخ جلال الدین تبریزی بھی تھے ایک وقت یہ تینون شیخ باہم متفق بیٹھے تھے کہ خواجہ املاق ایبک نام حاکم آیا اور اُسنے درخواست کی کہ مغلون نے ظلم کر رکھا ہی خلق خدا کو لوٹ مار کرتے ہین اور فوج کثیر لیکر اس ملک پر آئے ہین آپ صاحب عنداللہ دعا کیجیے کہ اُن ظالمون کے سر پنجہ سے اللہ تعالےٰ نجات دے حضرت خواجہ کے ہاتھ مین اُسوقت ایک تیر تھا آپنے اُسکے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اس تیر کو مغلون کی فوج کے جانب چھوڑ دو اُسنے ایسا ہی کیا فوراً مغل ہیبت کھا کر بھاگ گئے نقل ہی کہ جسوقت آپ دہلی مین داخل ہوئے ایک عریضہ خدمت فیضدرجت

پیر روشن ضمیر مین ارسال کیا اور اُسمین لکہا کہ فدوی باشتیاق قدمبوسی بہانتک آگیا ہی اگر حکم ہو تو اجمیر مین حاضر ہو شعر بلبل زادب پا نہند در صحنِ گلزار * تا گل نطلبگار بی اولت گشاید * حضرت خواجہ خواجگان نے بجواب اُسکے تحریر فرمایا کہ تم دہلی مین رہو وہ ولایت تمکو جناب ایزدی سے عنایت ہوئی اور ملاقات روحانی تو تمکو روز حاصل ہی عقب بندہ بھی انشاء اللہ تعالے دہلی مین آویگا اُسوقت ملاقات ظاہری بھی ہوجاویگی آپنے دہلی قیام فرمایا اژدحام خلق اس کثرت سے رہنے لگا کہ آپ گھبرا جاتے لیکن بلا حکم پیر و مرشد کہین جا سکتے تھے اور تمام شہر کے ادنے و اعلے مشرف بہ بیعت ہوئے نقل ہی کہ قبل تشریف بری آپکے حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے خواب دیکہا کہ ایک آفتاب میرے مکان مین آیا ہی مدت تک تعبیر کی فکر مین رہے آخر حضرت خواجہ دہلی مین آئے اور ایک نانبائی کے یہان مقیم ہوئے دوبارہ پھر قاضی نے خواب دیکہا کہ ہمارا دوست قطب الدین یہان آیا ہی اور فلان جگہہ مقیم ہی اُسکو اپنے مکان پر ٹھہرا اور یہ نعمت غیر مترقبہ حاصل کر اُسوقت قاضی صاحب نے باعزاز تمام آپکو اپنے مکان پر ٹھہرایا اور خواب اول کی تعبیر اُسوقت سمجھہ مین آئی ہرچند کہ قاضی حمید الدین آپکے اُستاد تھے لیکن کمالات باطنی مین آپکے مرید ہوئے اور بعد خدمت بسیار کے نعمت حاصل کی اور خرقہ خلافت آپسے پایا کہتے ہین کہ اُس زمانہ مین عمر حضرت کی سترہ برس کی تھی لیکن کمالات باطنی و ظاہری اسقدر رکھتے کہ بیان نہین ہوسکتے نقل ہی کہ جب آپکے قدوم فیض لزوم سے دہلی کو زینت ہوئی تو اژدحام خلائق کا بکثرت رہتا اور ہزارہا روپیہ نذر مین لوگ لاتے لیکن ہرگز آپ قبول نہ کرتے اور ایک بقال سے قرض لیکر خورد و نوش کا کام نکالتے آخر بقال کے تین سو درم قرض ہوگئے اُسوقت آپنے منع کیا کہ آیندہ سے قرض مت لاؤ دوسرے روز مصلاے مبارک کے نیچے سے ایک کاک برآمد ہوا اور ہر روز اسی طرح ایک کاک نکلتا اور سب خدام اُسکو کہاتے اور سیر ہوتے بقال نے جانا کہ آپ شاید رنجیدہ ہوگئے ہین جو آرد وغیرہ نہین منگاتے ہین بقال نے اپنی زوجہ کو بھیجا کہ خدمت خواجہ مین جاکر عذر کر

وہ آئی اور معاملہ کاک کا سنکر واپس گئی اور یہ خبر تمام شہر میں مشتہر ہوئی آخر خطاب آپکا اُس
روز سے کاکی ہوا نقل ہے کہ ایک روز کسی نے حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین
اولیا سے دریافت کیا کہ خواجہ قطب الدین کو کاکی کیوں کہتے تھے آپنے فرمایا کہ ایک روز
خواجہ صاحب چشمہ حوض شمسی پر مع تمام رفقا کے بیٹھے تھے اصحاب نے درخواست کی
کہ یا حضرت اسوقت ہوا سرد ہے ہمارا دل کاک گرم کا خواستگار ہے آپنے پانی میں ہاتھ
ڈالکر کاک گرم نکالی اور سبکو ایک ایک کاک دی سب نے سیر ہو کر کھایا چنانچہ یہ نقل مشہور ہے
اُس روز سے آپکو کاکی کہنے لگے نقل ہے کہ ایک روز سلطان شمس الدین آپ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور استدعاے طعام غیب کی کی آپنے دست مبارک بار گریبان میں ڈالکر
کاک گرم اور خوشنما نہایت لذیذ غیب سے ہاتھ میں آئے آپنے سلطان کو دیے سلطان نے
جو اُسکو کھایا نہایت لطف پایا اس سبب سے بھی کاکی کہنے لگے نقل ہے کہ ایک روز
قاضی حمید الدین نے قوالوں کو بلاکر راگ گوایا دونوں صاحبوں کو وجد و ذوق کمال
حاصل ہوا اُسوقت خلق کا ازدحام کثرت سے ہوا بعد فراغت کسی نے کہا کہ لوگ دور
دور سے آئے ہیں بھوکے ہیں حضرت خواجہ نے آستین ہلانی شروع کی ہزارہا کاک گرم نکلنے لگے
یہانتک کہ جملہ صغیر و کبیر نے سیر ہو کر کھائے پھر کسی نے کہا کہ اسوقت شربت بھی ہوتا تو بہتر تھا
تھوڑی شکر ایک شخص لایا قاضی نے اُسکو آفتابہ میں گھولکر لوگوں کو پلانا شروع کیا
سبکو پلادیا اور شربت جو آفتابہ میں جسقدر تھا اُسی قدر رہا نقل ہے کہ جب آپ
نان بز کے یہاں مقیم تھے تو سعد الدین ملکزادہ کے یہاں سے چند من میدہ وغیرہ واسطے
پکنے کاک کے اُس نان بز کے پاس آیا نان بز نے اُسکے کاک بناکر تنور میں لگا دیے اُسوقت
نان بز کو ایک غنودگی ایسی طاری ہوئی کہ وہ کاک رکھنا تنور میں فراموش کر گیا تھوڑی
دیر میں جو اُسے ہوش آیا اور کاکوں کو نکالا تو سب جلکر سیاہ ہوگئے تھے مردمان
ملکزادہ نے اُس نان بز کو زد و کوب کرنا شروع کیا حضرت خواجہ کو بھی رحم آیا اور فرمایا کہ

پھر دو اگر تمھارے کاک درست ہو جاوین تو پھر اسکو تہدید تو نکروگے اُنھون نے کہا کہ
پھر ہم کیون غصہ کرنے لگے تھے آپنے وہ سب کاک تنور مین ڈالدیے تھوڑی دیر مین جو انکو
نکالا سب درست تھے اور سفید رنگ کے نہایت شگفتہ کہ اسطرح کے دوسرا آدمی
پکا نہ سکتا تھا مردمان ملکزادہ نے یہ ماجراے حیرت افزا دیکھا اور ملکزادہ کو اس امر کی
اطلاع دی ملکزادہ اُسی وقت برہنہ پا حضرت کی قدمبوسی کو حاضر ہوا آپ نے
فرمایا کہ تو کس طرح سے آیا ہی اُسنے عرض کی کہ صدق دل سے اور اعتقاد کے سبب سے
حاضر ہوا ہون آپ نے فرمایا کہ تو اگر صدق دل سے آیا ہی تو مین تیرے حق مین دعا کرتا ہون
کہ اللہ تعالے محبت دنیا کو تیرے دل سے دور کر دے اور اپنا عشق دے اُسی وقت
اُسکو ایک کیفیت حاصل ہوئی اور اُسنے عرض کیا کہ مین نے دنیا اور اہل دنیا کو ترک کیا
آپ نے فرمایا کہ فقر و فاقہ اختیار کر اور ایک کملی پیوند لگی آپنے عنایت کی ملکزادہ نے
اُسکو سر پر رکھا اور مکان پر جاکر کل نقد و جنس راہ خدا مین ایثار کر دیا اور خدمت
سراپا برکت مین رہنے لگا چند روز مین اپنے مقصد کو پہونچا اور عرش سے تحت الثری
تک اُسپر روشن ہوگیا نقل ہی کہ ایک روز حضرت اور قاضی راگ سن رہے تھے
کہ اُسکی خبر سلطان شہاب الدین کو پہونچی اُسنے منع کروا بھیجا کہ آیندہ سے راگ نہ سنا
ورنہ بموجب شرع شریف کے تدارک عمل مین آئیگا آپنے بجواب اُسکے فرمایا کہ اے کور دل
تو راگ کے مرتبہ کو کیا جانے کہ کیا شی ہی یہ ہمکو حلال ہی اور تجھکو حرام ہر شخص اسکے لائق
نہین ہی البتہ جو اسکے مرتبہ کو جانتے ہین اُنکو راگ حلال ہی اور راگ ایک سر ہی اسرار
الہی سے پادشاہ کو جو یہ خبر پہونچی اُسنے قسم کھائی کہ اگر آیندہ مین نے سنا کہ اُنھون نے
راگ سنا ہی تو فوراً دار پر کھینچونگا یہ خبر حضرت خواجہ کو پہونچی آپ نے فرمایا کہ وہ سلامت
رہیگا تو ہم کو دار پر کھینچیگا اُسی مہینے مین بادشاہ خراسان کو گیا اور وہان
فوت ہوا اور بجاے اُسکے سلطان شمس الدین اولیا انار اللہ برہانہ پادشاہ ہوا اور

یہ بادشاہ بخلوص دل حضرت کا مرید ہوا آپنے نصیحت فرمائی تھوڑے دنون کے بعد قاضی عماد
اور قاضی صادق کو حضرت کی جانب سے عناد پیدا ہوا اور اُنھون نے پادشاہ سے عرض کیا
کہ یہ دونون فقیر بغیر شرع خلاف شرع راگ سنتے ہین یا تو انکو ممانعت کر دیجیے یا تارک فرماکر
سزاے کامل دیجیے تاکہ آیندہ انکو دیکھکر کوئی دوسرا مرتکب نہو پادشاہ نے کہا کہ میری طاقت
نہین کہ حضرت سے اس بارہ مین کچھ عرض کرون ہان تمکو اختیار ہے تم جاکر کہو یا نہ کہو
یہ بات سُنکر قاضی عماد اور قاضی صادق دونون حضرت کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ مجلس
سماع ہو رہی ہے اور قاضی حمید الدین کو وجد آ رہا ہے ان دونون نے حضرت قطب الشاہدین
کی طرف دیکھکر کہا کہ امرد کو ایسی مجلس مین آنا نچاہیے آپ دونون ہاتھ روے مبارک پر لائے فوراً
ریش نکل آئی اور فرمایا کہ بیشک امرد کو آنا نچاہیے اور ہم لوگون کو راگ سننا درست ہے اور ہم پر
حلال ہے اُن دونون سیہ دلون نے جو یہ کرامت حضرت کی دیکھی تو دہشت سے آگے نجا سکے
اور اپنے اپنے مکانون کو واپس گئے اور باہم مصلحت کی کہ اگر آج انکو ممانعت نہوگی تو قیامت تک
سماع جاری رہیگا آخر بادشاہ کے پاس گئے اور سارا ماجرا ریش نکلنے کا بیان کیا بادشاہ اور زیادہ
معتقد ہوا اور کہا کہ یہ دونون صاحب اہل حال ہین انکو منع مت کرو اور اُنسے کاوش رکھنا نچاہیے
کہ نتیجہ اسکا اچھا نہوگا قاضیون نے کہا کہ ہم اہل شرع ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہے ممانعت
کرینگے بادشاہ نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن ہم اس امر مین ہرگز دخل نہ دینگے قاضیون نے
کہا کہ ہم لوگ اس منصب پر نہین ہین اگر ہم کو منصب قضات مرحمت ہو تو ہم آپکو دکھلا دین
پادشاہ نے قاضی عماد کو منصب قضات عنایت کیا اور قاضی صادق کو مرتبہ صدر جہانی دیا
اُسی وقت اُنھون نے حضرت کو کہلا بھیجا کہ اب ہم اس منصب پر ممتاز ہوئے ہین اور ہم نے
سُنا ہے کہ آپ راگ سنتے ہین یا تو اس سے توبہ کیجیے ورنہ کل عدالت مین حاضر ہوکر جوابدہی کیجیے
حضرت خواجہ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے نااہلو شاید تمھارا زمین مین جانے کا ارادہ ہے جو ہمارے
درپا ہوئے ہو قاضی حمید الدین نے آپکے دہن مبارک پر ہاتھ رکھا آپنے فرمایا کہ اے قاضی

تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور بجواب اُسکے کہلا بھیجا کہ کل تو ہمکو راگ سننے کی مہلت دو کہ
ہمارے پیر کا عُرس ہے اور پرسون ہم آئینگے تم تمام شہر کے علماؤن کو جمع کر رکھنا اُسوقت اگر
وہ ہمکو قائل کر دینگے تو ہم توبہ کر لینگے ورنہ تم توبہ کر لینا اور اُس زمانہ مین آپ قلعہ کہنہ مین
تشریف رکھتے تھے قاضی عماد نے کہا کہ اچھا کل کی مہلت دی مگر اس شرط پر کہ ان دونون
کے سوا دوسرا راگ نہ سنے اور قلعہ کے دونون دروازون پر سپاہی بٹھا دیے کہ کسیکو اندر قلعہ
کے بجانے نہ دیوے یہ خبر آپ کو پہونچی کہ مخلوق دونون دروازون پر کھڑی ہے اور قاضی کے آدمی
آنے نہین دیتے آپ نے فرمایا کہ نگر وہ اپنی جان سے تنگ آگئے ہین تھوڑی دیر مین
حضرت بہاء الدین زکریا آئے آپنے دروازے کی طرف دیکھا دربان اندھے ہوگئے اسکے
بعد تمام شہر کے آدمی اُس مجلس مین آگئے اور دربانون کو نظر نہ آیا اور راگ شروع ہوا
اور لوگون کو وجد آنے لگے یہ خبر قاضی عماد اور قاضی صادق کو پہونچی کہ باوجود ممانعت
مجلس خواجہ مین خلق کا اسقدر ازدحام ہے کہ کبھی نہوا ہوگا انکو حسد کی آگ نے جلایا اور
باہم مشورہ کرکے بہت جماعت کو ساتھ لیا اور کہا کہ چلو آج عین مجلس مین خواجہ کو ملامت
کرینگے آخر گئے جب نظر قاضی حمید الدین کی اُنپر پڑی قاضی نے فرمایا کہ بس ٹھہر جاؤ وہین اسی
بے ادبوا اور امی نااہلو یہ فرمانا تھا کہ سبکے پانون مثل ستون کے اُس جگہ قائم ہوگئے ہر چند
چاہتے تھے کہ آگے جاوین مگر قدم نہ اُٹھتا تھا اسمین مجلس پر خاست ہوئی حضرت خواجہ نے
فرمایا کہ آؤ امی برادر دواع ہو جاؤ پہلے تھوڑی لذت راگ کی اُٹھالو تو پھر سفر کرو اس
سخن نے ایسا اثر کیا کہ سبکو گریہ ہوا اور وجد مین آئے جب ہوش ہوا حضرت کے قدمون پر
سر رکھا اور عفو تقصیر چاہا اور کہا کہ ہم ہرگز راگ کی کیفیت سے آگاہ نہ تھے اور یہ سمر غلطی تھے
یہ تو بڑی نعمت ہے اور کون کہتا ہے کہ یہ حرام ہے یہ بیشک حلال ہے اور توبہ کی اور پشیمان ہوے
لیکن یہان تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچ گیا تھا اب پشیمانی سے کیا ہوتا تھا
حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم نے ابھی راگ کا راز کہان پایا ہے اگر تھوڑا بھی بیان کرون تو

تمام خلق راگ سننے لگے اور عاشق راگ کی ہو جاوے اب جاؤ وہ دونوں رخصت ہو کر اپنے
مکانوں کو گئے اور پادشاہ سے سارا ماجرا بیان کیا پادشاہ بہت خفا ہوا اور کہا کہ میں نے پہلے ہی
کہا تھا کہ تم اس امر کے درپے نہو ورنہ پشیمانی اٹھاؤ گے آخر وہی درپیش آیا اب جاؤ کبھی
ہمارے روبرو نہ آنا اور عہدہ سے دونوں کو برخاست کیا وہان سے یہ دونوں پشیمان
ہو کر اپنے مکان پر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد راہی ملک عدم ہوئے نقل ہے کہ ایک
شخص رئیس نامی نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبر ہے اور اسمین سے ایک شخص آتا جاتا ہے
اُسنے دریافت کیا کہ اس قبر میں کون ہے اور تم کون ہو اُنھوں نے کہا کہ اس قبر میں حضرت
رسالت پناہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم تشریف رکھتے ہیں اور میں مسعود خادم حضرت
کا ہوں رئیس نے کہا کہ میرا آداب بھی حضور سے عرض کر دو مسعود اندر گیا اور تھوڑی دیر میں
باہر آیا اور رئیس سے کہا کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ تو ابھی ہماری ملازمت کی لیاقت نہیں
رکھتا ہے پہلے قابلیت پیدا کر پھر آنے کا ارادہ کرنا اور ہماری طرف سے قطب الدین بختیار کاکی
کو سلام پہونچا اور یہ کہہ کہ تو ہر روز ہم پر تحفہ بھیجا کرتا تھا اب تین دن سے وہ تحفہ نہیں بھیجا
اسکا مانع کیا ہے رئیس جب بیدار ہوا تو حضرت کی خدمت میں آیا اور یہ پیام پہونچایا بمجرد
سننے اس حال کے حضرت خواجہ اُٹھے اور دو رکعت نماز ادا کی اور درود شریف پڑھا اور
تھوڑی دیر تک مراقبہ میں رہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ آپ نے نکاح ایک عورت حریم
سیرت سے کیا تھا اُسکے جھگڑے کے سبب سے فرصت نہوئی تھی کہ درود معمولی پڑھتے
کہ ہر روز ایک ہزار مرتبہ پڑھتے تھے آخر اُس عورت کو طلاق دی نقل ہے کہ حضرت
سلطان المشائخ سلطان نظام الدین اولیا ہر روز غیاث پور سے واسطے زیارت کے
جایا کرتے ایک روز دل میں کہا کہ دیکھوں میرے جانے کی آپ کو خبر ہوتی ہے یا نہیں جب
مزار اقدس پر پہونچے دیکھا تو آپ مزار پر تشریف رکھتے ہیں اور یہ شعر زبان مبارک پر
جاری ہے شعر مرا زندہ پندار چون خویشتن ، من آیم بجان گر تو آئی بہ تن نقل ہے کہ

ایک روز اختیار الدین کچھ زر نقد آپکے نذرانہ کے واسطے لایا آپنے قبول نفرمایا وہ عجز و انکساری کرنے لگا آپنے بوریہ کے کونے کو اٹھا کر کہا دیکھ اختیار الدین نے جو دیکھا تو اسکو ایک دریائے زر و جواہر بوریہ کے نیچے نظر آیا کہ رواں ہی آپنے فرمایا کہ خدا وند تعالے نے اپنے دوستوں کے واسطے خزانے تصرف مین کیے ہین نقل ہی کہ جب حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی مین تشریف لائے تو آپ پیشوائی کو گئے اور حضرت اپنے مسکن پر لائے جملہ خلفا کو ملاحظہ کیمیا اثر مین پیش کیا ہر ایک کو موافق انکی استعداد کے فیض حاصل ہوا اور جملہ مشائخ دہلی آپ کی قدمبوسی کے واسطے تشریف لائے مگر نجم الدین صغرا نہ آئے خواجہ صاحب خود انکے ملنے کے واسطے تشریف لے گئے دریافت کیا کہ آپ کیون نہین آئے انھون نے کہا کہ ہم نے اپنا خلیفہ دہلی مین چھوڑا ہی تمام شہر کا ہجوم انکے دروازہ پر رہتا ہی کوئی شخص میرے پاس نہین آتا فتوح میری بند ہی اور نان شبینہ سے بھی مین تنگ ہون یہ بات حضرت کو ناپسند آئی اور آپنے خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ بابا مردمان دہلی نقش قدم تیرے کو بجان عزیز رکھتے ہین اب تو دہلی مین سکونت اختیار کر آخر پیر و مرشد کو رخصت کرکے آپ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جب تک درویش بیگانہ نہو تمام اوقات اسکے بیکار ہین اور جب تک آلایش دنیا سے پاک نہو ہرگز مقام قرب کو نہ پہونچے کیونکہ راہ سلوک درویشی کی اور ہی اور دنیا داری اور خواہ درویشی اختیار کرے خواہ دنیا داری اور جو کوئی کہ دعوی عاشقی کرے اور کسی بلا کے آنے سے مضطرب ہو اور فریاد کرے عاشق نہین ہی بلکہ فاسق ہی اسواسطے کہ دوستی کے یہ معنی ہین کہ جو بلا آئے اسکو منجانب دوست تصور کرے اور راضی برضا رہے بلکہ شکرانہ ادا کرے کہ دوست کو ہمارا خیال ہی کہ اس بہانہ سے ہم کو یاد کیا اور فرمایا کہ خواجہ ما پیر و مرشد ایک دن فرماتے تھے کہ جو کوئی دعوی محبت کرے وہ بصد آرزو خواہان بلا ہو کیونکہ اسکی رضا ہی اور فرمایا کہ جو کچھ عقل

مین تھا وہی کرامت ہی اور فرمایا کہ تین برس وہ تھے کہ جب تک یار نہ تھا اور جب تک
دونون ہاتھون سے دروازہ نہ کھولتا نہ کھلتا تھا اور قدم نہ اُٹھاتا تھا منزل عزت
کو نہ پہونچتا تھا یعنی جب تک اپنی سعی سے راہ نچلا مقام قرب تک نہ پہونچا نقل ہی
کہ بعد مدت مدید کے حضرت قطب المشاہدین کو شوق قدمبوسی پیر و مرشد ہوا عریضہ
متضمن حاضری خود خدمت سراپا برکت مین بھیجا حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
چشتی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا کہ بندہ کو بھی اشتیاق ملاقات اُس برخوردار کا کمال ہی
جلد تشریف لاؤ کہ ملاقات آخری ہی آپ بعد طی منازل اجمیر شریف مین پہونچے اور
قدمبوسی سے مشرف ہوئے حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ بابا دوست خدا کی علامتین
تین ہین اول خوف دوم رضا سوم محبت خوف ترک گناہ ہی کہ عذاب آتش جہنم سے
نجات پاوے اور رضا اندر ضمن محبت حق کے ہی کہ بجز حق کے دوسرے کی گنجایش دل مین نہو
اور نامہ نگار صفحہ جاودانی نے نقش کل شی ہالک الا وجہہ ثبت لوح ازل کیا ہی اسواسطے
سبکو عالم فنا سے طرف دار البقا کے جانا ضرور ہی اور یہ سفر سب کے واسطے درپیش ہے
منعم ہو خواہ درویش اس زمانہ مین درمیان میرے اور درمیان دوستان میرے
کے مفارقت ہونے والی ہی اور اس اجمیر مین دفن ہونگا پس شیخ علی سنجری کو فرمایا کہ
مین نے خلافت و سجادہ قطب الدین کو دیا چنانچہ کلاہ و دستار مبارک اپنے ہاتھ سے
آپکے سر پر رکھی اور عصاے حضرت عثمان ہارونی و مصحف و مصلا و خرقہ عنایت فرمایا
اور کہا کہ یہ امانت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی اور پیران عظام مین
درجہ بدرجہ چلی آتی ہی حق اسکا ادا کرتا جسطرح مجکو پہونچا تھا تیرے حوالہ کیا اب ای فرزند
تو اس امانت کا حق اچھی طرح ادا کر تاکہ کل کو روبرو سے پیران عظام شرمندگی نہو
اور فرمایا کہ ای فرزند عارف بمنزلہ آفتاب کے ہین کہ عالم پر روشن ہین اور اہل محبت کا
جو مرتبہ ہی وہ ملائک کا نہین ہی اور چار چیز آدمی کو قید نفس سے رہا کرتی ہین اول یہ کہ درویشی سے

اپنے کو تونگر کرے دوسرے گرسنگی سے سیری حاصل کرے تیسرے غم و بلا مین خوش رہے اور
چوتھے جو کوئی اسکے ساتھ بدی کرے اسکو نیکی کرنا چاہیے جب یہ بات تمام ہوئی خواجہ قطب الدین
سر او پر پاؤن حضرت کے رکھا آپنے ہاتھ سر پر رکھا اور فرمایا کہ بابا مین نے تجھکو سپرد خدا
کیا اور منزل قرب کو پہونچایا جہان تو رہے ساتھ خدا کے رہے تو اور تجھ ورہے اور جہان رہے
ہر دو رادہ کار ہے تو اور خدا اسکے ساتھ رہے تو فاتحہ پڑھکر چشم پر آب ہوئے اور دہلی کو رخصت کیا
بعد چند روز کے آپ دہلی مین تشریف لائے بعد آپنے حضرت کے خواجہ دو جہان نے رحلت فرمائی
آپ اس خبر کو سنکر بہت روئے اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ دوستان خدا کو موت نہین آتی ہے
وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہین لیکن چشم خلائق سے پوشیدہ ہو جاتے ہین نقل ہے کہ آپکے
بائیس خلیفہ تھے شیخ فرید الدین شکر گنج شیخ بدر الدین غزنوی شیخ برہان الدین بلخی شیخ
ضیاء الدین رومی و سلطان شمس الدین بادشاہ اولیا و بابا بحری بحر دریا مولانا فخر الدین
حلوائی خواجہ سیر شیخ سعد الدین خلیفہ شیخ محمود بہاری مولانا محمد حاجری سلطان نصیر الدین
غازی قاضی حمید الدین ناگوری مولانا برہان الدین حلوائی شیخ محمد شیخ حسین شیخ احمد
شیخ نبی شیخ فیروز شیخ بدر الدین موسے تاب شاہ خضر قلندر شیخ نجم الدین قلندر
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل ہے کہ ایک روز آپ سوار ہوئے جاتے تھے جب متصل اُس
زمین کے پہونچے کہ جہان آپ کا مزار مقدس ہے فرمایا کہ مجکو اس زمین سے بوئے محبت آتی ہے
چنانچہ اُسکے مالک سے وہ قطعہ زمین خرید کر لیا اور اُسکو جائے مرقد اپنا بنایا نقل ہے کہ
ایک روز مجلس راگ کی گرم تھی قوالون نے یہ شعر پڑھا شعر عاشقِ رویت کجا بینا کس است *
بستۂ مویت کجا یابد خلاص * اور آپکو اس شعر پر وجد آرہا تھا کہ اسمین صلاح الدین و
کریم الدین قوالون نے یہ غزل شروع کی اسپر عجب حال طاری ہوا غزل یہ ہے غزل
کشتگان خنجرِ تسلیم را * ہر زمان از غیب جانِ دیگر است * حضرت خواجہ کا اس شعر پر
عجب حال تھا کہ جب وہ اول مصرعہ کہتا تھا تو آپ مثل مردہ بیہوش ہو جاتے تھے

اور جب وہ مصرعہ ثانی پڑھتا تھا تو آپ کو حرکت ہوتی تھی گویا آپ کے قالب مین جان آجاتی تھی
ہر بار یہ کیفیت حاصل تھی اور تین روز تک یہی وجد کی صورت رہی نماز کے وقت تو نماز
پڑھتے اور پھر وجد مین آجاتے تیسرے روز آپکے ہر بن مو سے اسم اللہ کی تسبیح جاری
تھی اور جو خون بن مو سے ٹپکتا تھا اُسکا نقش اسم سبحان اللہ کا بن جاتا تھا اور
اُس سے آواز سبحان اللہ کی پیدا ہوتی تھی اور اس مدت مین کسی وقت کی نماز ترک
نہوئی آخر وقت چاشت کا ہوا چودھوین ماہ ربیع الاول ۶۳۵ھ ہجری کو بشارت قوالون
کو ہوئی کہ اب اس شعر کو تمام کرو آخر اُنھون نے موقوف کیا آپنے اس جہان فانی سے
طرف ملک بقا کے رحلت فرمائی تمام عالم مین شور و غوغا ہوا آخر جنازہ تیار ہوا مولانا
ابو سعید نے کہا کہ حضرت خواجہ کا یہ حکم تھا کہ میرے جنازہ کی وہ شخص نماز پڑھے کہ
جسنے غیر عورت پر کمر شہوت نہ کھولا ہو اور سنت نماز عصر اور تکبیر اولے کا قضا نہ کیا ہو سلطان
شمس الدین انار اللہ برہانہ دیر تک خاموش رہے اور ہر طرف دیکھا کسی نے اقرار نہ کیا
آخر سلطان نے امامت کی اور کہا کہ بھائیو اس بندہ گنہگار نے آج تک کمر شہوت غیر عورت پہ
نہین کھولا ہے اور تکبیر اولے اور سنت عصر قضا نہین کی ہے سب نے تحسین کی اور سلطان نے
کہا کہ مین نہین چاہتا تھا کہ میرے راز کا افشا ہو لیکن جو مرضی حضرت خواجہ کی یہی تھی
مجبور مین نے اپنا حال ظاہر کیا پس جنازہ کو ایک جانب سے بادشاہ نے اور تین
طرف سے اور اولیا اللہ نے اُٹھایا اور جاے مقررہ مین مدفون کیا اس فقیر نے
تاریخ اُس قطب الاقطاب کی آہ خواجہ بود الہام ربانی سے دریافت کی انا اللہ وانا الیہ راجعون

بیان حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنج مسعود بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنج مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اوشی قدس سرہ السامی کے ہین اور خاندان پاک چشت مین اس رتبہ کا فقیر دوسرا
نہین ہوا آفتاب چشت کہنا چاہیے اور اپنے عہد مین آپ سلطان حقیقت اور برہان

معرفت تھے اور کسی وقت یاد الٰہی سے خالی نہ رہتے تھے اور کرامت جسقدر کہ آپ کی ذات
والاصفات سے ظاہر ہوئی ہے کسی بزرگ سے اسقدر نہین ہوئی ہزارون طالب کو واصل
بخدا کیا چنانچہ ستر ہزار خلیفہ آپ کے مشہور ہین اور ہر ایک قطب وقت تھا اور آپ ہمیشہ
صائم الدہر اور قائم اللیل تھے فقر و تجرد آپ کا طریقہ خاص تھا اور جو کچھ مطبخ مین طعام
پکتا اول محتاج اور غربا کو کھلاتے اسکے بعد آپ نوش فرماتے اور ایک پارۂ نان جوین سے
افطار کرتے اور علوم ظاہری اور باطنی مین کمال رکھتے تھے آپ کا حال کرامت مآل عالم مین
اشتہار رکھتا ہے حاجت اظہار نہین اسواسطے کچھ بطریق اختصار درج رسالہ ہذا کیا جاتا ہے
ورنہ ایک دفتر درکار ہوتا اور اکثر کرامتین آپکی ابتک موجود ہین چنانچہ دروازہ بہشتی
کہ قیامت تک جو کوئی اسمین سے نکل جاویگا اسپر آتش دوزخ حرام ہے مثل اسکے بہت
شہرت آپکے حالات کی ہے عمر آپ کی پچانوے برس کی ہوئی اول مسعود نام تھا اور یکصد
و یک نام آپکے جو واسطے روا ہونے ہر حاجت کے اسم اعظم کا خواص رکھتے ہین یہ ہین اور شیخ
نجیب الدین متوکل برادر حقیقی آپکے جو دہلی کہنہ مین آسودہ ہین فرماتے ہین کہ اسمائے
گرامی کو وقت حاجت جو کوئی گیارہ بار پڑھے اللہ تعالٰی اسکی حاجت روا کرے وہ نام
یہ ہین قطب الموحدین شیخ فرید خواجہ فرید مخدوم فرید بابا فرید مولانا فرید شاہ فرید
حاجی فرید درویش فرید مسکین فرید عاجز فرید فقیر فرید غریب فرید موحد فرید مجرد فرید
مسعود فرید مقصود فرید قاصد فرید مقصد فرید چشتی فرید حمید فرید اجودھنی فرید
حامد فرید حمید(?) فرید کامل فرید مکمل فرید خادم فرید متوکل فرید سالک فرید مسالک(?) فرید
زاہد فرید عابد فرید عالم فرید صادق فرید صابر فرید شاکر فرید امام فرید مجتہد فرید
متدین فرید متقی فرید محب فرید مرشد فرید حق فرید وکیل فرید خالص فرید مخلص فرید
عاشق فرید عارف فرید معظم فرید مہدی فرید ولی فرید غنی فرید قطب فرید غوث فرید
مغیث فرید ساجد(?) فرید جہانگشت فرید کبیر فرید شکر گنج فرید شکر بار فرید الحق فرید

حبیب فرید نذیر فرید مقبول فرید صوفی فرید صاحب فرید محقق فرید دقیق فرید خیر فرید تمیز فرید
سلطان فرید برہان فرید فاصل فرید واصل فرید دوم فرید قدم فرید اول فرید آخر فرید
ظاہر فرید باطن فرید جلیل فرید جمیل فرید فرید فرید نجیب فرید غیث فرید نور اللہ فرید نظر اللہ فرید
وصل اللہ فرید فیض اللہ فرید حفیظ اللہ فرید لفظة اللہ فرید اہل اللہ فرید آیۃ اللہ فرید
سر اللہ فرید عزیز اللہ فرید روح اللہ فرید حبیب اللہ فرید محبوب اللہ فرید قطب الاقطاب فرید
مشکل کشا فرید قاضی الحاجات فرید الٰہی بحرمت این نامہاے حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ کے مجکو اور جمیع معتقدان و مریدان کو ساتھ مطلوب دل اور مقصد جان کے
فائز کر آمین آمین آمین اور منجملہ ان اسماے گرامی کے پانچ نام ہین کہ بارہا مجرب ہین اگر
جس مقصد کے واسطے کوئی پڑھے فوراً وہ کام ہوجاوے اور چالیس روز تک اکتالیس ۴۱
اکتالیس ۴۱ بار پڑھے وہ نام یہ ہین شیخ فرید مولانا فرید خواجہ فرید حاجی فرید درویش فرید
اور سوا انکے اور بھی نو و نو نام ہین بسبب طوالت کے نہین لکھا گیا نقل ہے کہ نسب
آپ کا حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم سے ملتا ہے اور آپ شاہ فرخ کابلی کے دودمان سے ہین
وقت تباہی کابل کہ چنگیز خان سے کی تھی اور آپکے باپ جد بزرگوار شہید ہوئے تھے تو آپکے
جد مع تین صاحبزادون کے لاہور مین تشریف لائے پھر وہانسے موضع کہتی وال کہ متعلق
ملتان سے ہے اسمین سکونت اختیار کی وہان بفضل تعالے واقع ۵۶۹ ہجری کو مولود
مبارک حضرت سے زمین و آسمان روشن ہوا اور نہانخانۂ بطون سے جلوہ افروز عرصۂ
شہود ہوئے آپکے والدین کو نہایت خوشی ہوئی اور مسعود نام رکھا اور آپکے والد بزرگوار
سلطان محمود غزنوی کے ہین اور والدہ شریفہ حضرت کی بی بی مریم خاتون نہایت
عابدہ اور صالحہ تھین اور دختر مولانا وجیہ الدین خجندی کی تھین صاحب کرامت تھین
چنانچہ ایک مرتبہ آپکی والدہ کے یہان شب کو چور آیا فوراً نابینا ہوگیا صبح کو مع زن و
فرزند کے حاضر ہوا اور بی بی صاحبہ کے روبرو الحاح و زاری کی اور مسلمان ہوا اسوقت

آپنے لب مبارک اُسکی آنکھون مین لگایا بینا ہوگیا اُس مرید عہد نے اُسکا عبداللہ نام رکھا
اور آخر کو اولیا کبار سے ہوا نقل ہے کہ ایک روز حالت حمل مین آپکی والدہ کی طبیعت
طرف کنار کے مائل ہوئی ہمسایہ مین ایک درخت تھا اُسمین سے دوچار بیر توڑے آپنے شکم مین ایسی
اضطرابی کی کہ اُنھون نے بیر نہ کھائے آخر پھینک دیے جب آپ جوان ہوئے تو آپکی والدہ نے
ایک روز از راہ مذاق فرمایا کہ اے فرزند تم نے کوئی شی مشکوک حالت حمل مین نہین کھائی
اسواسطے عظمت بڑی ہوئی آپنے فرمایا کہ آپ تو کھاتین مگر مین کب کھانے دیتا اور بیرون کا
سب ماجرا بیان کیا آپکی والدہ صاحبہ نہایت حیران ہوئین نقل ہے کہ آپ ایام طفلی
مین مدرسہ ملتان مین پڑھتے تھے ایک روز آپکی بغل مین کتاب نافع تھی مدرسہ کو
جاتے تھے راستہ مین حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے دوچار ہوئے خواجہ صاحب نے فرمایا
کہ اے مولانا یہ کیا کتاب ہے آپنے کہا کہ نافع ہے خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تجکو نافع کیا نفع دیگی اس کلام
کے سنتے ہی آپکو جوش آیا اور خدمت خواجہ مین گئے اور قدم مبارک پر سر ڈال دیا اور
نہایت اعتقاد سے مرید ہوئے حضرت خواجہ نے اُسوقت یہ رباعی پڑھی رباعی مقبول
تو جز مقبل جاوید نشد ٭ وز لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد ٭ لطفت بکدام ذرہ پیوست دمی
کان ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد ٭ نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ دہلی مین تشریف لائے
تو کچھ دنونتک آپکے ہمراہ حضرت شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ آئے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ
بابا فرید کچھ روز تحصیل علوم ظاہری کرو پھر ہمارے پاس آنا آخر آپ وہان سے رخصت ہوکر
تحصیل علم مین مصروف ہوئے اور پانچ برس کے بعد تحصیل سے فارغ ہوکر پھر خدمت
خواجہ صاحب مین حاضر ہوئے حضرت خواجہ نے ایک حجرہ علیحدہ آپکے واسطے رہنے کو دیا
آپ اُسمین رات دن مجاہدہ اور ریاضت کرتے اور بعد پنجشنبہ کے حضرت خواجہ بھی آپکے
پاس جاتے اور تعلیم فرماتے پھر جب خواجہ صاحب نے آپکے روزون کو حکم دیا چنانچہ کبھی چار
کبھی پانچ روز مین روزہ افطار فرماتے ایک مرتبہ ایک شخص کچھ نان آپکے پاس لایا

آپنے وقت افطار اُسکو نوش کیا تھوڑی دیر مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک زاغ منھ مین مردار لیے
شاخ درخت پر بیٹھا ہی آپکو دیکھتے ہی استفراغ ہوا تھوڑی دیر مین حضرت خواجہ تشریف
لائے آپنے یہ ماجرا بیان کیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ فرید اللہ تعالے نے تیرے حال پر بہت رحم کیا
کہ نان حرام کو تیرے شکم سے نکال دیا اب جو کچھ غیب سے ملے بے عیب کھا پھر چند روز تک آپنے طے کیا
اور کچھ نہ کھایا ایک رات کو نہایت گرسنگی سے بیطاقتی ہوئی آپ زمین پر ہاتھ پانون مارنے
لگے کچھ سنگریزے ہاتھ مین آلئے اُنکو منھ مین رکھ لیا سب شکر ریزہ ہوگئے چنانچہ اسی سبب سے
آپکو شکر گنج کہتے ہین اور دوسری روایت حضرت کے خطاب گنج شکر کی یہ ہی کہ ملفوظات
مین نقل ہی کہ ایک روز آپ کسی مقام پر سر راہ بیٹھے تھے اور ایک سوداگر کچھ شکر بھر کر
لیے جاتا تھا آپ نے دریافت کیا کہ اسمین کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اسمین نمک ہی آپنے فرمایا
کہ نمک ہی ہوگا جب اُسکو اپنے مقام پر لیجا کر کھولا تو تمام نمک تھا آخر سوداگر حضرت کے
قدمون پر گرا اور خطا معاف کرائی پھر شکر ہوئی تیسری نقل یہ ہی کہ جب آپ حجرہ سے باہر تشریف
لائے آپکا پانون بے اختیار حرکت مین آیا گر پڑے ایک ڈھیلا مٹی کا آپکے دہن مبارک مین
گرا تمام شکر ہوگیا چوتھے یہ کہ ایام خردسالی مین آپکی والدہ زیر مصلی ریزے شکر کے
رکھکر آپکو نماز پڑھاتین جب آپ فارغ ہوجاتے تب آپکی والدہ وہ ریزہ شکر دیدیتین
ایک مرتبہ آپکی والدہ شکر ریزہ رکھنا بھول گئین آپنے حسب عادت قدیم نماز پڑھکر
گوشہ مصلے کا جو اُٹھایا تو شکر ریزہ موجود پائے آپکی والدہ نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ
میرا بیٹا بڑا ولی ہوگا نقل ہی کہ ایکبار آپ صحرا مین ریاضت کرتے تھے اور برگ درختان سے
افطار کرتے تھے ایکدن تشنگی غالب ہوئی آپ ایک چاہ پر پہونچے منتظر رسن و دلو
کے رہے تھوڑی دیر مین آہو آئے اور اُنھون نے کنوئین مین جہانکا مثل فوارہ کے
پانی اوپر آگیا آہو پیکر چلے گئے آپنے جناب باری مین عرض کی کہ پروردگار عالم بندہ سے
کیا قصور ہوا تھا کہ آہو کے برابر بھی مرتبہ نہوا حکم ہوا کہ فرید الدین تیرا انتظار رسن اور دلو پر تھا اور آہو کا مجھپر

ہم پھر آپنے چالیس روز تک نفس کو پانی نہ دیا چالیسوین روز جب غلبہ پیاس کا ہوا تو آپنے بجاے
پانی کے خاک منھ مین ڈالی سب شکر ہوگئی اُسوقت ندا ہوئی کہ فرید الدین ہم نے تجکو خطاب
گنج شکر دیا نقل ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے
تو جناب باری سے ایک طبق شکر کا آپکے روبرو آیا اور حکم ہوا کہ تیری امت مین ایک عارف
گنج شکر ہوگا یہ شکر اُسکے خزانہ سے ہے نوش کر اور یارون کو دے چنانچہ آپنے صحابہ کو عنایت کی
نقل ہے کہ جب حضرت قطب المقربین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ
علیہ دہلی مین تشریف لائے تو خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ بابا قطب الدین تو اپنے خلفا کو
بلا چنانچہ آپنے سب کو پیش کیا حضرت خواجہ نے اُنکے حق مین دعا فرمائی اور پھر کہا کہ بابا
کوئی اور بھی باقی ہے انھون نے عرض کیا کہ مسعود نامے فقیر چلہ مین ہے وہ باقی ہے حضرت
خواجہ اور یہ دونون حجرہ مین گئے کواڑ کھولکر دیکھا تو حضرت مین بسبب ضعف کے مطلق
طاقت نہ تھی کہ کھڑے ہوکر تعظیم دیتے آبدیدہ ہوگئے اور زمین پر سر رکھا حضرت خواجہ کو
اُنپر رحم آیا اور فرمایا کہ بابا کب تک اس بیچارے کو اس ریاضت مین رکھیگا آؤ ہم اور تم
دونون اسکے حق مین دعا کرین چنانچہ دست راست تو خواجہ معین الدین نے اور بازوے
چپ خواجہ قطب الدین نے پکڑا اور کھڑا کیا اور عرض کیا کہ الٰہی فرید کو قبول کر اور بندگان
خاص سے اسکو فرما آواز آئی کہ فرید کو ہم نے قبول کیا اور فرید فرید دہر ہوگا اس آواز سے
حال حضرت پر طاری ہوا پھر حضرت خواجگان نے اسم اعظم کہ سینہ بسینہ پیران عظام سے
چلا آتا تھا انکو بتلایا تمام علم لدنی طرفۃ العین مین منکشف ہوا اور درمیان خدا کے
اور اُنکے کچھ حجاب باقی نہ رہا پھر خواجہ نے دستار خلافت عنایت کی اور سند دی اُس روز
مثل قاضی حمید الدین ناگوری و مولانا علی کرمانی و ترک خواجہ محمود کے بہت اولیاء اللہ
صاحب کشف و کرامت وہان موجود تھے اُسوقت ایک شیخ نے یہ شعر پڑھا شعر گنج بخش
کونین از سخنش شد * یافتہ شاہی ز شاہان جہان * نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ

بسبب ضعف کے چہل قدمی کرنے لگے اور عصا ہاتھہ مین لے لیا تھوڑی دیر مین پھینک دیا حضرت
نظام الدین اولیا حاضر تھے عرض کیا کہ حضور نے عصا کیون پھینک دیا فرمایا کہ اسوقت مجھے خیال ہوا
کہ ہمارے سوا دوسری شی پر تکیہ کیا نقل ہی کہ جب حضرت خواجہ نے آپکو رخصت سفر کی
دی تو فرمایا کہ بابا فرید مین جانتا ہون کہ تو میرے وقت آخر پر نہ آئیگا اور روز سوم آپہنچیگا
اپنی امانت قاضی حمید الدین سے لے لینا اور آبدیدہ ہوکر رخصت کیا آپ وہانسے ہانسی مین آئے
ایک روز شب کو خواب مین دیکھا کہ حضرت خواجہ بلاتے ہین آپ اُسی وقت روانہ دہلی کو ہوئے
یہان جو آکر دیکھا تو حضرت کا سوم تھا بہت روئے اور مزار اقدس پر جاکر شور و گریہ کیا آخر
قاضی حمید الدین نے وہ خرقہ جو خواجہ نے عنایت کیا تھا آپکے حوالہ کیا آپ وہان سے پھر طرف
ہانسی کے روانہ ہوئے ہر چند لوگون نے التماس و زاری کی کہ آپ یہان رہین آپکو مفارقت
اپنے پیر کی سخت گذری تھی وہان نہ رہے اور ہانسی مین چند روز قیام کیا جب انبوہ عام خلق کا
زیادہ ہوا تو وہان سے بھی گھبرا کر طرف اجودھن کے گئے اور وہ گاؤن ویران تھا وہ جگہ خوش
آئی وہان بھی حکام اُس ملک کے معتقد ہوئے آخر وہان سے بھی کوچ کرنے کا ارادہ کیا
کہ حضرت خواجہ سے بشارت ہوئی کہ یہین رہو چنانچہ وہان رہنے لگے ایک روز سلطان
غیاث الدین قدمبوسی کو حاضر ہوا آپکو انبوہ عام خلایق سے تنگ دل خاطر ہوا اُسوقت الہام ہوا
کہ فرید ہمارے مخلوق سے اسقدر نفرت کرتا ہی پھر کبھی آپنے ایسا کام نہ کیا نقل ہی کہ جب
آپ اجودھن مین تشریف لے گئے اول ایک درخت کے تلے قیام کیا اور آپکے ہمراہ چند
درویش تھے ایک روز ایک عورت سر پر لوٹہ دودھ کا بھرا ہوا لیے جاتی تھی آپنے فرمایا کہ مائی
اسمین کیا ہی اور کہان لیے جاتی ہی اُسنے کہا کہ میان صاحب کیا کہون یہان ایک جوگی ہی وہ
بڑا جادوگر ہی اُسنے ہم پر یہ ظلم کر رکھا ہی کہ باری سے روز دودھ سبکے یہان سے منگاتا ہی اگر کوئی
عذر کرے تو گائے بیمار ہوکر مر جاتی ہی یا تمام دودھ خون ہو جاتا ہی اس عذاب مین ہم لوگ مبتلا ہین
اب مجکو جانے دیجیے ورنہ دیر ہوگی تو نہ معلوم وہ ظالم کس بلا کو مقرر کریگا آپنے اُسکی تشفی کی اور

فرمایا کہ یہ دودھ ان درویشون کو پلا دے اُسنے تعمیل حکم کی تھوڑی دیر مین ایک شاگرد اُس
جوگی کا آیا اور اُس عورت کو وہان بیٹھے دیکھکر بہت بُرا بھلا کہنا شروع کیا حضرت نے
فرمایا کہ خاموش اے احمق بیٹھ ایک طرف کو بموجب فرمانے کے فوراً اُسکی زبان بند ہوئی اور
پانون بندھ گئے تھوڑی دیر مین دوسرا شاگرد اُس جوگی کا آیا اُسنے بھی ایسا ہی کچھ بکنا
شروع کیا اُسکی نسبت بھی حضرت نے وہی فرمایا آخر وہ بھی مقید ہوکر بیٹھ گیا اسی طرح
کئی شاگرد اُسکے آئے اور یون ہی مقید ہوکر بیٹھ بیٹھ گئے آخر وہ جوگی خود آیا اور شاگردون کو
مقید دیکھکر بہت غصہ کیا اور جادو کے زور سے چاہتا تھا کہ شاگردون کو خلاصی دے لیکن
جو کچھ اُسکو یاد تھا وہ حضرت کی برکت سے فراموش ہوگیا آخر یہ سمجھکر کہ یہان جادو کام نکریگا
حضرت سے عفو تقصیر چاہا آپنے فرمایا کہ اس شرط پر تجکو اور تیرے شاگردون کو امان ہوگی
کہ تو اس ملک سے چلا جا اُسنے قبول کیا اور کہا کہ حکم ہو تو اپنا اسباب مکان سے لے لون آپنے
فرمایا کہ تیرے جانے کی اجازت نہین ہے ہان اپنے شاگرد کو بھیجکر منگا لے چنانچہ اُسنے اپنے
شاگرد کو بھیجا اور اسباب منگا کر شاگردون کو ساتھ لیکر کسی جانب کو چلا گیا آپ اُس درخت
کے تلے سے اوٹھکر اُس مکان مین تشریف لائے اور فرمایا کہ فقیر کے مکان مین فقیر ہی کو رہنا چاہیے
منقول ہے کہ شہر بیبال پور مین کہ قریب اجودھن کے ہے ایک جوگی رہتا تھا اُسنے یہ اپنے دل مین
اقرار کیا تھا کہ میرے کانون کے مندرے جس درویش کی زیارت سے خود بخود گر جاوینگے اُسکو اپنا
رہبر جانونگا ایک روز آپ کا گذر اُسطرف ہوا جسوقت جوگی کی نگاہ آپ پر پڑی وہ دونون مندرے
کانون سے گر گئے وہ جوگی دل مین سمجھا کہ وہ درویش یہی ہے کہ جسکے لیے مین کہا کرتا تھا
پھر دل مین کہنے لگا کہ اگر یہ درویش دونون مندرون کو اپنے ہاتھ سے زمین مین گاڑ دے
اور اُنسے دو درخت پیدا ہون تو مین جانون کہ اس سے بڑھکر کوئی صاحب کرامت نہین ہے
آپکو یہ حال اُسکا منکشف ہوا دونون مندرون کو اپنے ہاتھ سے زمین مین گاڑ دیا
فوراً اُسی دم دو درخت پیدا ہوگئے اور اُسمین پھل آئے اور پھل بالکل مشابہ

ہنت رہے کے تھے چنانچہ مولف کتاب ہذا نے اب کہ چار سو برس گذرے ہین بچشم خود
دیکھا ہی اور وہ درخت اب تک موجود ہین اور طواف گاہ عالم ہین پھر وہ جوگی مسلمان ہوا
اور چند روز مین رتبہ ولایت کو پہونچا نقل ہی کہ ایک روز آپ قصبہ نوشیرہ کو تشریف
لے گئے وہان مسواک کرتے تھے ایک دفعہ مسواک کو زمین مین گاڑ دیا فوراً ایک درخت
اسکا ہو گیا جب آپ وہان سے تشریف لائے تو وہ درخت بھی پیچھے پیچھے چلا آپنے کہا
کہ ٹھہر اے درخت وہ نہ ٹھہرا پھر آپنے فرمایا اسی طرح تین مرتبہ کہا چوتھے بار آپنے اُسکو
جڑ سے اوکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا شاخ تو زمین پر اور جڑ اوپر ہو گئی وہ درخت اسی طرح
قائم ہو گیا کہ شاخ تو زمین پر ہی اور جڑ اوپر ہی اس درخت کی بھی مولف کتاب ہذا نے
بچشم خود زیارت کی ہی اور زیارت گاہ عالم و عالمیان ہی نقل ہی کہ ایک روز آپنے
فرمایا کہ زکوۃ تین طرح پر ہی زکوۃ شریعت و زکوۃ طریقت و زکوۃ حقیقت پس زکوۃ
شریعت یہ ہی کہ چالیس درم مین سے پانچ درم خیرات کرے اور زکوۃ طریقت یہ ہی کہ چالیس
درم سے پانچ درم اپنے پاس رکھے اور باقی کل خیرات کرے اور زکوۃ حقیقت یہ ہی کہ کل
چالیس درم خیرات کرے تا سوائے خدا اور رسول کے کچھ باقی نہ رہے اسواسطے کہ درویشی
خود فروشی اور بیہوشی کا نام ہی اور شیخ شہاب الدین سہروردی کو دیکھا کہ ہر روز دس
ہزار درم یا کم و بیش اُنکے پاس فتوح کے آتے سب کو خدا کی راہ مین ایثار کرتے تھے
شام کو ایک فلوس اپنے پاس نہ رکھتے اور فرمایا کہ لکھا دیکھا ہی کہ ایک
وقت مالک دینار آگئے ایک درویش کے گئے دو روٹیان جو کی موجود تھین اور
بے نمک تھین مالک کے آگے لا کر رکھین مالک نے کہا اگر نمک تھوڑا سا ہو تو لاؤ اُس
درویش کی دختر نے یہ سنکر ایک کٹورا اسی کہ وہ ہی گھر مین تھا نکالا اور بقال کے یہان
گرو رکھکر اُسکا نمک لائی مالک نے کہا کیا قناعت ہی دختر درویش نے جواب دیا کہ
اے مالک اگر قناعت ہوتی تو کٹورا گرو رکھنے کو نہ نکالتا اور ہم کو کئی برس گذرے ہین کہ

نمک کی صورت نہین دیکھی آج تیرے سبب سے نمک دیکھا ہی اُسوقت حضرت شیخ بدرالدین
داماد مالک دینار پہونچے اور مالک سے سوال کیا کہ اسراف کیا ہی آپنے فرمایا کہ جو کوئی صدقہ
بے نیت دے وہ اسراف ہی اور خداوند تعالے کے واسطے نہ دے وہ اسراف ہی اگر تمام
عالم خداوند تعالے کے واسطے دیوے وہ اسراف نہین ہی نقل ہی کہ ایک وقت ذکر
درویشی کا آیا حضرت بابا شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی کو کہتے ہین
اور فرمایا کہ درویش کو چار چیز چاہیے اول آنکھ کو کور کرے تو عیب خلائق کا نہ دیکھے دوسرے
کان کو کر کرے کہ تو کوئی ناشنیدنی نہ سنے تیسرے زبان کو گنگ کرے کہ سوائے ذکر خداوند تعالے
جل شانہ کے کچھ منھ سے نہ نکلے چوتھے دست و پا کو واسطے ماسوا اللہ کے حرکت نہ دے
کسی نے کہا ہی شعر چشم بند و لب بہ بند و گوش بند * گر نہ بینی سر حق بر ما بخند *
اور کہا کہ جسمین یہ چار خصلتین ہون وہ درویش ہی ہرچند کہ لباس دنیاوی مین ہو
وگرنہ کاذب ہی اور درویش نہین ہی اور فرمایا کہ اصل اس طریق کی حضوری دل ہی اور
حضوری دل اُسوقت حاصل ہو کہ لقمہ حرام سے پرہیز کرے اور صحبت اہل دنیا سے متنفر ہو
اور فرمایا کہ اپنے گرم کام کو آدمیون کی سرد باتون پر نچھوڑے اور فرمایا کہ روز نامرادی
معراج سالکون کی ہی اور فرمایا کہ الآفۃ فی التدبیر والسلامۃ فی التسلیم اور ہمیشہ
آپ یہ کلمہ فرماتے اور بیہوش ہو جاتے وہ یہ ہی کہ جو آنکھ بغیر حق کے نظارہ کرے اندھی بہتر
اور جو کان سوائے اُسکے ذکر کے سُنے کر بہتر ہی اور جو زبان سوائے ذکر حق سبحانہ کے گویا ہو
گنگ بہتر ہی اور جو جسم کہ اُسکی طلب مین تساہل کرے مردہ بہتر ہی اور فرمایا کہ
عقلمند آدمی وہ ہی کہ جو ماسوا اللہ کے جملہ کو ترک کرے اور ہمیشگی اُسکے واسطے ہی کہ جو پہلے
مرنے سے مر گیا اور غنی وہ ہی جو قانع ہی اور فقیر وہ ہی کہ جسنے قناعت ترک کی اور فرمایا
کہ الفقیر بین العلماء کالبدر بین الکواکب السمار ایک روز کمال ذوق سے آپ سر بسجدہ
ہو کر کہنے لگے کہ الٰہی اگر تو مجھکو دوزخ مین بھیجے تو اندیشہ نہین کرتا ہون بلکہ شوق سے

ایسی فریاد کرون کہ اہل دوزخ نالہ و فریاد سے باز رہین نقل ہی کہ ایک روز ذکر
سماع کا ہوا آپنے فرمایا کہ سبحان اللہ ایک تو وہ ہی کہ جلکر خاکستر ہوگیا اور دوسرا ابھی
اختلاف ہی مین ہی نقل ہی کہ جب حضرت بہاء الدین زکریا نے رحلت فرمائی آپ واسطے
تعزیت کے ملتان تشریف لیگئے اُنکے فرزند شیخ صدر الدین نے عرض کی کہ یا حضرت
دو سبب سے ہجوم خلائق کا یہان بہت رہتا ہی اور یہ اچھا نہین ہی اور وہ دو سبب
یہ ہین کہ ایک چاہِ خانقاہ کا رہٹ خود بخود چلتا ہی اور پانی حوض مین جاتا ہی دوسرے
یہ ہی کہ ہاتھ حضرت زکریا کا وقت زیارت خلائق کے قبر سے باہر نکلتا ہی اور یہ دونون
باتین درویشی کے خلاف ہین کہ اسمین اظہار کرامت ہی آپنے مراقبہ کیا اور ایک خادم سے
فرمایا کہ سر چاہ جاکر یآواز بلند کہہ کہ ای دیو یہان سے چلا جا فرید الدین کا حکم ہی چنانچہ
ایسا ہی ہوا کہ وہ رہٹ کا چلنا موقوف ہوگیا دوسرے روز آپ مزار پر تشریف لیگئے
اور ایک لوٹہ مین پانی گرم کراکر اپنے دست مبارک مین لیا جب ہاتھ حضرت زکریا کا قبر
سے نکلا آپنے پانی اُسمین ڈالا وہ ہاتھ اندر چلا گیا پھر نکلا پھر پانی ڈالا اسی طرح تین
مرتبہ ہوا پھر نہین نکلا اور اب تک موقوف ہی شیخ صدر الدین نے دریافت کیا کہ حضرت
یہ کیا اسرار ہی آپنے فرمایا کہ چاہ پر ایک دیو مرید حضرت زکریا کا تھا کہ وہ اس خدمت مین
مصروف تھا اب وہ چلا گیا اور وقت غسل کے ناف اُنکی خشک رہ گئی تھی اب جو پانی
ہم نے دیا وہ تر ہوگئی اور یہ ہی امر تم سے اُنکی روح نے ظاہر کیا تھا نقل ہی کہ
ایک وقت شیخ اسلام شیخ بہاء الدین زکریا نے حضرت سے درخواست کی کہ شیخ
جمال ہانوی کو کچھ عنایت کیجیے آپنے فرمایا کہ کوئی بھی اپنا جمال کسی کو دیتا ہی پھر بعد چندے
انھون نے بھی درخواست کی پھر آپنے عذر کر دیا آخر شیخ الاسلام نے شیخ جمال ہانوی
کے دل کو کشش کیا شیخ موصوف نے حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت اگر حکم ہو تو بہاء الدین
زکریا سے ملاقات کرون آپ خاموش ہوگئے پھر عرض کیا کہ اجازت ہو تیسری بار آپنے

فرمایا کہ جا اپنا منھ کالا کر یہ فرماتے ہی تمام نعمت اُنکی صلب ہو گئی اور منھ سیاہ ہو گیا اور
جنون سا ہو گیا آخر وہان سے چلے گئے اور صحرا نوردی اختیار کی رات دن بیخور و خواب
مجنونانہ جنگل مین پھرتے اور نہایت حال ابتر ہو گیا اور آپنے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ
کوئی شخص اسکی پیچھے سعی نکرے لوگ ہر چند چاہتے تھے کہ انکا قصور معاف کرائین الا خوف
سے عرض نکر سکتے تھے ایک روز عالم نامے سوداگر اُس دشت مین گذرا اُسکو شیخ جمال
کا حال دیکھکر کمال رحم آیا وہان سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپ اُس سے محبت
کرتے تھے استفسار حال فرمایا اُسنے اپنا ماجرا بیان کیا اور بعد کو شیخ جمال کا حال عرض کیا
کہ کمال درجہ خراب ہی آپنے فرمایا کہ جمال نے بہت تکلیف پائی اچھا اب اُسکو بلا لو اصحابون
نے کہ منتظر اُسکے تھے ایک درویش کو اُسکے پاس بھیجنا چاہا آپنے فرمایا کہ یہ رباعی ہماری
طرف سے اُسکو بھیجدو وہ یہ ہی رباعی ٭ رو گرد جہان بگرد و پا آبلہ کن ٭ گر ہیچ نشد پا بلی
مارا بلہ کن ٭ یک صبح با اخلاص بیا بر در ما ٭ گر کار تو بر نیاید انگہ گلہ کن ٭ جسوقت شیخ کے
پاس یہ رباعی پہونچی فوراً حاضر ہوئے اور قدم مبارک سر پر رکھکر بہت روئے آپنے فرمایا
کہ ہم نے تیرا مرتبہ اول سے بھی زیادہ کیا اور جمال ہمارا قطب عالم ہی چنانچہ اسی وقت عرش سے
تحت الثری تک بالکل اُنپر منکشف ہوا اور رنگ چہرے کا ہیئت اصل پر آگیا اور
اول سے بھی زیادہ نعمت پائی نقل ہی کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کی ایک کنیز
نہایت حسین تھی اور شیخ کو اُسکی جانب توجہ کمال تھی لیکن ایک داغ اُسکے رخسارہ
پر مثل داغ رخ قمر کے تھا اور شیخ نے دوا اور دعا اسکے واسطے بہت کی کسی طرح بہتر نہوا
ایک روز حضرت قطب الموحدین شیخ کے یہان مہمان ہوئے شیخ نے اسی نظر سے کہ حضرت
کو شاید اُسکا خیال آجائے اور انکی توجہ سے وہ داغ مٹجائے اُس کنیز سے کہا کہ
جب حضرت وضو کو پانی مانگین تو تو خود لوٹے مین پانی لیجا کر وضو کرانا اور چہرہ کو روبرو رکھنا
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپنے وضو کے واسطے پانی مانگا وہ کنیز لیگئی اور وضو کرانے لگی

آپ کی نگاہ جو چہرہ پر گئی کشف باطن سے درخواست حضرت شیخ کی معلوم کی اور ملاحظہ لوح
محفوظ مین مستغرق ہوئے کنیز نے پانی ڈالنا شروع کیا حتی کہ کئی لوٹہ ڈالے وہ دل مین سمجھی
کہ شاید آپ محو حسن و جمال میرے کے ہوئے ہین اسمین سب پانی خرچ ہوگیا وہ کنیز شیخ کے پاس
گئی اور یہ ماجرا بیان کیا شیخ نے جلد پانی بھر کر دیا اور کہا کہ جا پھر اُسی طرح اُسنے پانی ڈالنا شروع
کیا اور آپ مستغرق رہے تیسری بار بھی یہی نوبت پہونچی چوتھی بار آپنے سر اوپر اُٹھایا اور
اُسکے چہرہ کی طرف دیکھا فوراً وہ داغ جاتا رہا آپنے فرمایا کہ ای ہمشیر اب جا خداوند تعالے
نے تیرا کام بنا دیا وہ کنیز روبروے شیخ کے گئی شیخ نے جو دیکھا کہ داغ کا نشان نہین بہت
خوش ہوئے لیکن دل مین کہنے لگے کہ مین نے جناب باری مین اسقدر التجا کی اور وہ قبول
نہوئی اور بھائی فریدالدین کی ایک توجہ نے داغ کھو دیا اسی وقت شیخ کو الہام ہوا کہ فرید
کا آج کے روز چلہ تمام ہوا ہے ہم نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ تو ہماری خاطر کر اور تو جو کچھ ہم سے
طلب کریگا وہ ہم عنایت کرینگے چنانچہ اُسنے ایک ادنے سعاملہ کے واسطے ہم سے کہا ہم کیونکر
اُسکا کہا نہ کرتے نقل ہی کہ محمد شاہ درویش کا بھائی حالت جانکنی مین تھا وہ بحالت
اضطراب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے دیکھ کر فرمایا کہ محمد شاہ اسقدر پریشان
کیون ہو تمہارے بھائی کو خداوند تعالے نے صحت دی جاؤ گھر کو چنانچہ وہ گھر آ کر دیکھے
تو بھائی اُسکا اچھی طرح ہی نقل ہی کہ ایک گروہ درویشون کا حضرت کی خدمت مین آیا
اور عرض کیا کہ ہم مسافر ہین اور ہمارے پاس خرچ نہین ہی آپنے خستہ ہاے خرما اُنکے حوالہ
کیں وہ لیکر باہر آئے اور ارادہ اُنکے پھینکنے کا کیا جب اُنپر نظر کی تو زر سرخ نظر آیا اُنکو
فروخت کرکے کام مین لائے نقل ہی کہ آپنے ایک قطعہ زمین کا خرید کیا تھا کسی
شخص نے حاکم کے یہان نالش کردی کہ وہ ملکیت میری ہی اور حاکم کو آپ کی ذات سے
ایک طرح کا حسد تھا حاکم نے آپکے پاس آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ یا تو وکیل اور سند کو بھیجے
یا دو گواہ روانہ کیجیے آپنے فرمایا کہ یا وہ زمین خرید کی ہوئی فقیر کی ہی حاکم نے نمانا آپنے

کہلا بھیجا کہ اُس حاکم سرشکستہ سے کہدو کہ جا اُس زمین سے دریافت کرو وہ آپ کہدیگی حاکم مع گواہ
وغیرہ کے اور آپکے وکیل کے اُس زمین پر گیا اور آواز بلند سے کہا کہ اے زمین تو ملک کسکی ہی
کچھ آواز نہ آئی پھر اُسنے کہا پھر آواز نہ آئی حاکم نے کہا کہ کہین زمین بھی بولتی ہی آخر آپکے
وکیل نے بدرشتی کہا کہ اے زمین حکم ہی حضرت کا کہ حق حق بیان کردے اُسی وقت زمین سے
آواز آئی کہ مین ملک حضرت شکر گنج کی ہون حاکم نے مدعی سے کہا کہ اب تیرا دعوی غلط ہی اور
وہان سے واپس آیا جب مکان کے قریب آیا اور گھوڑے سے اوترنا چاہا رکاب مین سے پانون نکل گیا
سر کے بل گرا اور اُسکا سر ٹوٹ گیا نقل ہی کہ ایکبار آپ سیوستان کو تشریف لیگئے اور شیخ اوحد الدین
کرمانی کے گھر مہمان ہوئے اسی اثنا مین چار درویش اور آگئے اور بعد فراغ طعام کے ذکر
کرامات کا درمیان مین آیا سبنے کہا کہ اس جلسہ مین جو صاحب کمال ہو اظہار کمال کرے اُن
چارون نے کہا کہ ہم لوگ مہمان ہین اور شیخ اوحد الدین میزبان اول شیخ موصوف کی
طرف ہدایت ہو شیخ نے کہا کہ اس شہر کا بادشاہ جیسے اعتقاد فاسد رکھتا ہی آج میدان سے
سلامت نجائیگا تھوڑی دیر نگذری کہ شور و غل پیدا ہوا کہ بادشاہ میدان مین گھوڑا
پھرا رہا تھا ناگاہ اُسپر سے گر پڑا اور مر گیا پھر حضرت کی طرف لوگون نے دیکھا آپنے مراقبہ کیا
اور پھر سر اُٹھاکر فرمایا کہ سب صاحب سامنے کو نظر کرین سبنے جب نظر کی حضرت کو اور اپنے کو
حرم بیت المقدس مین پایا اور کچھ ایسا نظر آیا کہ سب حیران رہے بعد وہ اُن چارون درویشون نے
کہا کہ یہ کمال ہی اور پھر چارون نے مراقبہ کیا اور اپنے اپنے خرقہ مین سر ڈالا تھوڑی دیر مین
وہ چارون غائب ہوگئے اور خرقہ اُنکے وہین پڑے رہے نقل ہی کہ ایک درویش
بیت المقدس سے آیا اور قدمبوسی کر کے حیران ہوا آخر اُس سے نرہا گیا عرض کی کہ حضرت
آپسے تو بیت المقدس مین ملاقات ہوئی تھی آپنے فرمایا کہ مین نہونگا اُسنے کہا کہ آپ ہی تھے
اور آپسے مینے دریافت کیا تھا کہ آپ کا نام کیا ہی تو آپنے فرید الدین اجودھنی بتلایا تھا
اور مینے وعدہ کیا تھا کہ اجودھن مین حاضر ہونگا شاید آپنے پہچانا نہین حضرت نے فرمایا کہ اور بھی

کچھ کہا نہیں اُسوقت درویش کو یاد آیا کہ حضرت نے منع کیا تھا کہ اس راز کو افشا نہ کرنا فقیر
شرمندہ ہوا حضرت نے کہا کہ اے عزیز مردان خدا ہر جگہ موجود ہوتے ہین اور روبرو انکے
عرش وکرسی ہے اور بیت المقدس تو یہین ہے درویش خاموش ہوا اور اپنی عہد شکنی سے
منفعل ہوا پھر حضرت نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر اُسنے آنکھیں بند کین جس شی کا نام زبان سے
نکلا تھا عرش وکرسی وبیت المقدس سب کا مشاہدہ کیا فقیر نے یہ کرامت دیکھکر نعرہ مارا اور
بیہوش ہوگیا بعد آنے ہوش کے غلامی سے مشرف ہوا اور چند روز مین خلافت سے پہونچکر
اور ولی زمانہ ہوا نقل ہے کہ ایک شخص آپکی خدمت مین حاضر ہوا عنداللہ کہ حضرت نے
دریافت فرمایا کہ اے برادر تو نے سیاحی بہت کی ہے اور ہمارا یار دیرینہ ہے راست راست بیان
کر کہ کیا کیا عجائبات ملاحظہ کیے اُسنے عرض کی کہ ملک اوجہ مین درویش عجیب عابد و زاہد
دیکھے یہ ذکر سنکر آپکو شوق معائنہ اوجہ کا ہوا وضو کے بہانہ سے آپ باہر آئے اور غائب ہوگئے
تھوڑی دیر مین تشریف لائے حضرت نظام الدین حاضر تھے عرض کیا کہ حضور اسوقت
کہان تشریف لیگئے تھے آپنے فرمایا کہ اس شخص نے اوجہ کے عابدون کا بیان کیا تھا
مجھکو اُنکے دیکھنے کا شوق ہوا اسوقت وہان گیا تھا اور ایک ایک شخص کو دیکھا سب
دوگانہ ادا ہین نقل ہے کہ ایکبار آپ ملک مالوہ مین سیاحی کے واسطے تشریف لیگئے
متصل قصبہ پرودہ کے کہ پرگنہ بجنور سے ہے متصل تالاب کے ایک درخت بڑ کا تھا
اُسکے نیچے بیٹھ گئے ناگاہ آندھی زور شور سے اٹھی اور جس ڈالے کے نیچے آپ تشریف رکھتے تھے
وہ جڑ سے ٹوٹا آپکو آواز ٹوٹنے کی آئی نگاہ کرکے اوپر دیکھا وہ ڈالا کہ مثل درخت کلان کے
معلق رہا چنانچہ آج تک کہ چار سو برس گذرے ہین اسی طرح وہ ڈالا معلق ہے اور سبز ہے
اور معلق اُس درخت سے جدا ہے زیارت گاہ خلائق ہے نقل ہے کہ ایک شخص بارادہ
قدمبوسی دہلی سے روانہ ہوا راہ مین اتفاق ایک مطربہ کے ساتھ سرائے مین بیٹھنے کا ہوا
وہ عورت نہایت بیحیا تھی ایسی حرکت کی کہ بیچارہ دام تزویر مین آگیا اور مستعد

حرام کاری کا ہوا ناگاہ ایک طمانچہ اُسکے منہ پر غیب سے لگا وہ شخص حرام سے باز آیا جب خدمت
اقدس میں حاضر ہوا پہلا حال اُس شخص کے حضرت نے فرمایا کہ فلان تاریخ تجکو اللہ تعالے نے
کسطرح محفوظ رکھا وہ شخص منفعل ہوا اور تائب ہوکر بیعت سے مشرف ہوا چنانچہ تھوڑے
دنون میں رتبہ ولایت پر پہونچا نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص آیا حضرت نے اُسکو
کھانا عنایت کیا اُسنے نہ کھایا اور عرض کی کہ مین فلانے شہر میں رہتا ہون بادشاہ کے
حکم سے فوج نے اُس شہر کو تاراج کیا اور زن و بچہ پکڑ لیگئے چنانچہ میری عورت بھی اُنکی
لوٹ میں گئی اور مجکو اُس عورت سے کمال عشق تھا کہ بغیر اُسکے زندگی حرام ہے اور جبتک
وہ نہ آئیگی ہرگز کچھ نہ کھاؤنگا آپنے فرمایا صبر کر تھوڑی دیر میں ایک عامل کسی پرگنہ کا حاضر ہوا
اور اُسنے عرض کی کہ مجکو بادشاہ نے بلا قصور معطل کر دیا ہے آپنے فرمایا کہ اب تو بادشاہ کے
پاس جا وہ تجپر بہت عنایت کریگا اور خلعت دیگا اور ایک کنیز تیرے حوالے کریگا تو اُس عورت کو
ہرگز نہ دیکھنا اور اُس شخص کے حوالے کر دینا اُسنے اقرار کیا اور اُس شخص کو ہمراہ لیکر بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے کمال شفقت فرمائی اور اُسکو پھر بحال کیا اور خلعت
خاص مرحمت فرمایا اور ایک کنیز اُسکو عنایت کی اُسنے اُس عورت کو بلا ملاحظہ حوالے
اُس شخص کے کر دیا جب وہ مکان پر آیا دیکھا تو اُسکی عورت ہے نہایت خوش ہوا اور حضرت
کی خدمت میں حاضر ہوکر شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر کو گیا نقل ہے کہ ایک روز شیخ بہاء الدین
زکریا کو عالم غیب سے الہام ہوا کہ جو کوئی آج تیری صورت دیکھیگا کل کو آتش دوزخ
حرام ہے شیخ نے اس نظر سے کہ کوچہ و بازار میں پھرنے سے بہت مخلوق دیکھیگی اپنے
چنڈول پر سوار ہوکر کوچہ و بازار میں گشت کرنا شروع کیا اور مخلوق جوق جوق دیکھنے کو
جاتی تھی تمام شہر میں شور و غوغا تھا میان تھورا غلام حضرت شکر گنج کا بازار میں
موجود تھا پوچھا کہ آج کیسا شور ہے لوگون نے یہ قصہ بیان کیا جب چنڈول قریب آیا میان
تھورا نے اُسطرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ اگر نفش برداری شکر گنج سے آتش دوزخ حرام نہوئی

تو نہ دیکھنے صورت شیخ بہاء الدین سے دوزخ منظور ہے جب وہ صادق العقیدت آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ یہاں چھوڑ کہاں تھے اور کیا دیکھا انھوں نے سب حال عرض کیا
یہ سنکر آپ کو ایک حالت طاری ہوئی اور فرمایا کہ شاید بھائی زکریا کو اب کی مرتبہ یہ مرتبہ
حاصل ہوا ہے اس فقیر کو بارہا ایسا حکم ہوا ہے اور کبھی اعلان نکیا اور اب حکم ہوا ہے کہ مرید اور
مریدان مرید کر قیامت تک جو تیرے سلسلہ میں داخل ہونگے انپر آتش دوزخ حرام ہے
الحمد للہ کہ یہ گنہگار روسیاہ بھی اسی سلسلۂ عالیہ میں سالک ہے بہ برکت قدوم فیض لزوم
آنحضرت کے آتش دوزخ سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا نقل ہے کہ جب شیخ بہاء الدین
زکریا نے رحلت فرمائی تو حضرت کو عالم غیب سے الہام ہوا حضرت کو سماع اس حال کے کمال رقت
اور حالت طاری ہوئی کیونکہ شیخ سے حضرت کو ازبس محبت تھی اول تو برادر خالہ زاد حضرت
کے تھے دوسرے ایام ہدایت میں دونوں صاحب ہم سفر رہے ہیں جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے
مجلس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اسوقت برادرم بہاء الدین کی روح کو برادرم شیخ شہاب الدین
سہروردی آسمان پر لیے جاتے ہیں سب صاحب نماز جنازہ پڑھو پھر اسی وقت نماز ادا کی
اور نماز پڑھا بعد تھوڑے دنوں کے خبر آئی کہ فلان وقت اور فلان تاریخ شیخ نے انتقال کیا
اور وہی وقت تھا نقل ہے کہ ایک وقت شیخ بہاء الدین زکریا نے حضرت کو رقعہ
میں لکھا کہ ہمارے اور آپکے عشق بازی ہے آپ نے اسکے جواب میں لکھا کہ عشق ہے بازی
نہیں ہے نقل ہے کہ جب آپ دہلی میں تشریف لیگئے تو غیاث الدین بلبن بادشاہ کو
حضرت سے بہت اعتقاد ہوا اور مرید ہوا اور ہر روز زیارت کو حاضر ہوتا ایک روز اسنے
عرض کی کہ میں تو حضور کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں لیکن مستورات اس نعمت سے
محروم ہیں اگر یہاں حاضر ہوں تو شاید خلاف مزاج حضور کے ہو اگر حضور قدم رنجہ فرماکر
ایکبار اپنے دیدار فیض انوار سے ان لوگوں کو مشرف فرمادیں تو وہ لوگ بھی اپنے
مقصد کو پہونچیں حضرت نے وعدہ کیا اور بعد نماز جمعہ قلعہ شاہی کو تشریف لیگئے بادشاہ

استقبال

استقبال کرکے محل مین لیگیا تمام بیگمات شاہی آئی گئین اور قدمبوسی سے مشرف ہوئی
گئین آپنے آنکھین نیچی کر رکھی تھین کسی کی جانب کو نہ دیکھا اسمین بادشاہ کی دختر
ہمشیرہ بانو نام آئین آپ نے فوراً سر بالا کرکے اُنکی طرف دیکھا اور پھر نظر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا
پھر آپ وہان سے اپنے حرمگاہ کو تشریف لیگئے بادشاہ کو یہ خیال گذرا کہ حضرت نے جو دو بار دختر کی طرف
دیکھا شاید منظور نظر ہو فوراً وزیر کو بلا کر کہا کہ اسی وقت حضرت کی خدمت مین جا اور ہماری طرف سے
آداب عرض کر اور کہہ کہ لونڈی حضور کی خدمت کے واسطے حاضر ہو حضور قبول فرمائین وزیر گیا
اور آپسے جا کر عرض کی کہ بادشاہ نے آداب عرض کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میری آرزو یہ ہے کہ میری
دختر کو حضور کنیزی مین قبول فرمائین آپنے تبسم کیا اور فرمایا کہ مین بھی مجبور ہون کہ حکم اسطرح
ہے گو مین نے عذر کیے کہ تعلقات سے محفوظ ہون مگر کوئی عذر پذیرا نہوا اور حکم ہوا کہ ہم تیرا نکاح اس دختر
کے ساتھ کرینگے چنانچہ جسوقت وہ روبرو آئی حکم ہوا کہ آنکھ اُٹھا کر دیکھ ہم نے دو مرتبہ دیکھا بادشاہ سے
کہدو کہ بحکم خداوند تعالے ہم کو منظور ہے وزیر رخصت ہوا اور بادشاہ سے جاکر یہ ماجرا بیان کیا
بادشاہ بہت خوش ہوا اور سجدہ شکر ادا کیا اور سامان شادی فراہم کرکے ایک روز اُس زہرہ صفت کو
آفتاب عالمتاب کے ساتھ منعقد کیا اور اسباب شاہانہ جہیز مین دیا جب وہ شاہزادی مع سامان شاہی
اور صدہا کنیز کے دولتخانہ حضور مین تشریف لائی آپ شب کو گھر مین تشریف لائے اور دیکھا
کہ شاہزادی چھپر کھٹ طلائی پر آرام کرتی ہے اور تمام مکان سامان نقرہ و طلائی سے پر ہے
آپ حیرت مین رہے اور مصلا ایک گوشہ مین بچھا کر عبادت مین مصروف ہوئے بی بی صاحبہ نے
جو یہ دیکھا چھپر کھٹ سے اُتر کر حضرت کے روبرو دست بستہ استادہ رہین صبح کو آپ نماز سے
فارغ ہوکر باہر تشریف لیگئے جب شام ہوئی روز اول کی طرح پھر عبادت مین مصروف ہوئے
اسی طرح تین روز تک یہی صورت رہی چوتھے روز بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ لونڈی سے
کیا قصور ہوا ہے کہ حضور کوئی خدمت نہین لیتے ہین اور نہ ہمکلام ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ
بی بی رضامندی فقیر رضاے حق سبحانہ مین ہے اگر رضامندی حق کی چاہتی ہو تو دنیا کو ترک کرو

کہ یہ دشمن خدا ہی اور دشمن فقیر اور تم ہمارے اور خداوند تعالے کے دشمن سے محبت رکھتی ہو پس
کیونکہ تم سے موانست ہوا س تمام مال و متاع دنیوی کو راہ خدا مین ایثار کرو اور لباس فقرانہ
پہنو اور اسکو دشمن سمجھو کیونکہ دشمن کو کوئی بھی پاس رکھتا ہی اُسوقت ہم تم سے محبت کرینگے
بی بی نے جو یہ مقال زبان مبارک سے سنا فی الفور تمام مال و متاع راہ خدا مین تصدق کیا
حالانکہ پارچہ جسم پر بھی اتار کر دے دیے اور حضرت کی چادر سے ستر پوشیدہ کیا آپ اُسوقت پاس
تشریف لائے اور فرمایا کہ کوئی ہمت رکھتا ہی کہ ایک جوڑا لباس کا لا دے اور ہماری اہلیہ کو
ہمارے پاس اسوقت کچھ نہین ہی شیخ محمود موئینہ دوز اُٹھے اور ایک جوڑا پلاس کا لائے آپنے
فرمایا کہ اسکو نیل مین رنگ کر لاؤ وہ رنگا لائے آپنے ایک ازار اور کرتہ اور چادر اُسمین سے
قطع کر کے بی بی صاحبہ کو دی اُس نو باوہ گلستان سلطنت نے اُس جامہ کو پہنا اور
کچھ خیال نکیا نظم یارو یہ مقام غور کا ہی ٭ دیکھو اسے کہتے ہین عنایت ٭ حق
جو کیا کرم تو اکبار ٭ اک لمحہ مین بدلی اُنکی عادت ٭ وہ ہند کے بادشہ کی بیٹی ٭ اور اُسکی
ہو آہ ایسی صورت ٭ ریشم سے بدن ہو جسکا منقوش ٭ وہ پہنے پلاس نیل رنگت ٭
جس رنگ کو ہوا سے بھی خلل ہو ٭ اب اسکو نہ دھوپ ہی ہو نفرت ٭ اچھون کا یہ مرتبہ ہی دیکھو
دنیا سے نہین ہی انکو الفت ٭ واقع مین یہ دشمن خداوند ٭ ہی سخت بلا اور رنج و آفت ٭
دیتا ہی جنہین خدا بیان ہوش ٭ سمجھے ہین سدا وہ اسپہ لعنت ٭ دو دن کا ہی شعبدہ یہ
دنیا ٭ ہرگز نہین اسکی کچھ حقیقت ٭ یارو اسے ترک دل سے کر دو ٭ ہرگز نکرو تم اس سے
رغبت ٭ اچھون نے اسے نہ منہ لگایا ٭ دانا کو رہی ہی اس سے نفرت ٭ بادشاہ کو یہ
خبر پہونچی کہ اسطرح شاہزادی نے سب مال و متاع ایثار کیا اُس نے دو چند پھر بھیجا حضرت
بی بی نے اُس سب کو بھی اُسی وقت خیرات کیا تیسری بار پادشاہ نے بھیجا اُسی طرح
وہ بھی تصدق کیا اور کچھ نہ رکھا البتہ منجملہ تین سو کنیز کے جب انکی نوبت آئی تو حضرت
بی بی نے حضرت سے عرض کی کہ انمین سے دو ایک کنیز جو لائق خدمت ہون انکو رہنے دیجیے اور

باقی کو رخصت دیجیے حضرت نے دو کنیز ایک تارہ نامے دوسری شکرا انکو رکھ لیا پھر حضرت بی بی نے
عرض کی کہ حضرت اب یہان رہنا مناسب نہین ہی پادشاہ ہربار ایسی ہی تکلیف دیگا اس سے
یہ بہتر ہی کہ کسی اور ملک کو تشریف لیچلیے کیونکہ جب مین فقر و فاقہ سے بسر کرون اور باپ میرا
پادشاہ دہلی ہو وہ کب روا رکھیگا کہ مجھے اس حال مین دیکھ سکے اس سے بہتر ہی کہ ایسی جگہ
چلین جہان اسکو ہمارے حال سے مطلق خبر نہو حضرت نے یہ بات پسند فرمائی اور دہلی سے خفیہ
طور پر روانہ پاک پٹن کے ہوئے اور اپنی جگہہ پر اپنے بھائی نجیب الدین متوکل کو کہ آپکے خلیفہ تھے ارشاد
خلق کے واسطے چھوڑا حضرت بی بی صاحبہ سے چھ فرزند اور تین دختر تولد ہوئین اور انسے
اولاد کثیر عالم مین ہوئین اور چھوٹے صاحبزادہ شیخ عبداللہ کو مفسدون نے ایام خردسالی مین
شہید کیا اور وہ عبداللہ بیابانی مشہور ہین اور مزار انکا قریب روضۂ منورہ کے ہی شہادت
آپکی جسطرح ہوئی ہی سب پر روشن ہی اول صاحبزادہ بدرالدین سلیمان اور انسے چھ فرزند
اور پانچ دختر تولد ہوئے اور یہ جانشین حضرت کے ہوئے مزار انکا قریب مزار حضرت کے
پہلو مین ہی دوسرے شیخ شہاب الدین گنج علم کہ انکے پانچ فرزند تھے مرقد انکا بھی قریب
روضہ کے ہی تیسرے شیخ نظام الدین شہید کہ انسے دو فرزند ہوئے انکا مرقد مشہور ہی چوتھے
شیخ یعقوب مرقد انکا معلوم نہین کہتے ہین کہ وہ رجال الغیب مین داخل ہوئے انکے بھی
دو فرزند تھے پانچوین شیخ عبداللہ شہید کہ ذکر انکا اوپر گذرا چھٹے شیخ نصرالدین کہ شکم بی بی
تارہ سے اور بعضے کہتے ہین کہ متبنّی تھے انسے چھ فرزند ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ بی بی کلثوم
کے ہمراہ آئے تھے واللہ اعلم بالصواب مرقد انکا موضع چاولیانہ مین ہی اور مزار آپکے
والد کا اور آپکے بھائی اعزالدین محمود کا وہان ہی جہان آپ کوئین مین لٹکے تھے اور چلہ
کھینچا تھا اور اولاد امجاد آپکی تمام عالم مین سکونت رکھتے ہین اور دہلی اور دکھن
اور گجرات اور لاہور مین رہتے ہین اور اسماے دختران کے اسطرح پر ہین اول بی بی فاطمہ
دوسری بی بی شریفہ تیسری بی بی مستورہ بی بی فاطمہ کہ شیخ بدرالدین اسحاق کو منسوب ہوئین

اُنسے خواجہ محمد اور خواجہ موسے تولد ہوئے اور اُنسے بھی اولاد بہت ہے اور بی بی شریفہ جوانی
مین بیوہ ہوئین اُنسے اولاد نہین ہے اور بی بی مستورہ شیخ عمر صوفی کے ساتھ منسوب ہوئین
اُنسے ایک فرزند شیخ محمد تولد ہوا اُنسے بھی اولاد چلی اور بی بی شریفہ کی نسبت حضرت فرمایا کرتے
کہ اگر عورت کو خلافت ہوتی تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ کرتا نقل ہے کہ تعداد خلفاے حضرت
کی سواے ذات باری کے کسیکو معلوم نہین چنانچہ بعضے کہتے ہین کہ ستر ہزار خلیفہ تھے اور ملفوظات
مسمی بہ جواہر فریدی مین پچاس ہزار خلیفہ لکھے ہین اس تفصیل سے کہ دس ہزار خلیفہ اوپر
زمین کے سترہ ہزار دریا مین اور سات ہزار کوہ قاف مین اور پانصد اور چہل اور دو سو این
اور چار سو آسمان چہارم پر اور چودہ ہزار آسمان ہفتم پر اور نو سو غیب مین کہ سواے خدا کے
کوئی واقف نہین اور اُن چودہ ہزار سے کہ زمین پر ہین چوبیس آدمی ایسے ہین کہ اُنمین
اور حضرت مین کچھ فرق نہین ہے اور وہ یہ ہین خواجہ علی احمد صابر شیخ نظام الدین اولیا شیخ
جمال قطب عالم ہانسوی خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیخ بدر الدین سلمان شیخ شہاب الدین
گنج علم شیخ نظام الدین شہید شیخ یعقوب شیخ نصر اللہ فرزندان حضرت مولانا بدر الدین اسحاق
شیخ دیارو شیخ زین الدین دمشقی شیخ علی شکر ریز شیخ علی شکر بار شیخ محمد سراج شیخ دہی
شیخ دیار شیخ جمال عاشقان کامل شیخ نجیب الدین متوکل برادر حضرت شیخ عارف شیخ زکریا
سندھی شیخ صدر الدین دیوانہ مولانا داؤد پالی شیخ جلال الدین شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین نقل ہے کہ آخر عمر مین استغراق کمال ہو گیا تھا چنانچہ مکرر نماز پڑھا کرتے واقعہ ٦٦٤ ہجری
مین اپنے مرکز کو تشریف لیگئے اور یار سے واصل ہوئے پانچوین محرم روز سہ شنبہ کو رحلت فرمائی
چنانچہ تاریخ اس واقعہ کی الہام ربانی سے مخدوم حاصل ہوئی رضی اللہ تعالے عنہ و رضوا عنہ

بیان حضرت علاء الدین مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم صاحب صاحب جلال و کمال تھے اور بے انتہا کرامت آپ کی ظاہر ہوئین
قطب الاقطاب اور عالی درجات تھے حضرت کا حال عالم مین اظہر من الشمس ہے حاجت
نہین

شیخ نے بھی خرقہ خلافت کا حضرت قطب الموحدین شکر گنج سے پایا اور آپ خلیفہ خاص تھے
آپ نے خدمت اپنے پیر کی بہت کی تھی اور حضرت شکر گنج کی عنایت آپکے حال پر کمال تھی بلکہ حضرت قطب الموحدین
فرمایا کرتے تھے کہ علم ظاہری اور باطنی میرا علی احمد لیگیا اور یہ فرماتے کہ علم سینہ شیخ نظام الدین لیگیا
اور علم دل علی احمد لیگیا نقل ہے کہ آپ صاحب زہد و تقویٰ تھے اور عزلت اور تجرد سے خوش تھے
اور صاحب توحید اور صاحب ولایت اور صاحب ذوق اور سماع سے بہت ذوق رکھتے تھے
اور جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا وہی ہوتا تھا اور جذبہ آلہی نہایت تھا اور راگ اکثر سنا کرتے تھے
چنانچہ کہتے ہیں کہ عین ذوق سماع میں آپنے رحلت فرمائی اور دنیا اور اہل دنیا سے ہرگز متوجہ
نہوتے اور صحبت خلق سے نفرت فرماتے بلکہ بھاگتے اور ہمیشہ یاد خدا وند تعالےٰ میں مصروف
رہتے تھے نقل ہے کہ اوائل میں حضرت کا یہ حال تھا کہ بموجب حکم حضرت قطب الموحدین کے خدمت
قسمت لنگر کی آپکو تفویض تھی اور بارہ ۱۲ برس تک اس خدمت پر مامور رہے مگر کبھی اُس میں سے
نہ کھایا ایک روز حضرت خواجہ نے کشف باطنی سے دریافت فرما کر پوچھا کہ علی احمد تم جو کھانا تقسیم
کرتے ہو اُسمیں سے کچھ تم بھی تناول کرتے ہو آپنے عرض کیا کہ بلا اجازت حضرت کی کیونکر تناول
کرتا میری کیا طاقت تھی حضرت نے فرمایا کہ شیخ علاء الدین علی احمد صابر ہے اُس روز سے
صابری کا خطاب مشہور ہوا اور بکمال محبت سے آپنے شفقت فرمائی اور روز بروز توجہ زیادہ
ہوتی گئی یہانتک کہ عظام اولیا سے ہوئے اور آپکو استغراق بہت رہتا تھا حتی کہ مہینے مہینے تک
کھانے پینے کی بھی خبر نہ رہتی تھی اور دوسرا آدمی آپکو ہوش میں لاتا تھا جب نماز ادا ہوتی تھی اور بسبب
استغراق کے آپکو جلال از حد تھا بڑے رتبہ کے اولیا خاندان چشت میں ہوئے نقل ہے
کہ جب حضرت کو خلافت ملی تو پیر و مرشد نے فرمایا کہ تم جاؤ اور دہلی میں رہو وہ ولایت تمہارے
زیر فرمان ہوئی اور اسم اعظم کہ پیران عظام سے سینہ بسینہ چلا آتا تھا مرحمت ہوا بر وقت رخصت
حضرت پیر و مرشد نے فرمایا کہ بابا علاء الدین پہلے بھائی شیخ جمال ہانسوی کے پاس جانا
وہ تمہاری سند درست کر دینگے اور بموجب صلاح شیخ جمال کے کاربند رہنا اور آپکا یہ دستور تھا کہ جس کسیکو

سند خلافت دیتے یا کسی ولایت پر مقرر فرماتے اول شیخ جمال ہانسوی کے پاس واسطے
درستی مثل کے روانہ کرتے اور شیخ مہر اپنی اس سند پر کر دیا کرتے چنانچہ صحیح مشہور ہے کہ حضرت
شیخ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفتر کل اہل اللہ کا ہے جب تک کہ انکے دفتر میں
نام درج نہیں ہوتا ہے جب تک رتبہ ولایت کا نہیں ملتا ہے اور جس کسیکو رتبہ ملتا ہے اسکا نام
حضرت کے دفتر میں لکھا جاتا ہے غرضیکہ حضرت مخدوم صاحب چنڈول پر سوار ہو کر ہانسی
آگئے اور اسیطرح حضرت شیخ کی محفل میں تشریف لیگئے اور کہیں فرش تک سوار رہے یہ ادا
شیخ کے پسند نہ آئی لیکن مرشد کے سلسلہ اور رشتہ دار بھی تھے بہت تعظیم سے پیش آئے اور
صدر میں صدر آرا سے معرفت کو بٹھایا اور حضرت پیر و مرشد کے حالات کا استفسار کیا اسمیں
وقت عصر قریب آگیا نماز پڑھکر بیٹھے حضرت قطب الاقطاب نے مثل نکالکر شیخ صاحب کے
روبرو رکھدی اور عرض کیا کہ اسپر اپنی مہر کر دیجیے شیخ صاحب نے فرمایا کہ ذرا توقف کیجیے الیسی
کیا جلدی ہے روشنی آجانے دیجیے یہ کہنا تھا کہ حضرت نے اپنی انگشت کی طرف دیکھا فوراً مانند مشعل
روشن ہوگئی اور فرمایا کہ روشنی موجود ہے شیخ صاحب نے جو یہ کیفیت دیکھی تامل کیا اور کہا کہ مثل
کہاں ہے حضرت نے مثل حضرت شیخ کے ہاتھ میں دی آپنے اسکو چاک کر ڈالا اور کہا کہ دہلی
تو آپکے ایک دم کی بھی نہیں ہے ایک نظر میں خراب ہوجاویگی حضرت مخدوم نے یہ حال دیکھکر
فرمایا کہ ای شیخ تو نے مثل میری چاک کر ڈالی میں نے تیرا سلسلہ چاک کر دیا حضرت شیخ نے
دریافت کیا کہ اوپر سے یا نیچے سے آپنے فرمایا کہ نیچے سے اور وہان سے رخصت ہو کر حضرت
پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب ماجرا بیان کیا حضرت قطب الموحدین نے
فرمایا کہ بابا علاء الدین جمال کے پھٹے کو فرید سی سکتا نہیں ہے مگر ولایت پیران کلیر تمھارے
زیر فرمان کی اس ولایت کو اپنے نور معرفت سے منور کرو آپ وہان تشریف لائے اور شہر پیران کلیر میں
داخل ہوئے تو آپنے دیکھا کہ علما و فضلا و مشائخ اسقدر ہین کہ جا بجا چنڈول نکلتا ہے اور
ہر روز جمعہ اسقدر مشائخ اور بزرگ جامع مسجد مین جمع ہوتے تھے اور مسجد مین اسقدر ہجوم ہوتا تھا

کہ حضرت مخدوم کو باہر مسجد کے جگہ ملتی تھی اور وہان کے لوگ حضرت کی کچھ تعظیم نکرتے تھے
بلکہ حقارت کیا کرتے تھے یہ تمام حال آپنے حضرت شکر گنج کو لکھا کہ حضرت نے مجکو وہ ملک عنایت
کیا ہے کہ جہان نماز کو بھی جگہ نہین ملتی ہے اور کوئی پرسان حال نہین اور مین بلا اجازت
کوئی امر کر نہین سکتا ہون اب جیسا حکم ہو اُسکی تعمیل کیجاوے حضرت قطب الموحدین نے
اُسکے جواب مین لکھا کہ وہ ولایت تمھارے متعلق ہے تم کو اختیار ہے جسطرح خاطر خواہ ہو
وہ کرو آپ اس جواب کو دیکھکر خوش ہوئے دوسرے جمعہ کو جو آپ نماز کے واسطے تشریف
لیگئے تو پہلے سے بھی زیادہ تردد و تشویش نصیب ہوا اور عین نماز ہونے پر آپکو جگہ ملی
جب امام سجدہ مین گیا تو آپنے فرمایا کہ اے مسجد تو سجدہ کیون نہین کرتی ہے یہ کہنا تھا
کہ تمام مسجد گر پڑی اور جسقدر آدمی تھے سب دبگئے اور جو صحن مین تھے وہ بھاگنے لگے
تو آپنے دیوارون کی طرف ارشاد فرمایا کہ خبردار انمین سے کوئی جانے نپاوے چہار طرف
دیوارین گرین اور کل مردمان شہر اُسمین دبکر مرگئے اسمین تمام شہر کے مرد تھے پھر آپنے
شہر کی جانب دیکھا آگ لگ گئی پھر اکثر آدمی شہر کے معتقد ہوئے اور ایسا بھی سنا ہے کہ ایک
عورت ضعیفہ کہ آپکی معتقدہ تھی اُسکا لڑکا بھی اُس مسجد مین دبگیا تھا وہ حاضر ہوئی اور
عرض کیا کہ حضور کنیز کا لڑکا بھی اس مسجد مین آگیا ہے آپنے فرمایا کہ جو آدمی تیرے نظر پڑے
اُسکی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لے اُسنے ایسا ہی کیا آخر اُسکا بیٹا نکلا اور وہ زندہ ہوا بعد اس
واقعہ کے کچھ لوگ تو مطیع ہوئے اور اعتقاد لائے اور باقی اہل گرفتہ اسی طرح بد اعتقاد رہے
آخر اوسی سال مین وبا سے طاعون شروع ہوئی اور تمام شہر مین کوئی فرد بشر زندہ نہ بچا
اور وہ شہر بالکل ویران ہوگیا چنانچہ ابتک آباد نہین ہوا اور وراسکے آپکی طبیعت
مین استغراق بڑھ گیا اور ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوئے اور کوئی انسان آپکے
روبرو جا نہ سکتا تھا دشت مین پھرا کرتے اور جسطرف آپ نگاہ اُٹھا کر دیکھتے فوراً آگ لگ
جاتی اور وحوش و طیور آپکی خدمت مین رہا کرتے اور دروازہ پر شیر پڑے رہتے اور جاروب کشی

چنانچہ بروز پنجشنبہ شیر آکر ایک جاروب مژگان سے دیتا ہے جب یہ خبر حضرت شکر گنج کو ہوئی
آپنے فرمایا کہ صابر کو اختیار ہے یہ ولایت اسکے تصرف مین تھی جو چاہا کیا منقول ہے
کہ پھر آپ شاخ درخت گولر پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور بارہ برس تک کھڑے رہے اور یہ خبر حضرت
قطب الدین کو پہونچی آپنے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا کہ جو کوئی صابر کو بٹھادے اسکو جو مانگے
وہ انعام ملے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی نے التماس کیا کہ فدوی جاکر بٹھادیگا چنانچہ
آپ تشریف لیگئے اور حضرت کے عقب مین بیٹھکر گانا شروع کیا آپنے آنکھین کھولدین
اور بیٹھ گئے اور مخاطب ہوکر فرمایا کہ اور کہہ حضرت ترک پانی پتی نے عرض کیا اگر مجھکو خدمت مین
رہنے کا حکم ہو تو عرض کرون آپنے فرمایا اچھا رہا کر لیکن ہمارے روبرو کبھی نہ آنا عقب سے
آیا کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوتا کہ پانی وضو کو یا گولر کھانے کو لایا کرتے تو عقب سے لایا کرتے اور آپکو
کمال درجہ استغراق رہتا اور خلیفہ شمس الدین گولر کھانے کے واسطے وقت افطار لیجاتے
تو آپ یہ فرماتے کہ خدا کھانے پینے سے پاک ہے اور پھر فرماتے ہان ہان لاؤ خدا جدا ہے
آدمی ہے منقول ہے کہ بعد رحلت آپکے کمال جلال تھا کہ پرند روضہ منورہ پر اوڑ کر نہ جاتے تھے
چنانچہ آجتک یہ بات ہے اور مجاور بھی دور دور رہتے جب انکو بشارت ہوتی اسوقت آیا کرتے
چنانچہ آپکی لحد کا پتہ بھی جاتا رہا تھا ایک ہندو نے قریب مزار اقدس کے ایک مندر بنایا ایکروز
اسنے دیکھا کہ آپکی تربت پر چراغ روشن ہے اور طواف کر رہے ہین اور شیر جاروب کشی دم سے کرتے ہین
یہ بات دیکھکر اسکو حسد آیا کہ ہمارے بت کو یہ بات حاصل نہین اور ایک فقیر کی قبر کو یہ شرف
حاصل ہے آتش کا فتنہ از روے حسد کے مزار شریف کو کھودنا شروع کیا مزار اقدس سے
ایک ہاتھ نکلا وہ کافر مرگیا شب کو آپنے مجاوروں کو بشارت دی کہ قریب مزار کے ایک
سگ پڑا ہے اسکو دور پھینک دو صبح کو مجاوروں نے دیکھا تو واقعی بصورت سگ
وہ سور پڑا ہے وہان سے دور اسکو پھینکدیا آخر بادشاہ جہانگیر نے اجازت سے آپکی گنبد شریف
آپکا پختہ بنایا بلکہ اپنا بھی مدفن وہین بنایا نقل ہے کہ وفات تیرھوین ماہ ربیع الاول ۶۹۰ ہجری کو

میں حالت سماع اور وجد میں واصل بحق ہوئے - تاریخ حضرت کی جان گنج شکر پائی ہے

بیان حضرت مخدوم شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ

حضرت جمیع اوصاف کے ساتھ موصوف تھے کرامت میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا اور ریاضت آپ کی مشہور ہے آپ سید تھے حالات آپ کے اظہر من الشمس ہیں حاجت بیان کی نہیں ہے اور تمام کتب تواریخ میں حالات آپ کے موجود ہیں آپنے حضرت قطب السالکین حضرت علاء الدین علی احمد صابر سے خرقہ فقر و ارادت کا پایا اور حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے بھی حاصل کیا اور آپکے نام پاک میں ایسی برکت ہے کہ جو کوئی وقت مشکل سخت کے آپ کا نام لاکھ بار تنہا پڑھے یا جلسے پڑھوا لے اور یا شمس الدین ترک یا شمس الدین ترک کہے انشاء اللہ تعالے لاکھ نوبت نہ پہونچیگی کہ کام اس شخص کا فوراً ہو جاویگا اور بارہا امتحان کیا ہے خصوصاً معاش کے حق میں بہت جلد موثر ہے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ بندہ بیس ہزار بار تک نوبت نہیں پہونچی کہ وہ کام اسی وقت ہو گیا اب بندہ اجازت عام دیتا ہے کہ جسکا جی چاہے وہ اس عمل مجرب کو کرے لیکن شرط یہ ہے کہ باوضو اور صدق دل سے محبت کے ساتھ پڑھے اور درگاہ خدا میں آپکا وسیلہ جمیلہ درمیان لاوے اور نیاز آپکی نان نمکی اور حلوا ہے جسقدر کہ میسر آوے اور مؤلف کتاب ہذا کے قبیلہ میں اسکا رواج بہت ہے نقل ہے کہ آپ ولایت ترکستان سے عشق خدا میں رہنما کو ڈھونڈھتے ہوئے حضرت شکر گنج کی خدمت میں پہونچے اور خلافت حاصل کرکے بحکم حضرت مخدوم کی خدمت میں آئے یہاں گیارہ برس تک پیر و مرشد کو وضو کرایا اور ریاضت شاقہ اختیار کی حضرت نے فرمایا کہ شمس الدین تو میرا فرزند ہے کہ میں نے خدا سے چاہا تھا کہ ایک فرزند ہوے کہ جس سے سلسلہ عظام جاری رہے چنانچہ تجھکو عنایت کیا آخر یہاں سے بھی خلافت حاصل کرکے اور اسم اعظم کہ سینہ بسینہ پیران عظام سے چلا آتا ہے یاد کیا اور آپ کو حکم ہوا کہ ضروری کر چنانچہ سلطان غیاث الدین بلبن کی نوکری اختیار کی اور سامان سپاہیانہ جمع کیا لیکن آپ کو کسی شے سے کچھ تعلق نہ تھا ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے نقل ہے کہ سلطان ایک

قلعہ کے گرد پڑا تھا اور وہ فتح نہوتا تھا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ باورچی خانہ مین ایک سقہ
ملازم تھا رات کو آندھی چلی اور تمام لشکر کے خیمہ کے چراغ گل ہو گئے الا حضرت کے خیمہ کا چراغ
اسی طرح روشن رہا وہ سقہ باورچی خانہ کے واسطے آگ ڈھونڈھتا پھرتا تھا اسکی نگاہ آپکے
خیمہ پر پڑی قریب گیا آپنے فرمایا کہ ہان آگ اسمین سے لیجا وہ آگ چراغ سے روشن کرکے باورچی خانہ
مین پہونچا آیا لیکن اسکو یہ خیال رہا کہ تمام لشکر مین تو چراغ گل ہو گئے تھے اور اس سپاہی کا
چراغ کسطرح روشن تھا آخر صبح کو اس خیمہ کی طرف پھر گیا اسکے قریب تالاب تھا آپکو دیکھا
کہ کنارے تالاب کے وضو کر رہے ہین جب وہان سے اٹھے تو یہ سقہ بھی وہین بیٹھکر منہ ہاتھ
دھونے لگا تو معلوم ہوا کہ تمام تالاب تو برف سے جمگیا ہی اور صرف اوتنی جگہ برف نہین ہی
اور وہان پانی گرم ہی یہ کرامت معائنہ کرکے اسنے بادشاہ کے امرا سے بیان کیا آخر نوبت بادشاہ
تک پہونچی بادشاہ خود حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے احترام کیا اور بادشاہ کی
خاطر کی اور اول تو انکار کیا پھر بادشاہ کی درخواست کے بموجب فرمایا کہ اسوقت حملہ کرو
فتح پاوے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا دوسرے روز بادشاہ نے پھر حاضر ہونا چاہا آپنے طور
باطن سے دریافت کرکے اپنے اسپ سے فرمایا کہ جا فلان بیوہ کو اپنی بہا سے کہ اسکی دختر کی
شادی ہونے والی ہی چنانچہ وہ گھوڑا خود اس بیوہ کے پاس چلا گیا اور غیب سے آواز
اسکو آئی کہ اسکو فروخت کرکے کام مین لا اسنے ایسا ہی کیا اور تمام اسباب آپنے فقرا کو
تقسیم کر دیا آپنے صرف دلق پہنکر وہان سے راہ لی اور حضرت کی خدمت مین پہونچکر
وہان سے پانی پت کی رخصت لی اور اس ولایت کو نور باطن سے روشن کیا نقل ہی
جب آپ پانی پت مین تشریف لائے تو مخدوم شیخ شرف الدین بو علی قلندر قدس اللہ سرہٗ
کے پاس ایک پیالہ شیر سے لبالب بھیجا آپنے تبسم کرکے ایک پھول اسمین ڈالدیا لوگون نے
عرض کیا کہ حضرت یہ کیا اسرار ہی آپنے فرمایا کہ مین نے بھائی بو علی قلندر کے پاس پیالہ
شیر اسواسطے بھیجا تھا کہ یہ ولایت تمام مجکو عنایت ہوئی ہی آپنے اسمین پھول ڈالدیا یعنی

سیری ذات کو آپ کی ولایت سے کچھ تعلق نہین ہی جسطرح دودھ مین پھول ہی اسی طرح
مین اس ولایت مین ہون پھر حضرت نے وہان عین شہر مین سکونت اختیار کی اور شاہ
بوعلی قلندر سے نہایت محبت روز بروز زیادہ ہوتی گئی اور اکثر ملاقات ہوا کرتی نقل ہی
کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر قدیم سے پانی پت کے رہنے والے تھے اور علم کامل رکھتے تھے
چنانچہ ستار دہلی کے قریب برسون تک وعظ کہا ہی بعدہ جذبہ الہی نے جلوہ دکھایا تمام
کتب دریا مین پھینکدین اور وہان سے حضرت قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے
خلافت حاصل کرکے پھر پانی پت مین آئے نسب آپ کا حضرت امام اعظم کوفی سے ملتا ہی
اور آپکی تصنیف بہت ہی چنانچہ مکتوب نادر اور دیوان عجیب و مثنوی غریب موجود مین آپکے
نیاز گوشت اور وہی جسکو سہنی کہتے ہین اور نان تنکی ہی جسقدر میسر آوے کرے فوراً وہ کام
ہوجاوے نقل ہی کہ ایک روز خادم حضرت شمس الدین ترک کا کسی کام کے واسطے
جاتا تھا اور حضرت بوعلی شاہ قلندر بصورت شیر وہان بیٹھے تھے مریدنے یہ حال دیکھکر حضرت
سے آکر عرض کیا آپنے کہلا بھیجا کہ شیر کو جنگل چاہیے اُسی وقت آپ وہان سے اوٹھکر پاگھوٹی
کو تشریف لیگئے کہ اتبک وہ جگہ زیارت گاہ خلائق ہی پھر وہان سے بھی قصبہ کرنال کو تشریف
لیگئے اور اکثر بودہ کھیڑہ مین سکونت رکھتے تھے اور سترہوین شہر رمضان ۷۲۴ سنہ ہجری کو حضرت
بوعلی شاہ قلندر واصل بحق ہوئے مدفن آپ کا کرنال مین ہی اور پھر لوگ پانی پت مین آپکی
نعش مبارک کو لائے غرض وہان بھی اور بودہ کھیڑہ مین بھی آپ کا مزار موجود ہی جہان
آپ کا نقش قدم ہی وہ جگہ سجدہ گاہ عالم ہی چنانچہ کسی نے کہا ہی شعر بر زمین کہ نشان کف پائے
تو بود ۞ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود ۞ اور کیسنے یا شرف الدین ابدال ۷۲۴ آپ کی
تاریخ کہی ہی۔ اور سیت اکبر ۷۲۴ بھی تاریخ ہی نقل ہی کہ جب آپ ترکستان مین تھے تو ایک شیخ سے
بحث ہوگئی کہ جو تنور آتشین سے سالم نکلے وہ سید ہی چنانچہ آپ کود پڑے اور سالم رہے
اور اُسکو دور سے آگ نے جلانا شروع کیا آخر آپنے ہاتھ پھیرا اُسکو آرام ہوا اس شہرت سے

آپ طرف ہند کے چلے آئے نقل ہی کہ مولف کتاب ہذا سے شیخ یوسف بیان کرتا ہی کہ ایک روز
کابل باغ مین جو باؤلی ہی وہان مین نہانے کو گیا تھا شب کو جو رہنے کا اتفاق ہوا تو کیا دیکھا
کہ متصل دیوار مسجد کے ہزارہا شیاطین بصورت طفل روسیاہ کھڑے ہین خوف کے مارے
آنکھین بند کرلین جب پھر آنکھین کھولین تو وہی تماشا دیکھا پھر آنکھ کھولکر دیکھا تو خوک اور
خرس معلوم ہونے لگے اور اسکی طرف حملہ کرنے لگے اس شخص نے گھبرا کر کہا کہ یا شیخ شمس الدین
ترک وقت مدد ہی آپ اسدم دستگیری فرمائیے اسمین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص گھوڑے پر
سوار ہی اور کہتا ہی کہ امی شیخ یوسف ادھر آ مجکو اسوقت کمال رنج ہوا کہ اب یہ شخص مجکو قتل کے
واسطے بلاتا ہی اور ان شیاطین کا مالک ہی یہ سمجھکر آہستہ آہستہ گیا جب روبرو پہونچا
تو مجکو شخص نورانی صورت نظر آیا اسوقت یہ خیال کیا کہ یہ تو کوئی بزرگ ہین اسمین
شیخ یوسف نے آواز دی کہ یا حضرت یہ شیاطین آنے نہین دیتے ہین آپنے فرمایا کہ دور ہو
امی ناپاکان اور پھر اس سرحد مین نہ رہنا اور دروازۂ باغ تک انکو نکالا پھر آپسے عرض
کی کہ یا حضرت آپ کون ہین آپنے فرمایا کہ شمس الدین ترک جسکو تونے یاد کیا تھا اور فرمایا کہ
شہر کو فلان راہ سے جانا اتفاق سے جس راہ کو ناقص کہا تھا اوسی راہ کو جاتا ہوا راستہ
مین وہ شیاطین پھر ملے پھر مین نے عرض کی کہ یا خواجہ شمس الدین ترک دستگیری کیجیے
پھر حضرت نے آواز دی کہ امی یوسف خبردار اسوقت یوسف کو ہوش آیا اور آپنے پانی پر چلکر
شہر پر چھٹر کا آخر اپنے مکان پر آیا سبحان اللہ یہ واقعہ حضرت کا ساڑھے تین سو برس کے بعد
ہوا ہی اور شیخ یوسف ابتک زندہ ہی مولف کتاب ہذا کے پیر حضرت شاہ اعلے فرماتے ہین کہ ایک
روز مین سو رہا تھا ناگاہ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص شمشیر برہنہ لیے کھڑا ہی
فوراً میرے منہ سے نکلا کہ یا شمس الدین ترک اس کہنے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ غیب سے
پیدا ہوا اور اس موذی کو دفع کیا مین واسطے زیارت کے درگاہ شریف پر گیا ایک
ہاتھ اوس قبر مین سے نکلا اور ناخن ہاتھ کے ایسے روشن تھے کہ جس سے مین نے صاف

پہچان لیا کہ یہ وہی ہاتھ ہے کہ جسنے دشمن کو دفع کیا تھا اور یہ قطعہ پڑھا قطعہ مستانہ نگار
دست اولیست ۞ تو وہ دست قدرتست قدرتست دست شہ ۞ ید بیضا ید ست اور ہمین است ۞
ید اللہ فوق ایدیہم ہمین است ۞ نقل ہے کہ عمدۃ الملک صفدر خان جو زمانہ مین صوبہ دار کے
تھے اور تبدیل ہو کر کابل جاتے تھے تو راہ مین انکے تابعین نے کسیکے قریب پانی پت کے ذکر حضرت
کا کیا انھون نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ مزار فیض انوار انکا کہان ہے غرض وہان گئے اور فاتحہ پڑھا اور
کہا کہ مین حضرت کی اولاد سے ہون چنانچہ نسب نامہ اپنا دکھلایا ولایت مین آپ کی اولاد باقی
ہے نقل ہے کہ دسوین ماہ جمادی الثانی سنہ ہجری کو آپنے اس جہان فانی سے
ملک بقا کی طرف رحلت فرمائی تاریخ وصال شمس الحق محبوب الحق پائی ہے رضی اللہ تعالے عنہ

بیان حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس اللہ سرہ السامی

صاحب کشف و کرامت اور عالی درجات تھے علم ظاہری اور باطنی کا کمال تھا اول نام آپکا
خواجہ محمد تھا اور جلال الدین خطاب عطا کیا ہوا پیر روشن ضمیر کا ہے اور قدیم وطن آپکا کازرون
ہے نسب شریف حضرت کا شیخ عثمانی ہے اور عمر حضرت کی ایک سو ستر برس سے زیادہ تھی اور کمالات
جو آپکی ذات اقدس مین تھے کسیکو حاصل نہین ہوئے اور ہرگز تحریر مین نہین آسکتے ہین
شعر این سخن این چہ سخندانی است ۞ گفتہ و ناگفتہ پشیمانی است ۞ دل زکجا این
پر و بال از کجا ۞ من کنم وصف جلال از کجا ۞ آپنے خرقہ فقر و ارادت کا حضرت مخدوم
العالمین خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی سے حاصل کیا اور حضرت کے فرزند اور مرید
اور خلیفہ و خدام کثرت سے تھے اور ایام طفلی سے جذبہ شوق الہی اور محبت خداوندی دامنگیر
حال تھی اور اکثر آپ جنگل مین رہا کرتے اور ذکر خدا مین ہر وقت مشغول رہتے تھے اور آخر عمر
مین استغراق بدرجہ کمال ہو گیا تھا چنانچہ خادم لوگ تین بار آواز بلند حق حق
آپکے گوش مبارک مین کہتے جب آپ ہوش مین آتے اور نماز پڑھتے اور راگ ہمیشہ
سماعت فرماتے اور عرس مشائخ عظام کا اکثر کیا کرتے اور آپ جلال کمال رکھتے

اور علما و مشائخ آپکی بزم مین بہت حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے اور صاحب کرامت
اور مستجاب الدعوات تھے جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا فوراً ہوتا چنانچہ خلفا آپکے اکثر صاحب
جذبہ اور قطب وقت تھے اور آپ جہان چاہتے ایک لمحہ مین پہونچ جاتے اور اسی وقت
تشریف لے آتے چنانچہ اکثر نماز جمعہ کی آپ بیت اللہ شریف مین پڑھا کرتے اور کتاب
بے نظیر عالمگیر مسمی بہ زاد الابرار تصنیف حضرت سے ہے اور آپنے چالیس برس تک سیاحت
فرمائی ہے اور ہمیشہ حج ادا کیے ہین اور اکثر مشائخ کرام اور اولیاے عظام سے نعمت حاصل
کی ہے اور الہام ربانی سے آپنے ارادہ ارادت پیر و مرشد کا کیا تھا وقت خلافت اسم اعظم
کہ سینہ بسینہ چلا آتا تھا آپ کو عنایت ہوا اور بجاے فرزند کے آپ ہی سجادہ نشین تھے
اور تصرف آپ کا یہانتک تھا کہ ایک ہزار آدمی کا کھانا ہر روز مطبخ مین پکتا تھا
اور اگر ہزار آدمی سے کم ہوتے تو خادم لوگ کوچہ و بازار سے اُسقدر آدمی فراہم کرلاتے
اور آپ بھی دستر خوان پر بیٹھتے تھے لیکن کچھ اُسمین سے تناول نہ فرماتے اور انواع
اطعمہ موجود ہوتا تھا اور طباق سی و سرپوش جو جسکے سامنے آتا وہ اُسیکو مرحمت ہوتا
پھر کر باورچیخانہ مین نہ جاتا مگر معلوم نہین کہ اسقدر طباق و سرپوش کہان سے آتے تھے کہ
ہر روز ہزارون تقسیم ہوتے تھے اور آپکو اکثر شوق شکار کا تھا چنانچہ کبھی دس روز کے بعد
کبھی پندرہ ۱۵ روز کے بعد آپ صحرا کو تشریف لیجاتے اور دس دس روز تک وہان شکار کرتے
اور اُسیقدر کھانا غیب سے وہان بھی موجود ہوتا اور اُسی قدر آدمی دستر خوان پر موجود
ہوتے تھے اور آپکے گھر مین ہر روز فاقہ رہتا تھا اور ایک دن کا غلہ بھی آپکے گھر مین
حاضر نہوتا خدا جانے یہ کیا تصرف حضرت کا تھا واللہ اعلم نقل ہے کہ قطب ابدال مخدوم
شیخ شرف الدین بو علی قلندر حضرت کو ایام طفولیت سے دوست رکھتے تھے اور حضرت کے
منظور نظر تھے اور بغیر دیکھنے کے آپکو تسکین نہوتی تھی جہان سنتے تھے کہ آپ تشریف
لیگئے ہین وہین حضرت بو علی قلندر پہونچتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے کھیت پر گئے تھے

جاتے

حضرت قلندر صاحب کو جو معلوم ہوا کہ آپ کھیت پر گئے ہین سوار ہوکر وہین پہونچے آپنے
جو دیکھا کہ مخدوم صاحب تشریف لائے ہین ایک ظرف مین غلہ تازہ بھر کر نذر کے واسطے
لائے اور وہ غلہ نخود تھا حضرت شاہ قلندر ان نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے فرزند کیا لائے
ہو آپنے عرض کی کہ دانہ آپکے گھوڑے کے واسطے حضرت نے فرمایا کہ پہلے گھوڑے سے دریافت
کر کہ تجکو حاجت دانہ کی ہے یا نہین وہ گھوڑا آپ گویا ہوا کہ مین ابھی دانہ کھا کر آیا ہون سیر ہون
آپ یہ گویائی اسپ کی دیکھ کر حیران ہوئے حضرت مخدوم بوعلی شاہ قلندر نے ارشاد فرمایا
کہ اے فرزند جسقدر تیرے پاس دانہ ہے اُسی قدر تجکو خداوند تعالے نے اولاد امجاد عنایت کی
چنانچہ آپکو بسبب کثرت اولاد کے نوح ثانی کہتے ہین الحمد للہ کہ یہ خاکسار بھی اُسی خاندان
سے ہے نقل ہے کہ ایک روز آپ گھوڑے پر سوار ہوکر جاتے تھے حضرت مخدوم عالم شیخ شرف الدین
بوعلی قلندر نے دیکھ کر فرمایا کہ اچھا گھوڑا اور اچھا سوار ہے یہ سنتے ہی آپ کو حالت طاری
ہوئی اور اُسی وقت ترک دنیا کر کے سیاحت کو تشریف لیگئے آخر بعد چالیس برس کے وطن
مین آئے اور خدمت پیر روشن ضمیر سے مشرف ہوکر اس رتبۂ عالیہ کو پہونچے نقل ہے کہ ایک
وقت آپ ہمراہ چند درویشون کے ہانسی کو تشریف لیگئے تھے اور اُسوقت حضرت شیخ
جمال قطب عالم حیات تھے اُنکو حکم ہوا کہ جلال پانی پتی آیا ہے اُس سے ملاقات کر کہ برکت دعا
اُسکی سے سلسلہ تیرا جاری ہوگا آپ ابھی تک شہر کے باہر تھے کہ شیخ جمال نے ایک خادم کو آپکی
طلب مین بھیجا اُسنے درویشون سے پیغام شیخ جمال کا دیا اُنھون نے قبول کیا اور ایک جگہ اسباب
تمام رکھکر اور حفاظت کے واسطے حضرت کو وہان چھوڑ کر ہمراہ خادم کے ہولئے اور نزدیک
شیخ جمال کے آئے آپنے اُنکو دیکھ کر فرمایا کہ برادران تمھارے ہمراہ کوئی اور درویش بھی ہے
اُنھون نے کہا کہ ہان ایک جوان ہمارے ہمراہ اور ہے کہ اُسکو اسباب پر چھوڑ آئے ہین شیخ موصوف نے
کہا کہ ایک درویش کو بھیجکر اُس جوان کو یہان بلا لو کہ میرا مطلب اُسی سے ہے اور آپ چوکھٹ
پکڑ کر کھڑے رہے جب حضرت تشریف لائے تو آپنے پہچانا اور جو نشان واقعہ مین دیکھے تھے

وہ آپ مین نظر آئے نہایت تعظیم و تکریم سے صدر مین بٹھایا اور کھانا کھلایا بعد تناول طعام کے
فاتحہ کو سب نے ہاتھ اٹھایا اور رخصت چاہی حضرت شیخ جمال قطب عالم نے سب کو رخصت دی مگر
اِلّا حضرت سے کہا کہ آپ تشریف رکھیے اور بعد کو چلے جانا آپ بیٹھ گئے اُسوقت حضرت شیخ جمال نے
حال شال حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کا اور اُنکی دعا کا کہ وقت چاک کرنے
شال کے یہ دعا کی تھی کہ ہم نے تمھاری شال نیچے سے چاک کی اور حضرت فرید شکر گنج کا یہ
فرمانا کہ مریدان علی احمد صابر سے ایک شخص ہوگا کہ وہ پھر جمال کے سلسلے کے جاری ہونے کی
دعا کریگا چنانچہ وہ اب ہوا اور واقعہ مین بھی آپ کی صورت دکھلائی ہے یہ سب بیان کیا حضرت
مخدوم عالم نے دعا کی اور وہ دعا مقبول ہوئی کیونکہ بعد وفات شیخ کے اُنکے فرزند شیخ نور الدین کو
کشش باہم تھے حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت مین لیگئے تھے اور آپ نے خرقہ خاص
عنایت کیا تھا اور خلیفہ کیا تھا اسی واسطے بعد نام حضرت سلطان المشائخ کے نام شیخ نور الدین
کا لکھتے ہین غرض آپ کی برکت اور سلطان المشائخ کی عنایت سے سلسلہ حضرت قطب عالم
کا جاری ہوا آخر حضرت مخدوم صاحب شیخ جمال سے رخصت ہوکر درویشان کی جماعت مین
شامل ہوئے اُن لوگون نے یہ حال پہلے بھی معائنہ کیا تھا بہت تعظیم سے پیش آئے اور پہلے
کا اسباب حضرت کے دوش پر رکھ کر چلا کرتے تھے آیندہ اس حرکت سے باز آئے اور بہت خدمت
کیا کرتے ایک روز آپ نے فرمایا کہ اب باری ہماری ہے آج اسباب ہم لے چلینگے درویشون نے
عذر کیا آپ نے نمانا آخر اسباب سر پر رکھ کر چلے بسنے دیکھا کہ اسباب سر سے اونچا جاتا ہے دیکھ کر
حیران ہوئے اور بموجب فرمانے قطب عالم کے کہ اب تم پانی پت کو جاؤ وہان تمھارا
مقصد حاصل ہوگا آپ وطن کو تشریف لائے نقل ہے کہ ایکبار آپ مشرق کے سفر
مین تھے کہ ایک موضع مین فروکش ہوئے دیکھا تو تمام گانون کے آدمی بھاگنے پر آمادہ
ہین اُن سے دریافت کیا کہ تم لوگ کیون بھاگتے ہو انھون نے عرض کی کہ حاکم
ہم سے مال تحصیل طلب کرتا ہے اور اب کی مرتبہ ہمارے یہان کچھ پیدا نہین ہوا اسواسطے

ہم لوگ حاکم کے خوف سے بھاگتے ہین آپنے فرمایا کہ اگر تم اسکا روپیہ دیدو تو پھر تو نہ بھاگو گے
انھون نے عرض کی پھر کیون بھاگنے لگے تھے حضرت مخدوم العالمین نے ارشاد کیا کہ پہلے
تم اپنا گانون ہمارے ہاتھ فروخت کرو انھون نے فروخت کر دیا اور کاغذ پر لکھدیا شام
کو آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے یہان سے لوہا لاؤ وہ لوگ جسقدر اُنکے یہان آہنی آلات تھے
سب حاضر کیے آپنے پاچک کے بھورہ مین اُنکو رکھکر آگ لگا دی اور بعد ادہی رات کے
خفیہ طور پر آپ وہانسے تشریف لیگئے صبح کو وہ لوگ دیکھین تو تمام طلاے خالص ہو ان
لوگون نے زر حاکم ادا کیا اور ابتک اُنکی اولاد مین موجود ہی اور وہ لوگ مرفہ حال ہین
نقل ہی کہ ایکبار آپ کوہستان کی سیر کرتے پھرتے تھے کہ ایک جوگی آنکھین بند کیے ہوئے
کسی کوہ مین بیٹھا دیکھا آپ اُسکے قریب گئے اُسنے آنکھین کھولکر آپسے کہا کہ ای شخص
تیرے حال پر مجکو رحم آتا ہی جیب مین سے ایک سنگریزہ نکالکر حضرت کے حوالہ کیا اور کہا کہ
یہ سنگ پارس ہی آپنے اُسکے ہاتھ سے لیکر ایک دریا مین پھینکدیا یہ حال دیکھکر جوگی فر
ہوا کہ ای شخص تونے مجھسے بھی کھویا اور آپ بھی نہ رکھا بہتر اسمین ہی کہ دریا سے نکالکر میرے
حوالہ کر آپنے فرمایا کہ تونے تو مجکو دیدیا تھا اب مین نے جو چاہا کیا جوگی نے کہا کہ اسواسطے
نہین دیا تھا کہ تو دریا مین پھینکدے اگر اپنی خیر چاہتا ہی تو سنگ پارس کو دریا مین سے
نکال آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ جا تو آپ نکال لا مگر اس شرط پر کہ اس دریا مین اور بھی
سنگ اس قسم کے بہت ہین دوسرے کو ہاتھ نہ لگانا وہ جوگی دریا مین گیا اور دیکھا کہ
جیسا وہ پتھر ہی اسی طرح کے اور بھی پتھر بہت ہین آخر جوگی نے ایک اپنا پتھر اور ایک
اور لیا اور باہر آیا حضرت نے فرمایا کہ ای جوگی مردان خدا کے حکم مین زمین و آسمان ہین
اور پارس اُنکی نعلین کی گرد سے پیدا ہوتا ہی اُنکو سنگ پارس کی حاجت کیا ہی یہ
کرامت آپکی ملاحظہ کرکے وہ جوگی مسلمان ہوا اور آخر شرف خدمت سے رتبہ ولایت
کو پہونچا نقل ہی کہ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر سے ایک روز آپ بہت بیدل ہوکر آئے

راہ کو مجھپر منکشف کرو آپنے فرمایا کہ صبر کر آج کل مین ایک شخص کلیر سے یہان آئیگا اُس سے تمکو حاصل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آپنے خلافت پائی تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ اے جلال سنت نبوی صلعم ادا کر اور نکاح کر اول تو آپنے عذر کیا پھر قبول فرمایا حضرت قطب العالم نے ارشاد کیا کہ اے جلال تجھسے اولاد اسقدر عرصہ عالم پر ہونے والی ہے کہ بیان سے باہر ہے چنانچہ دیکھ لوح محفوظ مین اور نیک تیرے اور بد میرے ہین اور مین اُنکا ہر حال مین شریک ہون آخر شیخ زادہ ہائے کرنال مین آپکی شادی ہوئی اور جب آپ مکان پر گئے تو اول آتے ہی بی بی سے فرمایا کہ بی بی وضو کے واسطے پانی لاؤ آپنے اسی وقت پانی لاکر دیا اور وضو کرایا آپنے لب مبارک و دہان مبارک سے حضرت بی بی صاحبہ کے دہان مبارک لگایا اور قرآن شریف روبرو رکھا اور فرمایا کہ پڑھ قرآن شریف بی بی صاحبہ نے فرفر پڑھنا شروع کیا حالانکہ ناخواندہ تھین آخر حضرت بی بی سے پانچ فرزند اور دو لڑکیان تولد ہوئین اول حضرت مخدوم زادہ خواجہ عبد القادر بہ شش واسطہ و بدین واسطہ بندہ آمدین مؤلف کتاب ہذا ابن شیخ عبد الرحیم ابن تھا حکیم ابن شیخ حسن حکیم بن شیخ عبد الصمد بن شیخ یوحلی بن خواجہ یوسف بن قطب عالم حضرت خواجہ عبد القادر ابن حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کہ مؤلف کتاب ہذا اُنکے خاندان مین ہے اور اُنکے دو فرزند تھے ایک خواجہ یوسف دوسرے خواجہ زین الدین اور ان دونون سے اولاد کثرت سے وجود مین آئی دوسرے مخدوم زادہ خواجہ شبلی صاحب جنھاد حضرت کے تھے اور مؤلف کتاب ہذا کے پیر کے جد امجد تھے اُنکے سات فرزند تھے اور اُنسے بہت اولاد پیدا ہوئی اور دو مخدوم زادہ خواجہ عبد الواحد اور خواجہ کریم الدین لاولد تھے

نقل ہے کہ احمد قلندر ولایت سے جذب الٰہی مین یہان آیا اور لکھی جنگل مین مقیم ہوا جہان جن درویش کو دیکھتا وہان جاتا اور خدمت کرتا آخر ایک روز اُسنے اکثر مشائخ کی دعوت کی چنانچہ آپ بھی تشریف لیگئے جب کھانا سامنے آیا سب نے ہاتھ کھینچا اور حضرت نے بھی ہاتھ کھینچا اور فرمایا کہ ابھی تونے اب تک

اپنے خاص پیرون کو حرام کھانے سے بچایا ہی اب بھی محفوظ رکھا اور حرام کو یہان سے نکال
بھیجا اس فرمانے کے جس جس جانور کا گوشت مثل سگ وغیرہ کے دسترخوان پر تھا وہ جانور
بحضورت پکڑ کر چلے گئے یہ حال جو قلندر نے دیکھا قدم پکڑ لیے اور عرض کیا کہ یا حضرت
مین نے اسی واسطے یہ حرکت کی تھی کہ تا کامل کے حال سے مجھکو اطلاع ہو آخر مرید کیا اور خلافت
دیکر ملتان کو روانہ فرمایا نقل ہی کہ حضرت محبت الاولیا حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ
ساکن ردولی کہ بڑے اولیا تھے اور حضرت کے خلیفۂ خاص تھے جذبہ عشق آلہی سے جو پاے
رہتا تھے اور کمال ریاضت اور مجاہدہ کرتے تھے ایک روز غیب سے بشارت ہوئی کہ جلال الدین
پانی پتی کی خدمت کر وہان تجکو نعمت حاصل ہوگی چنانچہ آپنے اسطرف کا قصد کیا اور روانہ
ہوئے یہان حضرت نے خادمان سے فرمایا کہ ایک شخص فضول آتا ہی آج دسترخوان پر انواع
انواع کا کھانا حاضر کرنا اور شراب وغیرہ نامشروع چیزین بھی چند رکھنا اور دروازہ پر
گھوڑے مع ساز وعراق کے مہیا رکھنا خادمون نے ایسا ہی کیا جب حضرت محبت الاولیا
تشریف لائے تو یہ سامان دیکھکر دروازے پر بھی اسباب دولتمندانہ مہیا ہی نہایت متعجب
ہوئے پھر دسترخوان پر کھانا نامشروع دیکھکر اور بھی بدگمان ہوکر وہان سے چلے اور
دل مین کہا کہ یہ تو محض دھوکا ہوا آخر صبح کو وہان سے روانہ ہوئے جب شام ہوئی تو دریافت
کیا کہ یہ شہر کونسا ہی لوگون نے کہا کہ پانی پت ہی آپ یہ حال دیکھکر حیران ہوئے دوسرے دن پھر
اسی طرح چلے شام تک اور وہین موجود ہوئے تیسرے دن آپ کو ایک جنگل نظر آیا اور اُسمین
درخت خشک تھے ہر ایک درخت پر ایک ایک شخص مخملی کلاہ سر پر دیے ہوئے بیٹھا تھا
اُس سے انھون نے دریافت کیا کہ راستہ کدھر ہی اُسنے جواب دیا کہ راستہ تو تو جلال کے دروازے
پر بھول آیا اگر یاد نہین ہی تو یہ دو آدمی سامنے سے آتے ہین اُنسے دریافت کر حضرت نے
اُنسے سوال کیا اُنھون نے کہا کہ ہم سے کیا دریافت کرتا ہی تجسے پہلے ہی اُس شخص نے
راست راست کہدیا ہی کہ راستہ تو جلال کے دروازے پر ہی یہ کہتے ہی غائب ہوگئے

پھر جو یہ نگاہ کرکے دیکھتے ہین تو نہ وہان جنگل ہی نہ وہ آدمی پانی پت مین موجود ہین اب حضرت کو اعتقاد کلی ہوا اور حضرت کی خدمت مین چلے اور یہ سوچتے چلے کہ اگر آج حضرت کلاہ سر اپنے پیر کی پیٹھ سے مس کرکے مجکو عنایت فرماوین اور شیرینی بھی مرحمت کرین تو مین پھر اعتقاد مین کسیطرح کا فرق نہ لاونگا آخر یہی ہوا آپ اُسوقت حضرت مخدوم العالمین کے مزار اقدس پر تشریف رکھتے تھے اور ایک ہاتھ مین کلاہ تھی مزار شریف کو مس کرکے آپکو عنایت کی اور پھر نیاز کا حلوا حوالہ کیا اور مقراض سے سر مونڈا پھر یہ حضرت نہایت معتقد ہوئے اور خدمت مین رہکر خلافت سے مشرف ہوئے اور چند روز مین رتبہ عالی پر پہونچے اور حجت الاولیا ہوئے اور جب حضرت حجت الاولیا کو حضرت نے مرید کیا اور کلاہ چار ترکی عنایت کی اور مقراض سر پر چلائی تو آپ مکان کو تشریف لائے دیکھا کہ وہان اسی طرح کا دسترخوان پر سامان مہیا ہی آپنے کھانا کھانا شروع کیا لیکن حضرت حجت الاولیا نے طعام نا مشروع کے کھانے مین تامل کیا آپنے فرمایا کہ اے احمد جو چیز کہ غیر خدا ہی یا غیر نعمت اُسکے کی ہی اُس سے دست کشی چاہیے اس بات کے سننے سے بالکل وسواس حضرت کے جاتے رہے اور کوئی بدگمانی دل مین نرہی اور آپکو ایک وجد طاری ہوا اور باواز بلند تین مرتبہ کہا کہ حق حق حق چنانچہ حضرت نے آپکا نام عبد الحق رکھا اور اکثر مکتوبات پر حق حق لکھتے ہین یہ آپ ہی کے نسبت ہی اور پھر رتبہ عالیہ پر پہونچکر آپ وطن مالوفہ کو تشریف لیگئے اور بڑی بڑی کرامت آپسے ظہور مین آئین اور ہزارہا طالبان حق درجہ ولایت کو پہونچے چنانچہ مشہور ہی بلکہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اے احمد میرا سلسلہ تجھسے جاری ہوگا اور عالم تیرے نور سے منور ہوگا یہ دعا حضرت کی قبول ہوئی چنانچہ حضرت حجت الاولیا سے حضرت شیخ عارف اور شیخ محمد و محمد نیبان اور حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کہ تاج الاولیا تھے اور حضرت جلال تھانیسری کہ حجت اس سلسلہ عالیہ کے تھے اور شیخ عبد الغفور اعظم پوری و شیخ عبد العزیز کرانوی اور سات فرزند حضرت قطب عالم کے کہ ہر ایک ولی کامل تھا اور شیخ رکن الدین پیدا ہوئے چنانچہ حضرت حجت الاولیا فرمایا کرتے تھے کہ اگر قیامت

کو اللہ تعالے دریافت فرمائیگا کہ تو دنیا سے کیا لایا ہی تو مین ایک ہاتھ مین جلال تھانیسری کو اور دوسرے مین رکن الدین کو لیکر عرض کرونگا کہ انکو لایا ہون چنانچہ حضرت رکن الدین کے حال مین لکھا ہی کہ بعد انتقال کے آپ کی قبر کو کسی تقریب سے کھولا تھا تو سوا چند بال ریش کے اور کوئی آثار بشری سے نہ تھے اور آنکے جانشین حضرت شیخ عزیز اللہ ہوئے کہ جس کسیکو انھون نے خرقہ دیا پہنتے ہی اُسپر چودہ طبق روشن ہوگئے اور خلفاے حضرت سے شیخ نظام الدین ایسے ہوئے کہ انکا جواب نہ ہوا اور انھین سے سلسلہ عالیہ چشتیہ اب تک جاری ہی اور یہ کو اس خاندان مین شیخ احمد صوفی و شیخ عبد الشکور و شیخ موسیٰ و شیخ عیسےٰ و میر سید فاضل ہوئے کہ واقعی اس گروہ مین سب سے فاضل تھے اور سید علاء الدین کنتہ ہوئے کہ جب انکو بعد رحلت قبر مین دفن کیا تو تین بار آواز اللہ اللہ کی آئی اور ایک نور قبر پر مدت تک رہا بلکہ شعلہ نور کا آسمان سے آتا اور قبر کے اندر چلا جاتا اور دو فرزند حضرت کے شیخ ابو اسحاق اور شیخ احمد سراج العارفین ہوئے اور خلفاے حضرت شیخ نظام الدین سے اس مولف نے اکثر بچشم خود دیکھے ہین ہر ایک کو جامع کمالات پایا چنانچہ حضرت شیخ حسین لاہوری و حضرت شیخ ابو سعید حنفی کہ جو ان حضرات کی خدمت مین گیا رتبہ عالیہ پر پہونچا اور بعد انکے بڑے بڑے رتبہ کے ہوئے کہ جنکے انوار سے عالم منور ہی تفصیل ہر ایک کی طویل ہی اسواسطے اختصار کیا شعر

چگونہ کلک رود با مراد خویش ز شوق ✤ بشرح وی کہ زبان آید از بیان عاجز ✤

سبحان اللہ کیا فیض اس سلسلہ عالیہ کا ہی کہ ہر طرف عالم کا مثل آفتاب کے روشن ہی اب بر سر مطلب آتا ہون کہ جو شخص کسی مشکل مین حضرت حجت الاولیا شیخ احمد عبد الحق کی نذر توشہ پر کرے کیسا ہی مشکل کام ہو اُسی دم آسان ہو مجرب ہی لیکن بہتر یہ ہی کہ قبل حاجت روائی سے توشہ کر دے ورنہ خیر بعد کو اور توشہ یہ ہی کہ سوا سیر آرد گندم اور پاؤ سیر شکر اور پاؤ سیر روغن زرد باوضو انکی روٹی پکاوے اور بعد فاتحہ آپکے خاندان سے کسیکو دوسرے کو نہ دیوے اور اسی طرح آپکے نام کی تسبیح ہی کہ اسطرح پڑھے اغثنی وامددنی

یا شیخ احمد عبد الحق ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے یقین ہی کہ ایک ہفتہ نجائیگا کہ کام اُسکا ہر چند
کیسا ہی سخت ہوگا آسان ہو جاویگا یہ بھی امتحان کیا ہوا ہی نقل ہی کہ وہ حجت الاولیا
پندرھوین جمادی الثانی [illegible] ہجری مین داصل بحق ہوئے چنانچہ کسینے تاریخ آپکی عارف
حق احمد عبد الحق بخشا کہی ہی رضی اللہ تعالے عنہ نقل ہی کہ حضرت مخدوم العالمین قطب العالمین
کے خلیفہ شیخ بہرام کہ بندولی مین آسودہ ہین پہلے حضرت کی خدمت مین تہے قصبہ بندولی
کے زمیندار حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت دریاے گنگ طغیانی
پر ہی اور ہمارے موضع کی جانب چلا آتا ہی یقین ہی کہ ایک دو روز مین گانون کو غارت کر دیگا
آپنے پانی پت سے ایک خط شیخ بہرام کو موضع راماوہ کو لکھا کہ تم بندولی جاکر کنارہ گنگ پر سکونت
اختیار کرو آپنے اُس خط کو آنکھون سے لگایا اور اُن لوگون کے ہمراہ جاکر کنارہ دریاے گنگ کے
استقامت کی اور ایک چوب جانب موضع گاڑدی اُسی شب مین دریا دو کوس دوسری طرف
ہٹ گیا چنانچہ ابتک اُس طرف نہین آیا اور پھر حضرت شیخ بہرام تمام عمر وہین رہے اور آپکی توجہ سے
خلائق کو ہدایت ہوئی چنانچہ ابتک یہ فیض جاری ہی کہ جو کوئی بیمار متصل قبر کے جاتا ہی فوراً آرام
ہوجاتا ہی یا مزار کے نزدیک ایک چاہ ہی اُسمین غسل کرے وہ بیمار اُسیدم اچھا ہوجاتا ہی
نقل ہی کہ [illegible] ہجری مین مرزا مظفر صوبہ دہلی سے قصبہ بندولی مین آیا اور اُسنے خادمان درگاہ کو
تنگ کرنا شروع کیا اور سب کی جاگیر ضبط کرلی حتی کہ زمین متعلقہ درگاہ شریف کو ضبط کرنا چاہا
اور اُسکی پیمایش کا ارادہ کیا وہانکے اکابر اور سادات نے اس فعل قبیح سے ممانعت کی اُسنے ایک
نہ مانی اور خود واسطے پیمایش کے گیا اور مردہون کو تاکید کی کہ جریب ڈالین مردہون نے تامل کیا
تو اُنکو بھی برا بھلا کہنا شروع کیا آخر جریب اُس زمین مین پڑی ایک شخص سادات سے
یہ حال دیکھکر مزار اقدس پر گئے اور دونون ہاتھ مزار پر دے مارے اور گستاخانہ عرض کی کہ یا حضرت
ہم تو آپکو دونون جہان کا وسیلہ سمجھتے تھے یہان تو یہ حال ہی کہ آپکے خادمون پر رزق تنگ
بند ہی اُس جہان مین آپ کیا کام آوینگے یہ کہہ رہا تھا کہ باہر سے شور و غوغا کی آواز آئی سید باہر

نکلا اور دیکھا کہ وہ مردود و تیرہ زمین سے معلق ہوا پر ہے اور گھوڑے سے جدا ہے اُس سے تیہ دیکھکر
کہا کہ یا حضرت اس لعین کو ہوا پر معلق کیون کیا ہے زمین پر دے مارئیے کہ اسکا سر ٹوٹ جاے
یکایک وہ زمین پر گرا اور قریب الموت ہوگیا لوگون نے دیکھا تو سد رمق جان باقی تھی اسکی
نعش کو مزار اقدس پر لیگئے تھوڑی دیر کے بعد کچھ افاقہ ہوا کہ اُسکے ہاتھ پاؤن خود بخود بندھ گئے
اور اُسنے غل مچانا شروع کیا کہ مجھے یہان سے لیجاؤ کہ کسینے میرے ہاتھ پاؤن سخت زور سے
کسکر باندھے ہین کہ میری جان نکلی جاتی ہے اور مضطربانہ چلاتا تھا اور کہتا تھا کہ مجکو آواز آتی ہے
کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اس لعین کو یہان سے نکالو لوگون نے اُسکو چارپائی پر ڈالکر اُسکے
مکان پر پہونچایا راستہ مین چارپائی سے نیچے گرا اور ہاتھ پشت کی طرف کھنچے ہوے رکھتے گویا کسینے
مشکین باندھ دی ہین پھر چارپائی پر ڈالا دوسری مرتبہ پھر سر کے بل گرا اور پاؤن اوپر
کی طرف سرنگون رہے اور چیخ مارتا تھا دیر تک یہی صورت رہی ہرچند لوگ اُسکو اُٹھاتے
تھے سر اُسکا زمین سے علیحدہ نہین ہوتا تھا آخر مردمان ہمراہی خادمون کے قدمون پر
گرے اور عفو تقصیر چاہا خدام درگاہ شریف پر گئے اور الحاح وزاری کی آخر دعا قبول ہوئی
اور وہ مردود زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا بعد چند عرصہ لوگ درگاہ شریف پر لیگئے اور خاک
آستانہ اُسکے جسم پر ملی کچھ کچھ افاقہ ہوا آخر نذر حضرت کی ادا کی اور سواے زمین قدیم خدام
کے اور زمین اُنکو دی اور پھر کسیکے تعرض نکیا اور دہلی کو چلا گیا اور دوسرے خلیفہ حضرت
کے شیخ نظام الدین کہ سیام مین آسودہ ہین تیس برس تک حضرت کی خدمت مین رہے اور بعد
خلافت پاکر سیام کو رخصت ہوگئے بعد رحلت کے ایک شعلہ نور کا مثل چراغ کے ہر وقت مزار شریف پر رہتا تھا
چنانچہ تمام عالم دیکھنے کو جاتا تھا ایک روز حضرت مخدوم العالمین وہان تشریف لیگئے آپنے
یہ روشنی دیکھکر فرمایا کہ شیخ نظام الدین تم حق رسیدہ ہو تمکو حاجت نور کی نہین ہے اس روشنی
کو اندرون قبر کے لیلو کہ درویشی کو بٹہ لگتا ہے کیونکہ اگر ہمیشہ سے ہوتا تو جناب رسالت مآب صلعم کے
روضہ منورہ پر ہوتا یہ بات کہتے ہی وہ نور قبر مین غائب ہوگیا نقل ہے کہ حضرت مخدوم العالمین

ایک روز سر راہ جاتے تھے کہ ایک ضعیفہ چاہ پر پانی بھر رہی تھی آپ کو یہ حال دیکھکر رحم آیا اپنے ہاتھ سے پانی کھینچا اور اسکے گھر پہونچا دیا اُس سبوچہ مین اللہ تعالے نے یہ برکت دی کہ جبتک وہ پیرزن زندہ رہی اُسکو پانی لانے کی حاجت نہ رہی اُسی پانی سے سب کام کرتی اور پھر وہ سبوچہ بھرا باقی رہتا نقل ہے کہ ایک کیمیاگر مخدوم زادہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ایک روز آپ کی عسرت دیکھکر عرض کیا کہ آپ کیمیا سیکھ لیجیے حضرت مخدوم العالمین نے جو یہ سُنا دیوار پر تھوک دیا فوراً اُسقدر حصہ طلاے خالص ہوگئی اور آپ ہمیشہ نماز کعبہ مین حضرت رسالت مآب رسول خدا صلعم کے ہمراہ پڑھا کرتے یہان لوگ تلاش کرتے تو نہ پاتے ایک روز آپ کی خاطر اقدس مین یہ خیال گزرا کہ کیا خوب ہو جو حضرت نماز جمعہ کے واسطے ارشاد فرماوین جب کعبہ مین تشریف لیگئے تو حضرت نے حکم دیا کہ جلال الدین تیرا کعبہ وہ ہے کہ جہان پر میرے فرزند سید محمود کا مزار ہے وہان نماز جمعہ پڑھا کر آخر آپنے پھر ہر جمعہ کو نماز مزار سید محمود پر پڑھی نقل ہے کہ آخر عمر مین حضرت کو استغراق کمال ہوگیا تھا چنانچہ خادم لوگ گوش مبارک مین باواز بلند حق حق کہتے تب آپ آنکھین کھولکر دریافت کرتے کہ نماز کا وقت آگیا تب خادم وضو کراتے اور آپ نماز مین مشغول ہوتے پھر استغراق ہوجاتا ایک روز آپنے خود بخود آنکھین کھولکر بڑے صاحبزادہ حضرت شیخ عبد القادر سے فرمایا کہ فرمان حضرت ذو الجلال کا یہ ہے کہ اپنی عمر سے کچھ عمر سید جلال بخاری کو بخشون کہ اُنکی عمر تمام ہوگئی ہے اور میرے ہمنام ہین تم کیا کہتے ہو صاحبزادہ نے عرض کی کہ آپ کی عمر دراز ہو اور ہم آپ پر فدا ہون ہماری عمر سے حصہ اُنکو دلا دیجیے کہ ہماری سعادت اسمین ہے اور یہ ہمکو منظور نہین کہ حضور کی عمر دوسرونکو ملے کیونکہ ہم راضی ہون پھر حضرت مخدوم العالمین نے چھوٹے صاحبزادہ حضرت شبلی سے مصلحت کی کہ تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو انھون نے عرض کی کہ اگر حکم جناب باری کا یہی ہے تو حضرت تامل نکرین کیونکہ دوست کی رضا اسمین ہے حضرت مخدوم العالمین اس بات سے بہت خوش ہوئے اور آفرین کی پھر حضرت نے سب فرزندون کو رخصت کیا اور استغراق مین گئے

لیکن بڑے صاحبزادے آپکو تنہا دیکھکر بیٹھے رہے پھر آپنے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ عبد القادر تو بیٹھا ہی آ ہمارے ساتھ چل یہ کہکر آپ کھڑے ہوگئے اور صاحبزادے سے فرمایا کہ میرے قدم پر قدم رکھ صاحبزادے نے ایسا ہی کیا پھر فرمایا کہ آنکھیں بند کر صاحبزادے نے آنکھیں بند کین پھر آپنے فرمایا کہ اب آنکھیں کھولدے صاحبزادے نے آنکھیں کھولدین آپنے آپکو اور حضرت کو دہلی مین پایا اور وہانسے سید جلال بخاری کے مکان پر پہنچے دیکھا تو مخدوم جہانیان حالت نزع مین ہین آپنے سلام علیک کی اور دسوان انگشت سے اشارہ کیا اسوقت آرام ہوگیا اور کچھ دیر ٹھہر کر پھر مکان پر واپس آئے سلطان فیروز شاہ کہ حضرت جلال بخاری کا مرید تھا آپ کی عیادت کو آیا دیکھا تو اچھی طرح ہین سید جلال نے فرمایا کہ اے بادشاہ میرا بھائی جلال پانی پتی آیا تھا اور دس برس اپنی عمر سے مجھکو دے گیا اس سبب سے اب مجھکو صحت ہی بادشاہ نے کہا کہ زہے میرے طالع کہ میرے عہد مین ایسے ایسے بزرگ موجود ہین اپنے پیر سے رخصت سفر لیکر حضرت مخدوم العالمین کی خدمت مین گیا اور بعد قدمبوسی التماس کیا کہ حضرت آپنے خدا کو بھی دیکھا ہی حضرت نے فرمایا کہ ہماری شریعت مین چشم ظاہر سے دیکھنا محال ہی البتہ سایۂ خدا مین نے دیکھا ہی بادشاہ اس سخن سے بہت خوشنود ہوا ملازمان کو اشارہ کیا کہ قسم جواہرات سے حضرت کی نذر کرو ملازمان نے خوان پر از جواہر نذر کیے حضرت نے کچھ قبول نکیا اور فرمایا کہ ہم فقیر ہین ہمارے یہان دربان اور نگہبان کہان کہ جو اسکی حفاظت کرین بادشاہ نے حضرت سے سماجت کی حضرت نے ایک قبول نکی اور فرمایا کہ بابا یہ چیزین اللہ تعالے نے تمھارے واسطے پیدا کی ہین تمھارے ہی پاس انکا رہنا بہتر ہی جب بادشاہ نے جانا کہ حضرت ہرگز قبول نکرینگے ایک صاحبزادے کے پاس وہ خوان لیگیا اور وہ صاحبزادے گونگے اور بہرے تھے انکو دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا شی ہی لوگون نے کہا کہ یہ جواہرات ہین اشارہ سے کہا کہ یہ کس کام مین آتا ہی لوگون نے کہا کہ اس سے شکم سیر ہوتا ہی اور کپڑا پہنتے ہین صاحبزادے یہ سنکر بہت خفا ہوئے اور پھر تبسم کیا اور کہا کہ یہ ہمارے کام کا نہین ہی

جسنے شکم بنایا ہی وہ رزق بھی دیگا اسکی کچھ حاجت نہین یہان سے اٹھاو اِس لیے بیزاری سے
بادشاہ بہت حیران ہوا اور گریان وہان سے اٹھا اور حکم دیا کہ ان سب امرات کو حضرت کے
دروازے پر لٹا دو چنانچہ سب لٹا دیے ابتک ایام برشکال مین کسی نہ کسی کو کوئی جواہر دستیاب
ہوتا ہی نقل ہی کہ فتح خان ہمشیرہ زادہ بادشاہ فیروز شاہ نہایت آدمی نیک تھا اور جب
حضرت مخدوم جہانیان نقش قدم مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کا کعبہ سے لائے تو
درمیان بادشاہ اور فتح خان کے عہد موافق ہوا کہ جو کوئی پہلے انتقال کرے اُسکے سینہ پر یہ قدم
مبارک ہے جب اُسنے حضرت مخدوم العالمین کا حال سنا اور بادشاہ حضرت کی خدمت مین سے
واپس گیا تو فتح خان سے اُسنے کہا کہ تو جو کہے وہ تجھکو دون الا قدم مبارک مجھے دے اور اسکا
خواہان مت ہو فتح خان نے یہ جانا کہ بادشاہ نے عہد [illegible] اب یہ مجھکو ندیگا یہ امر خیال کرکے
حضرت کی خدمت مین پانی پت گیا اور گھوڑے کو دروازہ خانقاہ پر باندھکر تنہا حضرت کے
حجرہ مین جانے لگا شیخ زینا دروازہ پر کھڑے تھے کہا کہ ای بچہ کہان جاتا ہی فتح خان نے کہا کہ حضرت
کی خدمت مین جاتا ہون کہا کہ اسوقت مت جا ورنہ سلامت نہ آئیگا فتح خان نے کہا کہ سلامت
جاتا ہون اور سلامت آونگا شیخ زینا نے کہا کہ اگر تو سلامت آیا تو مین اپنا جامہ چاک کرونگا
اور نہین تو تیرا جامہ فتح خان حضرت کے روبرو پہونچا اور مودب کھڑا ہو گیا آپنے آنکھین کھولین
اور فتح خان کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جا او رہے فتح خان باہر آیا شیخ زینا سے کہا کہ دیکھ مین
سلامت آیا شیخ زینا نے کہا کہ اجل ساتھ لیکر آیا ہی فتح خان نے کہا کہ یہی میری آرزو تھی آپکی
مراد کو پہونچا آخر جب دہلی کے متصل آیا ایک درخت کے تلے چادر اوڑھکر انتقال کیا بادشاہ نے
حسب وعدہ اُسکے سینہ پر قدم مبارک رکھا اور ابتک موجود ہی نقل ہی کہ جب مخدوم جہانیان کو
حضرت کے سبب سے حیات تازہ ملی تو بعد صحت حضرت کی ملاقات کے واسطے پانی پت مین
آئے اور چلہ کھینچا اور نعمت حاصل کی چنانچہ ابتک وہ جگہ موجود ہی اور پھر وہان سے اُچہ کو تشریف
لیگئے اور واقعہ ماہ ذیحجہ تاریخ گیارھوین ٧٨٥ ہجری مین اس دار ناپائدار سے طرف ملک بقا کے رحلت فرمائی رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہی کہ حضرت مخدوم العالمین تاج السالکین حضرت جلال الحق والدین پانی پتی رحمۃ اللہ
علیہ کے چالیس خلیفہ صاحب رتبہ اور اولیاے کبار سے تھے اول مخدوم زادہ شیخ عبد القادر کہ متصل
روضہ سید محمود کے آسودہ ہین دوسرے مخدوم زادہ حضرت خواجہ ابراہیم کہ مزار اقدس مین
بجانب چپ آسودہ ہین تیسرے خواجہ شبلی کہ یہ بھی پہلوے راست مین حضرت کے آسودہ ہین
چوتھے خواجہ کریم الدین کہ متصل روضہ سید محمود کے ہین پانچوین حضرت مخدوم زادہ خواجہ
عبد الواحد کہ باہر دروازہ روضہ حضرت کے آسودہ ہین چھٹے شیخ زینا کہ کامل اولیاے تھے
قصبہ اندری مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ احمد قلندر کہ ملتان مین آسودہ ہین اور حضرت
شیخ احمد عبد الحق کہ تاج العارفین تھے اور یہ سلسلہ عالیہ انھین حضرت سے چلا ہی قصبہ رودولی
مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ بہرام کہ قصبہ بدولی مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ شہاب الدین
کہ قصبہ جھنجھانہ مین ہین اور حضرت شیخ شمس الدین کہ جنگل مین آسودہ ہین کہ اس جنگل
کو تکیہ ہم کہتے ہین اور حضرت سید موسی کہ پہاڑ مین آسودہ ہین اور حضرت حاجی محمد اولیا
کہ قصبہ سلطان پور مین ہین اور حضرت شیخ شعیب کہ سنپت مین ہین اور حضرت شیخ حسن
کہ موضع تبر مین ہین اور حضرت شیخ عبد الواحد کہ آپ صاحب سجادہ ہین اور انھین نے
ملفوظات حضرت کا جمع کیا ہی قصبہ سیام مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ نظام الدین اور
حضرت پیر بنوی کہ یہ دونون صاحب بھی سیام مین ہین اور حضرت میر سید محمود کہ متصل
روضہ شیخ بوعلی شاہ قلندر کے آسودہ ہین اور میر سید سراج الدین کہ متصل دروازہ
درگاہ شریف حضرت شیخ بوعلی شاہ قلندر کے ہین اور حضرت پیر کلیا کہ نزدیک شہر کے
محل رانی مین آسودہ ہین جو کوئی کہ کسی مشکل مین ایک خشت وہان سے اٹھا لائے اور بعد
حاجت بر آنے اپنی کے بصدق دل اس خشت کے برابر شیرینی تقسیم کردے اور خشت کو وہین پہونچا دے
فوراً اسکی مراد حاصل ہو اسقدر مولف کو اسماے خلفاے حضرت کے یاد تھے درج کتاب کیے
اور سوا انکے اور بھی خلیفہ آپکے تھے اور بعد وصال حضرت مخدوم العالمین کے چند روز بڑے

صاحبزادے جانشین ہوئے بعد اُنکے حضرت شیخ ابراہیم دوسرے مخدوم زادہ صاحب سجادہ ہوئے
لیکن اُنھوں نے آپ چھوٹے بھائی خواجہ شبلی کو اپنی جگہ پر مسند نشین کیا اور خواجہ شبلی خانقاہ کے
خرچ اور مہمانداری وغیرہ مین مثل اپنے والد بزرگوار کے تھے چنانچہ صاحب سجادگی آپ پر مسلم
رہی اور اب تک اُنھین کی اولاد مین ہی اور حضرت پیر و مرشد شاہ العالمین مؤلف کے
اسی خاندان مین ہین اور چوتھی پشت مین ہین چنانچہ آئندہ ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ
نقل ہی کہ حضرت مخدوم العالمین نے سترھوین ربیع الاول ۸۳۰ھ کو اس دنیا بے بقا سے
رحلت فرمائی اور واصل بحق ہوئے شاہ ولایت بود تاریخ ہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بیان حضرت قطب العالمین شیخ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ

یہ تو نہال باغ ولایت جلالیہ کے صاحب حالات و کرامات تھے اور حضرت جلال الدین پانی پتی کے صاحبزادہ
اور خلیفہ تھے علم شریعت و حقیقت مین یکتا اور معرفت مین بے ہمتا ہمیشہ ذکر خدا مین مشغول رہتے اور ریاضت
اور مجاہدہ حد سے زیادہ کرتے تھے آخر رتبہ عظیم حاصل کیا اور آپکے سات فرزند اور خلیفہ بھی کثرت سے تھے
اور کسی اہل دنیا کے پاس نہ جاتے اور علما و صلحا سے محبت رکھتے اور وہ لوگ برکت صحبت سے مستفیض ہوتے
اور صاحب سماع اور صاحب وجد تھے اور سوز و گریہ بہت رکھتے تھے اور صدہا کو منزل قرب الہی تک
پہونچایا خرقہ فقر و ارادت کا اپنے والد ماجد سے حاصل کیا نقل ہی کہ آپکے دونون
پانؤن کو فالج کے سبب سے بالکل حس و حرکت نہ تھی لیکن جب محفل سماع ہوتی تو آپ حالت وجد مین
گھڑیون کھڑے رہتے چنانچہ ایک مرتبہ آپ کو کامل ایک پہر ہوگیا کہ آپ حالت مین کھڑے
رہے آپ کے عموی گرامی شیخ اویس نے کہا کہ بابا خواجہ شبلی خلق مین
شور ہو رہا ہی کہ شبلی اظہار کرامت کرتا ہی اگر حقیقت مین نمایش کرامت ہی تو طریقہ
خاندان اپنے سے بعید ہی اور اگر احیاناً ہی تو بس اب موقوف کرو حضرت بیٹھ گئے اور
اُس روز سے پھر کبھی وجد مین کھڑے نہ ہوئے نقل ہی کہ ایک روز کچھ قلندر لوگ
آپکے پاس آئے اور سائل ہوئے آپ نے کچھ جواب نہ دیا قلندران شوخ چشم نے یہ گستاخی

کہ آپکی تسبیح روبرو سے اُٹھالی اور چلدیے اور آپنے کچھ نہ کہا ملک وجہی کہ افغان پانی پت کا تھا اُسکو یہ حرکت قلندرونکی پسند نہ آئی بلا حکم حضرت کے طیش مین آکر عقب قلندرون مین گیا اور اُنسے تسبیح چھین کر لایا اور حضرت کو دی آپنے خوش ہوکر فرمایا کہ بابا ملک وجہی تیرا تیر کبھی خطا نہ کریگا ایک روز ملک وجہی نے دل مین سوچا کہ دیکھون پیر کی دعا قبول ہوئی ہے یا نہین ایک تیر طرف آسمان کے رہا کیا جب وہ تیر زمین پر گرا تو ایک سانپ کے دماغ مین پار ہوا ملک وجہی نے جو دیکھا کہ تیر مین سانپ چھدا ہوا پڑا ہے بہت خوش ہوا اور جانا کہ دعا میرے پیر کی قبول ہوئی اس قسم کے خوارق عادات آپسے بہت ظہور مین آئے ہین تبرکاً اسپر اکتفا کیا گیا نقل ہے کہ حضرت خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتوین ماہ ربیع الاول ۹۵۲ ہجری کو اس دار فنا سے دار القرار جنت کو رحلت فرمائی تاریخ وصال ۔ مرشد دوزمان ہے ۹۵۲

بیان حضرت خواجہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ

نہایت بزرگ اور صاحب کرامت تھے خرقہ فقر وارادت کا آپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور جانشین اُنکے ہوئے اور کمال ریاضت اور کرامت مین مشہور خلائق تھے جو شخص کہ خلوص نیت سے معتقد حضرت کا ہوتا رتبہ ولایت کو پہونچتا اور گو بظاہر آپ زراعت مین مشغول رہتے لیکن باطن مین تمام راز و نیاز خدا کے ساتھ رکھتے تھے نقل ہے کہ ایک بار آپ موضع جھاج پور پرگنہ پانی پت کو تشریف لیگئے عین حالت استغراق مین باواز بلند کہا کہ اے لوگو آج اس گانون سے باہر چلے جاؤ ورنہ یہان آگ لگےگی اور اپنا اسباب بھی یہان سے نکالو گانون کے آدمی واقف تھے کہ جو کچھ آپکی زبان سے نکلتا ہے وہ ہی ہوتا ہے فوراً اسباب و مویشی باہر لیکر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد غیب سے آگ لگنی شروع ہوئی اور تمام گانون جل گیا اور جس شخص نے آپکا کہنا نہ سنا تھا وہ بھی جل گیا اور اُسکا تمام اسباب اور دواب سب جل کے خاک ہوگئے آخر اس گانون کے مردمان معتقد اور شکر گزار ہوئے نقل ہے کہ تاریخ بیسوین ماہ جمادی الثانی

۹۲۲ھ ہجری کو حضرت نے اس جہان بے بقا سے رحلت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ سدا ورع متقی تاریخ ہے

بیان حضرت شیخ عبد الکبیر اولیا رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت صاحب تقویٰ اور اہل عرفان تھے اور ولی مادر زاد تھے کہ جو کچھ زبان مبارک سے
نکلتا تھا وہی ہوتا تھا اس سبب سے آپ کو شیخ کبیر بالا پیر کہتے تھے اور خرقہ فقر اور ارادت
کا اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ سے پایا اور تصرفات وکرامات
آپ کی ذات سے بہت ظہور میں آیا کرتی چنانچہ اکثر ریاضت میں جب آپ آستین کو ہلاتے
تھے تو شیر نکلتا تھا اور پھر غائب ہوجاتا تھا اور علما اور صلحا اُس زمانہ کے آپ کی
خدمت میں حاضر ہوتے اور تابعداری کرتے تھے اور آپ کی صورت پر شوکت کمال وجیہ
تھی اور راگ کو بہت ذوق کے ساتھ سماعت فرماتے تھے اور عرس مشائخ کا اکثر کیا کرتے
اور مہمان نوازی کی عادت بہت تھی آپ کے چار فرزند تھے اور خلیفہ بہت تھے نقل ہے
کہ ایک روز سلطان سکندر بن بہلول نے اپنے وزیر اور ملک محمود وغیرہ سے صلاح
کی کہ شیخ عبد الکبیر اپنے آپ کو اولیا کہتے ہیں اور صاحب کرامت بیان کرتے ہیں اس وقت
اُنکا امتحان کرو اور دل میں اپنے اپنے کچھ کچھ طعام سے لیلو اگر شیخ ہو وقت ہر ایک کے
واسطے بیان کرے پس سمجھنا چاہیے کہ واقعی مرد مرتاض ہے اور نہیں تو دعویٰ اُنکا غلط
آدھی رات کے وقت بادشاہ مع وزیر وغیرہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت
شیخ نے سیخ سماے گوشت آہو بادشاہ کے روبرو رکھے اور نان یخنی آگے وزیر کے اور حلوا
روبرو ملک محمود کے رکھا اور یہ ہی اشیا اُن لوگوں نے اپنے اپنے دل میں قرار دی تھیں
ذوق سے سب نے کھایا اور متحیر رہے حضرت نے فرمایا کہ بابا یہ مقام حیرت کا ہے
فقیر کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ پر توکل کیے ہوئے بیٹھا ہو اسکو خلائق کے سامنے شرمندہ
نہیں کرتے ہیں بعد کو بادشاہ نے نہایت اعتقاد سے دو گاؤں خادمان درگاہ کی
خدمت کے واسطے عنایت کیے آپ نے انکار کیا آخر بادشاہ نے بہت عجز و زاری کی اُسوقت

آپ جابہوش ہو رہے اور وزیر نے بھی ایک گاؤں علاقہ جھنجھانہ میں حضرت کے نذر کیا اور ملک محمود نے اپنی دختر حضرت کے عقد میں دی نقل ہے کہ حضرت نے چھٹی ربیع الثانی ۸۳۵ھ ہجری کو اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عشت تاریخ وفات تاج الاتقیا ہے

بیان حضرت شیخ عثمان زندہ پیر رحمۃ اللہ علیہ

کرصاحب معرفت اور اہل شریعت تھے عابد و زاہد حد سے زیادہ تھے اور عالم متبحر تھے ذکر الٰہی میں رہا کرتے خرقہ فقر و ارادت کا اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبد الکبیر اولیا سے پایا اور آپ کے تین بھائی اور تھے بڑے سب سے شیخ حسین تھے انھوں نے روبرو اپنے والد رحلت کی تھی لیکن دو فرزند انکے باقی رہے اور دوسرے بھائی کا نام شیخ رکن الدین اور تیسرے کا نام شیخ محمود تھا آخر بعد انتقال حضرت شیخ عبد الکبیر اولیا کے حضرت اور آپکے برادر زادہ شیخ نور الدین و شیخ منور میں مناقشہ واقع ہوا کہ صاحب سجادگی حق ہر کوئی اپنا بیان کرتا تھا آخر نوبت بادشاہ تک پہونچی اور ابراہیم بادشاہ بن سلطان سکندر پانی پت کو گیا اور وہاں تحقیقات شروع کی ہر چند کہ حضرت کی والدہ اور جملہ خلفا حضرت اور اکابران شہر و برادران نے آپ کو صاحب سجادہ کیا تھا اور سب کی خوشی آپکی ہونے میں تھی لیکن ابراہیم بادشاہ کی توجہ جانب شیخ نور الدین کے تھی آخر سجادہ نشین ہوئے نصف کے مالک حضرت رہے اور نصف کے مالک شیخ نور الدین ہوئے اور عید کے روز دو جھنڈے نکلے اور تکرار اس امر پر ہوئی کہ آگے کس کا ہونا چاہیے آخر طرفین سے کشت و خون بھی ہوا اور شیخ نور الدین پسر شیخ حسین جھنڈوں سے پیچھے گرا اور اپنے مکان کو واپس آیا اور حضرت کا جھنڈا دول میں عیدگاہ تک گیا اور فتح و فیروزی کے ساتھ اپنے مکان کو آئے اس روز سے پھر کسی نے دعوے صاحب سجادگی نہیں کیا اور حضرت شیخ عثمان زندہ پیر کے سب لوگ معتقد ہوئے اور پھر دوسرا جھنڈا دول میں نکلا

اکثر صاحب سجادگی حضرت کے خاندان مین ہی نقل ہی کہ باہم ایک ہندو اور ایک مسلمان
کے کسی قسم کا مناقشہ تھا اور حضرت اسمین حکم تھے آپنے فرمایا کہ مسلمان سچا ہی لیکن اُس
ہندو نے قبول نکیا پھر آپنے فرمایا کہ تمہاری دونون کی بی بیان حمل سے ہین اور آج دونون
کے اولاد ہوگی جسکے فرزند ہو وہ سچا ہو اور جسکے دختر ہو جھوٹا دونون نے اسبات کو مانا آخر
شام کو مسلمان کے فرزند ہوا اور ہندو کے دختر پھر ہندو نے قبول کیا اور تکرار انکی جاتی رہی
نقل ہی کہ آپکے فرزند نے ایک چاہ طیار کرایا اور اُسکا سر بڑھا تھا کہ حضرت کا گذر ہوا وہان
آپکے فرزند نے عرض کی کہ حضرت اسکے حق مین دعا کیجیے آپنے فرمایا کہ نیاز کرو اور ایک
گاو اور کئی من سیدہ گندم اور روغن زرد لاؤ اسوقت ہم دعا کرینگے شیخ نظام نے
عرض کیا کہ حضرت ایک گوسفند نذر کرونگا زیادہ طاقت نہین ہی آپ نے فرمایا کہ
جو کچھ آج ہماری زبان سے نکلا ہی یا تو اُسقدر تیار کرو اور فقرا کو تقسیم کرو ورنہ تم جانو
تمکو اختیار ہی یہ فرما کر مکان کو تشریف لائے اُسی رات مین تمام چاہ منہدم ہوگیا کہ کچھ
نشان بھی اسکا باقی نرہا نقل ہی کہ آپنے دسوین ماہ ذیقعدہ [illegible] ہجری کو اس
جہان فانی سے انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ

بیان حضرت شیخ نظام رحمۃ اللہ علیہ

نہایت ریاضت کش اور صاحب کرامت تھے اور حالت اس درجہ تھی کہ کبھی کسیطرح کا
خیال دنیاوی دلمین نلاتے اور ہمیشہ ذکر خدا مین مشغول رہتے اور کبھی کسی دنیادار کے
مکان پر نگئے اور کبھی کسیکا نذرانہ نلیتے اور اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عثمان
زندہ پیر سے خرقہ فقر و ارادت کا پہنا اور آپ دو بھائی تھے بڑے بھائی کا نام شیخ کمال
کہ بڑا صاحب کمال تھے اول تو انکو شغل مشائخ کے طریقہ تھا دوسرے حالت جذب
ہر وقت رہتی تھی اسواسطے برضامندی انکے یہ حضرت صاحب سجادہ ہوئے اور تمام
علما و صلحا اور مشائخ محفل خاص مین حاضر ہوتے اور علی قدر مراتب انعت

حاصل کرتے حضرت کا جلال اور عظمت مشہور ہی اُس زمانہ مین کوئی بزرگ اس رتبہ کا نہ تھا
او طالب جو حاضر ہوتا اپنی مراد کو پہونچتا شعر پر تراز مدح و ثنای من و تو ہست یکی + کان
نہ بحریست کہ پایان و کناری دارد + اور اُنکی تعریف اسیقدر کافی ہی کہ حضرت شاہ لعالمین اُنکے
خلیفہ ہون کہ جو اولیا کبار سے ہین نقل ہی کہ پندرھوین ماہ شعبان کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی

بیان حضرت شاہ اعلی رحمتہ اللہ علیہ

مولف کتاب ہذا کے پیر تھے اور صاحب کشف و کرامت نہایت بزرگ تھے اور ہمیشہ
یاد خدا مین رہتے اور خرقہ فقر و ارادت کا حضرت شیخ نظام والد بزرگوار اپنے سے حاصل کیا
اور بعد والد مرحوم کے آپ مسند خاندان چشت پر متمکن ہوئے اور تمام علما و فقرا آپ سے فیضیاب
ہوتے تھے اور دوسرے حضرت شاہ نظام نارنولی سے بھی خرقہ خلافت کا پایا چنانچہ
یہ اشعار اسپر دلالت کرتے ہین شعر مرا یہ بندگی اوست فخرہای تمام + مرید شاہ نظامی
است این شیخ نظام + دیگر نظامش پیر و ہم پایش نظام است + نظام دو جہان بروی
تمام است + اور حضرت شاہ اعلی آبا و اجداد کی طرف سے بھی اور پیر دستگیر حضرت شاہ
نظام نارنولی کی طرف سے خلافت یافتہ تھے دو طرف فیض کیا تھا اور اوصاف
اُنکے تحریر سے باہر ہین سخاوت اور خوش خلقی علم و تحمل فقر و کرامت اللہ تعالے نے اُنکو
کرامت کیے تھے کہ شاید دوسرون کو اسقدر نصیب ہوئے ہون اکثر اوقات مراقبہ اور
مجاہدہ مین رہتے تھے اور نسب شریف آپ کا عثمانی ہی اور حال کرامت مآل کتاب جواہر اعلی
مین مولف نے ترتیب وار لکھا ہی یہان بنظر اختصار شمہ از بسیار پر اکتفا مناسب ہوا
نقل ہی کہ ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدائے عمر مین کسی امیر شاہی کا زمرۂ
سپاہ مین نوکر تھا اور تیر اندازی مجھے آتی نہ تھی نہایت کاوش اور کوشش کی
ایک روز کسی نے کہا کہ اگر شاہ احمد گنگوہی داماد حضرت زکریا ملتانی کی
نذر و نیاز دل مین قبول کرو تو تمکو تیر اندازی آجائے مین نے بصدق دل نیاز حضرت شاہ احمد کی

دل مین قرار دی اور تیراندازی کرنا شروع کی آخر بعد ایک ہفتہ کے مین نے خواب مین
دیکھا کہ ایک بزرگ نے مجکو تیر و کمان عنایت کیے صبح کو جو تیر نشانہ پر مارتا تھا وہ خطا نہ کرتا تھا
غرض مجکو معلوم ہوگیا کہ برکت نذر حضرت شاہ احمد سے تیراندازی آگئی آخر جو کچھ نیاز
کہ مین نے قبول کی تھی اُسی وقت تقسیم درویشان کردی اب میری تیراندازی کا چرچا
جا بجا ہونے لگا اور جس امیر کا مین نوکر تھا اُسنے بطور تحفہ مجکو بادشاہ نصیر الدین ہمایون
شاہ کے پاس بھیجا تھا جب مین دہلی مین گیا تو جامع مسجد مین کہ پاس سنار واقع ہی
واسطے نماز کے گیا قریب محراب کے ایک شخص بزرگ کو بیٹھا دیکھا اور پہچانا کہ یہ وہ ہی
بزرگ ہی جسکو خواب مین دیکھا تھا اور اُسنے تیر و کمان عنایت کیا تھا آخر متصل اُنکے
بیٹھا اُن حضرت نے ایک کمان اور کسیقدر تیر مجکو دیے دیکھتا ہون تو وہ ہی تیر ہین
اور وہ ہی کمان اور یہ مجکو دیکر اپنے آدمی سے کہا کہ اسکو بیرون دروازہ مسجد تک پہونچا آ
وہ شخص میرے ساتھ آیا مین نے اُس سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہین اُسنے کہا کہ شاہ احمد
ہین اور حالانکہ اُنکے انتقال کو عرصہ دراز ہوا ہی اور مزار اُنکا موجود ہی پھر وہ تیر و کمان تا ہنوز
میرے پاس رہے اور کبھی خطا نکی ایک روز شیرشاہ کی بادشاہ گردی مین کوئی شخص لوٹ
کرلے گیا نقل ہی کہ ایک روز آپ فرماتے تھے کہ ملک پورب مین مجکو جانے کا اتفاق ہوا
ایک مکان مین رہنے لگا ایک شخص میرے پاس آیا اور معلوم ہوا کہ شیخ عیسیٰ خلیفہ
آباواجداد ہمارے کی اولاد مین ہی اور وہ مجکو اپنا پیرزادہ سمجھکر خاطرداری کرنے لگا آخر
کسی امر پر کچھ تکرار سی ہوگئی مین وہان سے رنجیدہ ہوکر بیرون شہر چلا گیا اور ایک مسجد
مین رہنے لگا اُس شخص نے خواب مین شیخ عیسے کو دیکھا کہ وہ کہتے ہین کہ تونے ہمارے مرشد
زادہ کو رنج دیا تجکو خدا رنج دیگا یہ امر جب اُسکو معلوم ہوا تو فوراً میرے پاس دوڑا آیا
اور تقصیر معاف کراکر مکان پر لے گیا اور بیان کیا کہ میرا تمام جسم شل سا ہوگیا تھا اب آرام
ہوا ہی نقل ہی کہ ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا مین مجکو شوق زیارت کعبۃ اللہ کا

ہوا والد سے اجازت لیکر مین ملک مالوہ مین پہونچا وہان سے تمام اسباب اور سواری
غارت گئی اور یہ بھی سنا کہ شاہ پرتگال دریا مین لوٹ مار کرتا ہی غرض اُس سال ارادہ
ملتوی رکھا اور مکان کو واپس آنے لگا تو راستہ مین کچھ خرچ پاس نہ تھا اور تکلیف
ہونے لگی ایک روز متصل ایک چاہ خام کے بیٹھا تھا ایک جانب کو کچھ چمکا مین نے
اُسکو نکالا تو حلقۂ طلا تھا اسّی تولہ وزن مین اُسکو فروخت کرکے کام مین لایا نقل ہی
کہ ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا مین جو مین متلاشی روزگار تھا تو والد نے مجھسے
فرمایا کہ بابا کب تک دنیا کے واسطے سرگردان رہو گے تمکو خدا نے اور ہی کام کے واسطے
پیدا کیا ہی وہ کام کرو آخر مجکو عشق خدا غالب آیا اور جذبۂ محبت الٰہی نے کشش کی
تو مین اس تلاش مین ملک بملک پھرا اور اکثر بزرگان روزگار کی خدمت کی اور اُنسے
نعمت حاصل کی مگر فتح باب مراد منحصر اور شخص پر تھا پھر مکان پر آیا اور والد نے متصل
درگاہ حضرت غریب نواز شمس الدین ترک کے مجھسے چلہ کشی کرائی ایک روز مین نے
معاینہ مین دیکھا کہ شیخ نظام نارنولی مجکو بلاتے ہین آخر وہان گیا اور اپنے مقصد کو پہونچا
اور جب مین نارنول کو گیا ہون تو ہنوز شہر مین نہ پہونچا تھا کہ حضرت نے ایک خادم
کے ہاتھ عمامہ اور نعلین عنایت فرمائی اور پھر ایک خادم کے ہاتھ ایک کاغذ بھیجا اور
اُسمین لکھا تھا کہ اس اسم اللہ کو ورد کرو جسوقت کشادہ دل ہوا اُسوقت ہمارے پاس آنا
آخر اُس اسم کا مین نے ورد کیا اور مسجد کفش دوزان مین سات روز رہکر اُس تمام
پاک کو پڑھا آخر ایک طرح کی کشاد حاصل ہوئی اُسوقت خدمت مین حضرت پیر و مرشد
کے گیا اور قدم بوسی سے مشرف ہوا آپنے دیکھکر فرمایا کہ اب تو سب سے اعلےٰ ہی اُسوقت سے
خطاب شاہ اعلےٰ مشہور ہوا اور ایک برس پانچ مہینہ سترہ دن حضرت کی خدمت مین رہا
ایک روز آپنے بلایا اور فرمایا کہ بابا چلہ کشی کب تک اور ریاضت و مجاہدہ اگرچہ ابھی
تمام نہین ہوا ہی لیکن تمھارا جد جلال الدین پانی پتی ہر روز آتا ہی اور فرماتا ہی کہ فرزند

میرے کو جلد رخصت کرو کہ بعد اسکے میری جگہ خالی ہے حضرت نے نوازش بہت فرمائی اور ارشاد
کیا کہ بابا جو کچھ کہ فقیر کے پاس ہے تجکو دیا اور رخصت فرمایا آخر جب آگرہ مین آیا تو معلوم ہوا
کہ والد نے رحلت فرمائی اور جگہ خالی ہونا اس سے عبارت تھا آخر وطن مین آیا اور پیری
بزرگان اور خلافت خاندان سے بھی مشرف ہوا الحمد للہ علی ذلک نقل ہے کہ ایک
روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا مین پانچ روز تک کچھ نہین کھایا اور دل مین یہ قرار دیا
کہ جب تک غیب سے نہ ملیگا ہرگز نہ کھاؤنگا پانچوین دن ضعف کمال درجہ کو پہونچا اور تاریکی
آنکھون کے روبرو آگئی ایک شخص نورانی صورت پیدا ہوا اور نان نفیس لایا اور اپنے
ہاتھ سے کھلایا تب مین اسکے پیچھے پیچھے گیا آخر مزار شیخ سعود دولت کے متصل گیا
اور وہان وہ شخص غائب ہوگیا مین نے بہت افسوس کیا کہ اس سے اپنی مشکل کا
سوال کیون نکیا آخر شب کو خواب مین دیکھا اور اس سے نشان راہ پایا نقل ہے کہ
ایک مرتبہ عرس حضرت جلال الحق والدین کا تھا اور حضرت شاہ ابوالعلا مین صدر نشین
اس محفل کے تھے اور تمام اکابر اور اعزہ شہر کے کہ بیتہ حاضر تھے آپکے قریب مرزا اشرف
بیٹھا تھا اسنے ذکر کیا کہ آج کل ایسے فقیر نہین ہین کہ جنکے وجد مین اثر ہو یہ آپ کے
گوش مبارک تک آواز آئی آپنے فرمایا کہ مرزا کیا کہا اول تو اسنے انکار کیا پھر عرض کی کہ
حضرت یہ قصور ہوا ہے آپنے قوالون کو حکم دیا کہ گانا شروع کرو قوالون نے غزل شروع
کی اور حضرت کو وجد آیا آپنے عین حالت وجد مین مرزا کی طرف دیکھا فوراً مرزا زمین سے
اونچا اٹھکر معلق ہوگیا اور پھر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا رات کو لوگ اسکے مکان
پر لیگئے اور صبح کو مرزا بحال خراب خدمت مین حاضر ہوا اور قصور معاف کرایا آپنے
فرمایا کہ بابا اولیا اللہ سے کبھی زمانہ خالی نہین ہے اگر ایک دم بھی خالی ہوجاوے تو
زمین و آسمان زیر و زبر ہوجاوے آیندہ سے ایسی حرکت نکرنا شعر خاکساران جہان
را بحقارت منگر ؛ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ؛ نقل ہے کہ ایکبار آپنے نذر

حضرت شاہ بوعلی قلندر کی مانی تھی اور جملہ مریدان کو طلب کیا اُس روز بارش شدت سے
تھی لوگون نے عرض کی کہ حضرت بارش ہی آپنے فرمایا کہ خدا مالک ہی تم سب چلو کچھ صدمہ
بارش سے نہوگا آخر سب گئے تو راستہ مین یہ تماشا دیکھا کہ کسی پر ایک قطرہ نہ پڑتا تھا اور چہار
طرف بارش ہو رہی تھی آخر وہان گئے اور کھانا کھا کر واپس آئے اور بارش اُسی زور کے
ساتھ رہی لیکن کوئی شخص تر نہوا نقل ہی کہ ایک حلوائی آپ کا مرید تھا اُسکی اشرفیان
کسیقدر گم ہوگئین وہ حاضر ہوا اور روکر عرض کی کہ یا حضرت مین تباہ ہوگیا آپنے فرمایا
کہ گھر مین تلاش کرو وہ پھر گیا اور جہان لوٹا اشرفیون کا دفن کیا تھا اُس زمین کو پھر کھودا
اور تلاش کیا کہین سراغ نہ لگا آخر پھر خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور گستاخانہ
عرض کی کہ ہم نے آپکو دو جہان کا وسیلہ سمجھا تھا جب یہان یہ حال ہی تو وہان کیا ہوگا
آپکو اس بات پر غصہ آگیا اور فرمایا چل جب درمیان راہ مین پہونچے اُس سے دریافت کیا کہ
تیرا مکان کہان ہی اُسنے کہا کہ اب نصف دور ہی آپنے دو قدم پیچھے ہٹکر اُس سے فرمایا کہ اُس
زمین کو کھود اُس حلوائی نے زمین کھودی وہی لوٹا اشرفیون سے بھرا نکلا آپنے فرمایا کہ
جا لیجا حلوائی بہت خوش ہوا اور گستاخی سے منفعل ہوکر عذر تقصیر کیا اور مکان کو گیا
ہرچند آپکی نذر کی آپنے قبول نہ فرمائی اور کچھ نہ لیا اسیطرح حال ایک افغان کا ہی کہ
اُسکا بھی مال دزدیدہ ہوگیا نقل ہی کہ چار آدمیون نے اپنے دل مین قرار دیا کہ اسوقت
حضرت ہمکو یہ کھانا کھلاوین تو ہم جانین کہ ولی ہین اور ایک اُنمین بداعتقاد اور بدنہاد تھا
اُسنے کہا کہ یارو یہ کھانا تو یہان موجود ہی مین تو خربزۂ ولایت کا خواہان ہون جسوقت یہ لوگ گئے
آپنے فرمایا کہ اے بھائیو بیٹھو اور سبکے روبرو موافق اُسکی خواہش کے کھانا رکھا اور اُس مرد وو
سے کہا تیری خواہش کی چیز موجود نہین ہی صبر کر خدا مالک ہی تھوڑی دیر مین ایک مرید
حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت مین ولایت گیا تھا یہ خربزہ غیر فصل سمجھکر حضور کے واسطے
خرید کیا ہی لیکن بسبب عرصہ دور کے خراب ہوگیا آپنے فرمایا اس شخص کو دیدو غرض وہ چارون

آدمی معتقد ہو کر وہاں سے اُٹھے راستہ مین اُس بھائی نے کہا کہ دیکھو بھائی ہم کو کیا خراب چیز دی ہے
اور کلمات بیہودہ بکنے لگا اورون نے سمجھایا کہ ایسے بزرگ کی نسبت بُرا کہنا نہ چاہیے اُسنے
نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ چودہ دن کے بعد اُسکو بخار آیا اور راہی عدم ہوا نقل ہے کہ ایک شخص
شیخ نظام آپکا مرید کابل گیا تھا راستہ مین دریاے اٹک مین تختہ کشتی شکست ہو گیا
اُسنے بموجب ارشاد حضرت کے کہ وقت مشکل کے ہمکو یاد کرنا آپکو یاد کیا دیکھا کہ حضرت کنارہ
کشتی پر موجود ہین اور کسی سے فرمایا کہ کشتی کنارہ پر لگا دے چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر غائب ہو گئے
لوگون نے کہا کہ یہ کون شخص تھے جنکے صدقہ سے جان بچ گئی شیخ نظام نے کہا کہ یہ حضرت شاہ
العالمین حضرت شاہ ابو المعالی تھے سبکو اعتقاد ہوا جب وہ کابل سے واپس آیا یہ حال عرض کیا
آپنے فرمایا کہ ستر پیران کو پوشیدہ رکھنا چاہیے نقل ہے کہ ایک بار حضور غریب خانہ پر پہونچ
کر اُسمین تشریف لائے اور مولف کے چچا سفرپیغام پٹنہ کو جاتے تھے کہ اُنکو صوبہ وہان کا
ملا تھا اور مولف کے بڑے بھائی نادر العصر فخر الزمان شیخ قاسم کہ آج علم و ہنر مین یکتاے
روزگار ہین وہ بھی چچا صاحب کے ہمراہ تشریف لیگئے تھے حضرت نے والد سے فرمایا کہ آج تمہارے
بھائی اور فرزند کی خبر آئیگی لیکن خیریت کے ساتھ ہوگی اور وہ خبر یہ ہے کہ فلان تاریخ کو وہ کشتی
مین سوار ہوئے اور وہ کشتی غرق ہو گئی تمام اسباب اور مردمان ہمراہی غرق ہو گئے الا تمہارا
بھائی اور فرزند اور دیگر تواحق خیریت سے رہے اور نکل آئے مین ہمراہ حضرت جدامجد شیخ جلال
پانی پتی کے اُنکی مدد کے واسطے گیا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آدمی وہان سے خبر لیکر آیا اور جو
کچھ حضرت نے فرمایا تھا ہو بہو وہی بیان کیا نقل ہے کہ ایک روز نور دیدہ جلال الدین جمال
کمال میان شاہ محب اللہ تعالےٰ محمد دمدار وہ فرماتے تھے کہ حضرت قطب الاقطاب شاہ ابو المعالی
کی خدمت مین جنّات رہتے تھے چنانچہ بعد انتقال بھی متصل روضہ منورہ کے درخت خرما
پر ہین اور مین نے بچشم خود دیکھا ہے ایک کا نام جمال تھا کہ وہ خدمت مین ہر وقت
حاضر رہتا تھا اور ایک بار مولف کتاب ہذا ایام طفلی مین یہ سوچکر حاضر ہوا کہ آج تو حضرت

اپنا اولش عنایت فرماوین تو عین بندہ نوازی ہی جب رو برو گیا تو دیکھا کہ آپ کھانا کھاتے ہین
مجھسے فرمایا کہ آؤ کھانا کھاؤ اور یہ سب اولش ہی اسی طرح اکثر حالات حضرت کے روزمرہ
ہوتے تھے اب کس کس کو اس مختصر مین گنجایش نہین جن صاحبون کو ذوق ہو وہ ملفوظات
جواہر اعلی کو دیکھین کہ اسمین شرح وبسط سے لکھا ہی اور اس مختصر مین اتنی گنجایش نہین
اسواسطے اسپر اکتفا کرکے اب کچھ حال حضرت مخدوم زادہ پیر جادہ صاحب سجادہ وقبلہ و کعبہ کی
بیان محمد شاہ سلمہ اللہ تعالے کا لکھا جاتا ہی اور وہ یہ ہی کہ حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر کے
دو فرزند تھے ایک کا نام حضرت شاہ نور دوسرے کا نام حضرت شاہ منصور تھا اتفاق
سے حضرت شاہ نور نے بقضاء الٰہی انتقال فرمایا دوسرے فرزند شاہ منصور کو حضرت نے
اپنا جانشین کیا اور سبز چنڈول خاص پر سوار کراکے بھیجا اور مصلاے خاص عنایت کیا
لیکن خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ وہ راہی ملک بقا ہوئے انکا ایک صاحبزادہ ششماہہ
باقی رہا اسکا نام شاہ محمد تھا انکو حضرت نے یتیم سمجھکر پرورش کیا اور انسے محبت بھی تھی
ورثا اور بھی پوتے تھے کسیسے آپکو انس نہ تھا حتی کہ ایک کا انتقال بھی ہوا تو آپ نے
مطلق رنج نہ کیا مگر شاہ محمد کے ساتھ محبت قلبی تھی جب وہ چودہ برس کے ہوئے تو بعض
دلمین یہ بات آئی کہ حضرت انکو جانشین کردین تو بہت مناسب ہی چنانچہ مولف اور قاضی
نظام کرانہ سے چلے اور پانی پت مین ملک سلیمان زمیندار پانی پت سے کہ وہ بھی مرید تھے
کا ہی صلاح کی اور حضرت سے عرض کی آپنے فرمایا کہ کل حاضر ہو دوسرے دن پھر ہم گئے آپنے
فرمایا مجھکو تمہاری راے پسند ہی اور صاحبزادہ کو بلاکر فرمایا کہ غسل کرو وہ غسل کرکے حاضر ہوئے
آپنے حجرہ خاص مین طلب کیا اور اسم اللہ تلقین کیا اور آپنے مرید کرکے کلاہ چار ترکی
عنایت فرمائی اور شیرینی پر فاتحہ دیکر تقسیم کا حکم دیا اور پھر فرمایا کہ دوگانہ ادا کرو اور بعد اسکے
تمام سر سونڈا اور تبرک حضرت ترک اور حضرت جلال کا جو پشت در پشت سے چلا آتا تھا
عنایت کیا اور چنڈول پر سوار کراکر فرمایا کہ پیران کی زیارت کرے چنانچہ سب مرید پیادہ ہمراہ صاحبزادہ

چنڈول پر سوار ہوکر روضۂ متبرکہ حضرت شمس الدین ترک پر گئے قوالون نے ہمراہی مین گانا
شروع کیا اور وہان سے حضرت مخدوم شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر کے مزار پر گئے
اور وہان سے حضرت جلال الدین کے اور پھر سب بزرگون کے مزارات پر فاتحہ پڑھکر حضور مین
روبرو آئے آپنے فرمایا کہ اب کسیکو مرید کرو چنانچہ ملک سلمان کے فرزند کو مرید کیا پھر حضرت
شجرہ منگایا اور بعد اپنے نام کے شیخ شاہ منصور کا نام لکھوایا اور اُنکے بعد حضرت شاہ محمد کا
اور فرمایا کہ تمھارے باپ شاہ منصور کی امانت ہے آج تم کو اُنکی طرف سے دی ہے اللہ تعالے
اس سلسلۂ عالیہ کو تا قیام دوران سلامت اور روان رکھے نقل ہے کہ ایک شخص مکہ معظمہ سے
خرما لایا تھا آپنے اُسکا تخم بو دیا اب اُسمین پھل آتا ہے اور خوشگوار ہے اور طرفہ یہ ہے کہ وہان
مین درخت نر ہے اور دونون طرف مادہ اگر ہوا کے چلنے سے نر کا پھول مادہ پر پڑ جاوے
تو مادہ مین پھل آوے نہین تو نہ آوے اور خانقاہ مین ایک چاہ ہے کہ اُسمین پانی شور تھا
ایک روز کاک تبرک درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپکے پاس
کوئی شخص لایا آپنے اُسکو پارہ پارہ کرکے اُس کوئین مین ڈالدیا اور کہا کہ اللہ تعالے نے
اسکی برکت سے پانی کو شیرین کردیا لوگون نے جو پانی نکالا تو نہایت شیرین تھا چنانچہ
موجود ہے اور عمر حضرت کی ایکسو چالیس ۱۴۰ برس کی تھی چنانچہ سالگرہ سے دریافت ہوا ہے واللہ اعلم
تاریخ مولد حضرت کی لفظ فیاض حق ہے کہ ہشت صد و نود و یک ۸۹۱ ہجری ہین اور تاریخ وصل
سنہ یکہزار و اکتیس ۱۰۳۱ ہے اس سے بھی ایکسو چالیس ۱۴۰ کم و بیش ثابت ہوتے ہین واللہ اعلم
بالصواب اور عمر آپکی لفظ زندگی سے ثابت ہے اور اسکے عدد ایکسو بیالیس ۱۴۲ ہوتے ہین اور
ایسا ہی کچھ حضرت فرمایا کرتے تھے یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے اور دندان مبارک دو مرتبہ گرکے
تیسری بار نکلے تھے گویا گوہر درخشان تھے اور بال ریش مبارک اور سر مبارک کے
ایکبار سپید ہوکر پھر سیاہ ہوگئے تھے نہایت خوشنما تھے اور پھر وہ سیاہ بھی سپید ہوگئے تھے
اس قسم کا حال اکثر کم واقع ہوتا ہے اور نہ عمر اسقدر اس زمانہ مین ہوتی ہے سواے حضرت کے

نسخی نے دیکھی نقل ہی کہ ایک روز آپ کو بخار آیا اور چند روز کے بعد واقعہ روز چہار شنبہ چھبیسوین
ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۳ ہجری کو اس جہان بے بقا و بے ثبات سے جانب دوست کوچ فرمایا
اور واصل بحق ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ وصال حضرت کی مؤلف نے یون لکھی ہی تاریخ

دریاے کشف وکان کرامات واہل جود	گز فیض او گرفت جہانِ عدم وجود
از پیش دیدہا چو یکایک شدہ نہان	از ماتمش نمود فلک جامہ را کبود
یاد در دو غم چو سال وصالش بجواستم	آمد مرا ز غیب ندا شیخ قطب بود

دوسری تاریخ منا. و نے یون لکھی ہی شیخ اعلی بود نقل ہی کہ بعد دو سال کے کہ مزار حضرت
کا سنگ سرخ سے تیار ہوتا تھا ایک روز ہمارے خواب مین دیکھا کہ حضرت فرماتے ہین کہ ایک
خشت اوپر سے گری اُسکے صدمہ سے تختہ صندوق کا ٹوٹ گیا اور وہ خشت میرے زانو پر ہی
یہ خواب اُسنے مخدوم زادہ سے عرض کیا اُنھون نے اپنی جدہ سے کہا اُنھون نے اسی وقت
مزار کو کھلوایا دیکھا تو بیشک صندوق ٹوٹ گیا اور خشت زانوے حبیب پر ہی اور باقی کفن
اور جسم بدستور ہی اُسکو درست کرکے پھر بند کر دیا اور آپ کی صورت ایسی روشن تھی
گویا سو گئے ہین سب کو اعتقاد زیادہ ہوا اور گلاب اور عطر خوب چھڑکا اور مزار اقدس
تیار کرا کر طواف گاہ خلائق کیا آلہی تا قیامت وہ کعبہ اہل ولایت رہے الحمد للہ کہ یہ رسالہ تمام ہوا
نظم مرتب شد عجب بحر معانی ✤ بلطف ایزد دانائے داوار ✤ شدم اندر پی
تاریخ در فکر ✤ ز لوح غیب تا چہ گردد اظہار ✤ اگرچہ سالہا بردم بسا رنج ✤
ولی شد عاقبت دولت بہ بیدار ✤ خدا را شکر گویم بے نہایت ✤ کہ لطف او نمود انجام این
کار ✤ بدل تاریخ اتمامش چو جستم ✤ ندا آمد سراسر گنج اسرار ✤ اللہ تعالی اسکو رونق
قبول عنایت فرمائے آمین اور اس سے پایا جاتا ہی کہ مقبول ہوا یعنی ایک مرتبہ میر بہائی
شب کو یہ رسالہ دیکھ رہے تھے اور فرش لب حوض تھا اتفاق سے یہ اُس زمانہ مین
مسودہ تھا کسی طرح اُس حوض مین گر گیا صبح کو جو بہائی صاحب نے تلاش کرایا تو یہ سر آب

بہت نظر آیا دیکھا تو ایک حرف بھی نہ بگڑا تھا ایک روز شب کو بندہ نے خواب مین دیکھا کہ
مین اجمیر شریف مین درگاہ والاجاہ حضرت خواجہ خواجگان پر حاضر ہوا ہون اور حضرت
خواجہ صاحب فرماتے ہین کہ تیری نقل مین کیا ہے مین نے عرض کیا کہ مسودہ سیر الاقطاب ہے
کہ خاندان عالیہ چشتیہ کا اسمین حال ہے اور حضرت رسالت مآب صلعم سے تا حضرت شاہ علیم
سب پیران عظام چشتیہ کا مختصر مختصر حال درج کیا ہے حضرت خواجہ صاحب نے آفرین کہی
اور فرمایا کہ یہ کام تو نے بہت اچھا کیا اور کتاب کو ہاتھ مین لیکر پڑھنہ فرمایا اللہ تعالے
ببرکت اسماے بزرگان کہ جو اسمین درج ہین اسکو قبول کرے اور مولف کتاب شیخ اللہ
اور مترجم کتاب سید محمد علی جو یا اور ناظرین کو دونون جہان کے مقاصد مسرور فرماوے

خاتمة الطبع

خدا کا شکر ہر آن ہے کہ کتاب ہدایت انتساب سیر الاقطاب فارسی جو احوال کرامات اشتمال اولیا
پاک سرشت اور سلسلہ خاندان حضرات خواجگان چشت مین تصنیف اہل عرفان حضرت
اللہ دیہ چشتی تھی لیکن اردو خوان اسکے فوائد نا متناہی سے کامیابی و بہرہ وری حاصل
نکر سکتے تھے لہذا واسطے سودمندی خاص و عام کے معرفت آگاہ حقیقت دستگاہ مولوی
سید محمد علی صاحب متخلص بہ جویا مراد آبادی نے عبارت اردو سلیس عام فہم مین ترجمہ خوب
فرمایا بالفعل بلحاظ اشاعت علم و بنظر استبداد اہل شوق مطبع نامی منشی نولکشور
مین بمقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج ماہ دسمبر ۱۸۸۸ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ
مین بار دوم لباس پوش انطباع ہوا خداے کریم پسندیدۂ اہل عالم فرماوے

بمنہ و کرمہ

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔

تہذیب احسانی ـ در تربیت اخلاق انسانی مولفہ حکیم احسان علی۔

گلدستہ ادب ـ اخلاق اور تدبیر معاش کا بیان مولفہ دیبی پرساد۔

مجموعہ توحید جسمین چند رسالے شامل ہین
۱ ـ الف بے وجن ۲ ـ بھجن چند قسم تصنیف شاہ عبدالصمد عرف رن مست خان ۳ ـ مثنوی اللہ نام جیورے بھائی ۴ ـ پریم نامہ جاجی ولی۔

تحفۃ العاشقین ـ رموزات تصوف از شاہ عبدالصمد عرف رن مست خان۔

رہبر راہ حق ـ مجموعہ فراہم کردہ حاجی محمد زروار خان جاگیردار راج کرولی اسمین چند رسائل شامل ہین۔
۱ ـ رسالہ رہبر راہ حق ـ ۲ ـ رسالہ مرغوب القلوب حضرت شمس تبریز ۳ ـ مثنوی شاہ بوعلی قلندر ۴ ـ مثنوی بے سرنامہ حضرت فریدالدین عطار ۵ ـ مثنوی چشم یکتا کہ جلوہ دیدار ـ ۶ ـ پریم نامہ شاہ ولی بھاکھا ۷ ـ مثنوی اللہ نام جیورے بھائی ۸ ـ بھجن حضرت شاہ عبدالصمد ۹ ـ الف بے زبن ۱۰ ـ تحفۃ العاشقین از شاہ عبدالصمد ـ ۱۱ ـ مثنوی حضرت بہلول ـ ۱۲ ـ رموزات الحقیقت ـ ۱۳ ـ ترجیع بند راجہ عارف باللہ۔

مخزن الانوار ـ ترجمہ گنج الاسرار رموزات تصوف کا بیان مترجمہ مولوی محمد یوسف۔

اخلاق و تصوف فارسی

گلستان محشے خرد ساز حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی۔

ایضاً ـ متوسط قلم محشے۔

ایضاً ـ مع فرہنگ و مکمل رنگین۔

ایضاً ـ چوب قلم جلی۔

ایضاً مترجم ـ ترجمہ اردو لفظ بہ لفظ۔

شرح گلستان ـ نادر شرح از ملا محمد اکرم ملتانی

ایضاً ـ مسمی بہ ریاض رضوان شرح از مولوی ریاض علی۔

ایضاً ـ مسمی بہ خیابان ـ شارح حضرت سراج الدین علی خان آرزو۔

تضمین گلستان سعدی ـ مصنفہ منشی ہرگوپال تفتہ۔

گلستان حکیم قاآنی ـ بجواب گلستان حضرت سعدی اُسی طرز و روش کی مصنفہ حکیم قاآنی المعروف بہ میرزا حبیب شیرازی۔

بہارستان جامی ـ بجواب گلستان ایضاً از ملا عبدالرحمن جامی۔

خارستان محشے ـ کمیاب کتاب نظم و نثر نہایت ہم پہلو سے گلستان ہی سوا باب ہین مصنفہ

ملا مجد الدین خوافی
اسرار الاولیا۔ اسمین بائیس فصل ہین
اور ہر فصل مین ایجاد اقسام رموزات اہل اللہ
کا ذکر ہی از حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج۔
اخلاق محمدی۔ فضائل علوم وغیرہ کا ذکر ہی
چالیس باب ہین مصنفہ مولوی محمد علی یزدی۔
مصباح الہدایت۔ ترجمہ عوارف شتمل بحر کر
اسبانی وحصول طریقت اہل تصوف مترجمہ
حضرت محمود الکاشانی۔
مصباح التہذیب۔ باسم تاریخی حکایات
نصائح مصنفہ شیخ کمال الدین۔
صد پند سودمند۔ لقمان حکیم مع چار رسائل
جلی قلم خوشخط۔
۱۔ رسالہ سعادت نامہ۔ ۲۔ رسالہ خواجہ
عبید اللہ انصاری۔ ۳۔ رسالہ تحفۃ الملوک
۴۔ رسالہ منہاج العارفین۔
رسالہ ہدایۃ المومنین الی سبیل الصالحین
نادر کتاب مصنفہ ابو الخیر مولوی معین الدین
سشہدی۔
مطالب رشیدی۔ رموزات فقر تصوف
از شاہ تراب علی کاکوروی۔
سرور العباد۔ شرح قصیدہ بانت سعاد نظم
مولوی صاحب بعہد الحافظ محمد ندیم۔

پند نامہ عطار۔ نصائح رموزات تصوف
مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار۔
کیمیائے سعادت۔ جو جامع شریعت و
حقیقت ہی مصنفہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ۔
اخلاق جلالی۔ محشے مصنفہ ملا جلال الدین دوانی
اخلاق ناصری۔ مصنفہ محقق نصیر الدین طوسی
اخلاق محسنی۔ درسی متداول از ملا حسین
واعظ کاشفی۔
گلشن اسرار۔ رموز تصوف کا بیان مصنفہ
مولوی انور علی۔
می باید شنید۔ لب لباب اندرز و نصائح
حکیمانہ مصنفہ مولوی رفعت علی۔
مکتوبات امام ربانی۔ تین جلد مین مع
رسالہ رد روافض و رسالہ مصطلحات حضرات
صوفیہ اسمین مکاتیب و ارشادات حضرت مجدد
الف ثانی ہین۔
۱۔ جلد مین ایکسو تیرہ مکتوب ہین جمع کردہ
شاہ یار محمد بموجب ارشاد حضرت...
۲۔ جلد۔ تالیف شاہ عبد الحق۔
۳۔ جلد۔ تالیف شاہ محمد نعمان۔
مع جلد۔ رسالہ رد روافض۔
و جلد۔ رسالہ مصطلحات صوفیہ۔